

ائمہ مساجد کے لیے : علمی فکری تربیتی اصلاحی بیش بہا تحفہ

نَهْجُ الْأَئِمَّةِ فِي إِصْلَاحِ الْأُمَّةِ

حصّہ اوّل

از : عبدالحفیظ ایلولوی (گجرات)

ناشر : مکتبہ احمدیّہ
جامعہ حسینیہ راندیر
موراابھاگل، راندیر، سورت، گجرات، انڈیا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باسم الفتاح العلیم ۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا

ائمہ مساجد کے لیے : علمی فکری تربیتی اصلاحی بیش بہا تحفہ

نَهْجُ الْأَئِمَّةِ فِيْ إِصْلَاحِ الْأُمَّةِ

حصہ اول

از : عبدالحفیظ ایلولوی (گجرات)

99746 04855

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تفصیلات

جملہ حقوق بحق ناشر و مؤلف محفوظ ہیں۔

نام کتاب : نَهجُ الائمّة فِی اِصلاحِ الاُمّة

جامع و مرتب: مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب ایلولوی
(خادم الحدیث والفقہ جامعہ حسینیہ راندیر، سورت)

تصحیح : (۱) جناب حضرت مولانا خالد صاحب
(استاذ الحدیث جامعہ حسینیہ راندیر، سورت)

(۲) برادر جناب امداد اللہ صاحب احمد آبادی

کمپوزنگ : مولانا ضیاء الرحیم رحیمی (ہدایت آرٹ، سگرام پورہ، سورت)

صفحات : ۱۲۰

ثانی ایڈیشن : محرم ۱۴۳۹ھ بمطابق اکتوبر ۲۰۱۷ء

ناشر: مکتبہ احمدیہ،

جامعہ حسینیہ راندیر
مورا بھاگل، راندیر، سورت، گجرات، انڈیا۔

ایلول نزدِ نور مسجد، ہمت نگر، سابرکانٹھا، گجرات

99746 04855

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مساجد اسلام کے روز اول سے مسلمانوں میں دینی سرگرمیوں اور غیر اقوام میں اسلامی اشاعت اور عام رشد و ہدایت کا مرکز رہی ہیں۔ مساجد اور اس کے منبر و محراب وہ مراکز ہدایت و مصادر ہیں جہاں سے ماضی میں ''کُوْنُوْا مِثْلَنَا'' کی صدائیں بلند ہوئیں۔ جب اسلام اپنی حقیقت کے ساتھ زندہ تھا تو مسجد صرف مسجد نہ تھی، وہ عبادت گاہ، تعلیمی مدرسہ، اصلاحی و تبلیغی مرکز، اہل اسلام کا دارالندوۃ اور دولت اسلامیہ کا دارالقضا بھی تھی۔ اسلامی سارے نظام مسجد و امامت سے منسلک تھے۔ جیسا کہ ذیل کے جدول سے واضح ہو رہا ہے۔

نمبر شمار	احوالِ مختلفہ	منصبِ امامت	نظامِ مساجد
۱	مقتدا بن کر	قوم میں اطاعت خدا اور سول لانا	نظم طاعت واتباع
۲	امام بن کر	قوم کو مجتمع رکھنا	نظم وحدت واتحاد
۳	معلّم بن کر	قوم کو علم سے آراستہ کرنا	نظم تعلیم وتربیت
۴	مبلّغ بن کر	ایمانی جڑوں کو پانی دینا	نظم دعوت وتبلیغ
۵	حکیم وحاکم بن کر	نظریاتی کھائی کو پاٹنا	نظم مملکت وسیاست
۶	عابد بن کر	غفلت وسستی کو چاک کرنا	نظم عبدیت وبندگی
۷	مصلحِ بن کر	معاشرے کو صالح بنانا	نظم صلاح واصلاح
۸	داعی بن کر	اعلاءِ کلمۃ اللہ (بلند کرنا)	نظم اشاعتِ اسلام
۹	قاضی بن کر	تنازعات وجھگڑوں کو مٹانا	نظم مساوات واخوت
۱۰	ہادِی بن کر	دینی ودنیوی راہ نمائی کرنا	نظم ہدایت وشعور

مسجد و امامت کا مفہوم خیر القرون میں آج کے مفہوم سے زیادہ وسیع تھا۔ کتاب ہذا کا خاص مقصد نظام مساجد اور امامت کو خیر القرون کے نہج پر لا کر ائمہ مساجد کو فعّال بنا کر ان ہی کو اصلاح امت و اصلاح معاشرہ میں افراد ساز بنانا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پیش لفظ

فقیہ عصر جناب حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم

مسجدیں اللہ کا گھر ہیں، اس لیے اللہ کے بھیجے ہوئے دین شریعت سے متعلق تمام کاموں کا مرکز بھی یہی مسجدیں ہیں، نماز باجماعت اور اعتکاف تو ایسا عمل ہے جس کو مسجد ہی میں انجام دینا واجب ہے، لیکن مسجد کا کردار ان دو اعمال تک محدود نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسجدیں درسگاہ بھی تھیں، یہیں تذکیہ واحسان کی بزم بھی آراستہ کی جاتی تھیں، اسی میں مسلمانوں کے باہمی مقدمات فیصل کئے جاتے تھے، یہیں سے فتاویٰ صادر کئے جاتے تھے اور مسائل شرعیہ کی رہنمائی ہوتی تھی، یہیں مجاہدین اسلام کے لشکر مرتب کئے جاتے تھے، یہیں سے احکام سلطنت جاری کئے جاتے تھے، اور اسی جگہ بیرونی سفراء اور وفود سے ملاقاتیں ہوتی تھیں، غرض کے مسجد مسلمانوں کا ہمہ جہت مرکز تھی، اور مسجد کا امام زندگی کے تمام مسائل میں مسلمانوں کا قائد اور رہنما ہوتا تھا۔

افسوس کہ جیسے زندگی کے دوسرے شعبوں میں اضمحلال آ گیا اور مسلمانوں کا عمل قرن اول سے ہٹ گیا، اسی طرح لوگوں نے مسجد کو نماز واعتکاف تک محدود کر دیا، اور ائمہ صرف پانچ وقتہ نماز کے امام سمجھے جانے لگے، نہ لوگوں میں یہ جذبہ باقی رہا کہ وہ زندگی کے تمام مسائل میں امام کو اپنا قائد ورہنما سمجھیں اور نہ ائمہ میں اپنے درجہ ومرتبہ اور مقام کا احساس باقی رہا کہ وہ صرف نمازوں کے امام نہیں ہیں، بلکہ مسلم معاشرہ کی پوری زندگی کے امام ہیں، آج مسلمان جس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بے دینی، بے راہ روی اور معاملات اور سماجی زندگی میں شریعت سے غفلت کا شکار ہیں، اس کا علاج اس کے سوا کچھ اور نہیں ہے کہ وہ مسجد کو زندگی کے تمام مسائل میں مرکز ہدایت بنالیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس بات کو بار بار کہنے اور لکھنے کی ضرورت ہے، مقام مسرت ہے کہ محبی فی اللہ جناب مولانا **عبدالحفیظ ایلولوی** صاحب نے اس مسئلہ کی ضرورت واہمیت کو محسوس کرتے ہوئے تفصیل سے قلم اٹھایا ہے، نیز قرآن وحدیث اور سلف صالحین کی تعلیمات سے استفادہ کرتے ہوئے اس موضوع پر ایک مفصل کتاب مرتب کی ہے، جس میں مساجد اور ائمہ مساجد کے مقام اور ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور ائمہ کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ معاشرہ میں مساجد کے کردار کو بحال کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو پوری فعالیت اور بصیرت کے ساتھ انجام دیں، یہ ایک مفید کتاب ہے، مصنف نے مناسب سمجھا کہ تدریج پر عمل کرتے ہوئے اس کے تھوڑے تھوڑے حصے شائع کئے جائیں، اس لیے ابھی اس کا پہلا حصہ جس میں مساجد کی اہمیت اور منصب امامت کے تقاضوں پر روشنی ڈالی گئی ہے شائع کر رہے ہیں۔

یہ حقیر ابھی سفر میں ہے، اس نے مختلف مقامات سے مطالعہ کی سعادت حاصل کی، امید ہے کہ ان شاءاللہ یہ اپنے مقصد میں کامیاب کتاب ہوگی، موصوف نے نظام مساجد کی اصلاح کا ایک نظام بھی مرتب کیا ہے، اگر واقعی وہ عمل کے سانچہ میں ڈھل جائے تو یہ ایک بڑا کام ہوگا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کوشش کو قبول فرمائے۔ ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔

خالد سیف اللہ رحمانی
نزیل : جامعۃ القرأت، کفلیتہ، گجرات
۷ شعبان ۱۴۳۸ھ
۳ مئی ۲۰۱۷ء

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تقاریظ

جامع الشریعت والطریقت

حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم العالیہ

(شیخ الحدیث وسابق صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

زیر نظر کتاب کے نام سے ظاہر ہے یہ ائمہ مساجد کی وساطت سے امت کی اصلاح کے لیے تالیف کی گئی ہے۔ کتاب کے مطالعہ کا موقع تو احقر کو نہیں مل سکا، لیکن کتاب کی ضخامت اور ابواب کی تقسیم پر سرسری نظر ڈالنے سے ترتیب وانداز قابلِ تعریف نظر آیا، کتاب کے اکثر مضامین حضرات اسلاف واکابر کی کتابوں سے ماخوذ ہیں، مضامین کے مآخذ وحوالہ جات اندر موجود ہیں، اس لیے امید کی جاسکتی ہے یہ کتاب اصلاحی کام انجام دینے والے حضرات کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوگی انشاءاللہ۔

دل سے دعا کرتا ہوں کہ: مؤلف نے اصلاحِ امت اور اصلاحِ معاشرہ کا جو بیڑا اٹھایا ہے، اور اس سلسلے میں ایک مستقل فکری تنظیم وجود میں لانے کا جو پروگرام طے کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان دونوں نیک مقاصد میں مؤلف کی بے حد مدد فرمائے، شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اور اس لائن کی ساری رکاوٹیں دور فرمائے، اپنے خزانۂ غیب سے اسباب ووسائل مہیا فرمائے۔

اس پُرآشوب دور میں موصوف کی اس پیش کش پر اُنھیں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امید ہے کہ ائمہ مساجد اور دیگر اصلاحی تنظیموں میں اس امید آور اصلاحی کام کو سراہا جائے گا اور عملی جامہ پہنایا جائے گا۔

أملاہ : العبد احمد عفی عنہ خانپوری

۲۱ جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ

پیر طریقت

حضرت اقدس مفتی اسماعیل صاحب کچھولوی دامت برکاتہم العالیہ

(صدر مفتی و شیخ الحدیث جامعہ حسینیہ راندیر)

محترمی و مکرمی محبی فی اللہ حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب دامت برکاتہم بعد سلام مسنون آپ کا گرامی نامہ اور آپ کی تصنیف ''منہج الائمۃ فی اصلاح الامۃ'' موصول ہوئی۔ فللہ الحمد والمنّۃ، آپ نے جس بے پناہ محنت و مشقت سے یہ مواد جمع کیا اور ترتیب دیا ہے اس پر بہت ہی مسرت کا اظہار کرتا ہوں۔

منصب امامت اور نظام مساجد کو خیر القرون کے نہج پر لانے کے لیے تالیف کردہ مسودہ ''منہج الائمۃ فی اصلاح الامۃ'' ایک گراں قدر جدوجہد ہے۔ ایسے نایاب موضوع پر مؤلف کی نگاہ کا اٹھنا یہ بھی بفضل خدا ہے۔

اگرچہ اس موضوع پر ''تحفۃ الائمۃ'' بھی ہے جو نہایت ہی عمدۃ کتاب ہے لیکن منصب امامت و نظام مساجد کو مذکورہ بالا طریقہ پر لانے میں اور معروفات و منکرات کے درجات سے اصلاح امت اور اصلاح معاشرہ میں یہ کتاب منفرد ہے۔ سو یہ کاوش نہایت ہی قابل تحسین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے اور اس جانب اقدام قابل تعریف ہے۔

اپنے فرائض منصبی کی مصروفیات کی وجہ سے کتاب کو نہ دیکھ سکا تاہم جستہ جستہ مقامات پر نظر سے اندازہ ہوا کہ اصلاح امت اور اصلاح معاشرہ کے لیے امت سے حسن ظن رکھتے ہوئے اور خدائی مدد پر اعتماد کرتے ہوئے جو مضامین پیش کیے گیے ہیں نہایت ہی اہم ہیں جوان شاء اللہ ضرور کار آمد ہوں گے۔

میں علماء حضرات سے اور بطور خاص ائمہ حضرات سے گذارش کرتا ہوں کہ اس کتاب کو اپنی اور اپنے ماتحت مقتدیوں کی اصلاح کے لیے ضرور پڑھیں، اور منصب امامت اور نظام مساجد کو خیر القرون کے نہج پر لانے کی کوشش ضرور کریں۔ ''مَالَا یُدرك كُلُّهٗ لَایُتْرَكُ كُلُّهٗ'' کو مدنظر رکھنا چاہیے۔

کتاب مذکور کی افادیت کے پیش نظر آپ نے ایک باعمل تنظیم کا بھی ارادہ کیا ہے، اس سے آپ کی فکری پرواز کا اندازہ ہوتا ہے۔ ''اَللّٰهُمَّ زِدْ فَزِدْ'' اللہ کرے وہ وجود میں آ کر ''سونے پر سہاگہ'' کا مصداق بنے، یہ بہت ہی عمدہ فکر ہے کیوں کہ اس میں کتاب و رجال کی دو قوتیں جمع ہوں گی۔ تاہم خاکسار اپنی مصروفیات کی وجہ سے آپ کی سرپرستی کی امید کو پوری نہیں کرسکتا، جس کا افسوس اور ندامت ہے۔ ہاں دعا ضرور کروں گا اور ارادہ رکھتا ہوں کہ دوسرے حضرات اس کو قبول کرکے تنظیم کو قوت بہم پہچائیں۔ آمین

کتبہ العبد اسماعیل کچھولوی عفی عنہ

۱۶ جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ

۱۷-۳-۱

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جناب حضرت علامہ قمر الدین صاحب گورکھپوری دامت برکاتہم العالیہ

(شیخ الحدیث از ہر ہند، دار العلوم دیوبند)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

"نہج لائمۃ فی اصلاح الامۃ" مساجد کا مقام ومرتبہ اور ائمہ کی ذمہ داریوں پر مشتمل ہے آج ائمہ کرام کو صرف نمازوں کے پڑھانے پر خاص کرلیا گیا ہے۔ جبکہ ائمہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابعین ہیں، امت کی اصلاح اور دینی ملی معاملات میں ان کی رائے لینی ضروری ہے۔

سلف کے زمانہ میں مساجد ہی تعلیمی ضرورت اور فیصلہ کی جگہ ہوتی تھی لہٰذا اخیر امت کی اصلاح اسی طرز پر ہوگی جس طریقہ پر خیر القرون کی اصلاح ہوتی تھی۔ لہٰذا مساجد کا احترام نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ امت کی رہنمائی اور فیصلے بھی مساجد میں کئے جائیں، ہاں فیصلوں کا اجراء مساجد کے باہر کئے جائیں تاکہ مساجد تلویث سے محفوظ رہے اور ائمہ کرام ان معاملات کے نگراں ہوں۔

والسلام

قمر الدین

(خادم تدریس دار العلوم دیوبند)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جناب حضرت مفتی احمد صاحب دیولا دامت برکاتہم العالیہ

(مدیر جامعہ علوم القرآن جمبوسر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

مسلمانوں کی تاریخ میں طویل عرصہ تک مسجد کو ایک عبادت گاہ ہونے کے ساتھ دیگر دینی مقاصد کے لیے مرکزیت کا درجہ حاصل رہا، چناں چہ عبادت گاہ ہونے کے ساتھ ساتھ عقائد واحکام کی تعلیم اور قرآن وسنت کے علوم سے آگاہی کے لیے مسجد کو درس گاہ کی حیثیت حاصل رہی، جہاں باقاعدہ شرعی علوم وعربی علوم کے علاوہ طب اور ہندسہ کی تعلیم بھی ہوتی تھی، اور یہ ثقافت برصغیر کے علاوہ دیگر اسلامی خطوں میں بھی مساجد کی تعمیر میں نمایاں رہی ہے۔

خلافت اسلامیہ کے طویل دور میں مسجد بہ طور عدالت بھی تھی، اسلامی معاشرہ میں عدل وانصاف کے حصول اور ظلم وزیادتی کے ازالے کا ایک مؤثر مرکز تھی، عہد رسالت میں عسکری مہمات کے لیے مسجد ہی سے سپہ سالاروں کو پرچم دئے جاتے تھے اور مہم کی تکمیل پر رپورٹ اور کارگزاری بھی یہیں پر پیش ہوتی تھی، حالات کا جائزہ، آئندہ کے لیے لائحہ عمل، اہم ریاستی وحکومتی معاملات اور اسلام اور مسلمانوں کے مصالح پر غور وخوض بھی یہیں پر ہوتا تھا، مسجد باہمی تعارف وتعلق کا بھی مؤثر ذریعہ تھی کہ مسلمان نمازوں کے اوقات میں باجماعت نماز کی پابندی کرتے تھے اور میل جول میں اضافہ ہوتا تھا اور یہی چند اخلاق وتعلیم کے رواج کا ایک بہترین سامان بھی بنتا تھا۔

غرض اسلامی تاریخ کے زریں دور میں مسجد کا معاشرہ ایسا مبارک اور ہمہ گیر سایہ تھا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ اس کی ٹھنڈک سے سب ہی سرشار ہوتے تھے اور یہاں دینی منکرات کے مقابلہ میں مدبرانہ حکمت عملی کے ساتھ اصلاح حال کی کوشش ہوتی تھی، آپس میں خیر خواہی اور ہم دردی کے جذبات واحساسات ذاتی مفادات پر غالب رہتے تھے، ہر طرف ایک دوسرے کے لیے سچا درد، باہمی احترام اور رحم دلی کے اسلامی جذبات کا دور دورہ تھا، اب صورت حال بدل گئی ہے، چناں چہ اب مسجد کثیر المقاصد مرکز نہیں رہی اور ذمہ دار حضرات کی جانب سے مناسب توجہ سے محروم ہے، ائمہ کرام کا دائرہ کار امامت کی حد تک اور خطابت کی حد تک محدود ہو گیا ہے۔

اور اگر کچھ توسع کی نظر سے دیکھا جائے تو حالات کی اس تبدیلی کے باوجود مسجد اب بھی وہ مقدس جگہ ہے، جہاں پنج وقتہ فرض نماز ہی ادا کی جاتی ہیں، ائمہ کرام محلے اور علاقے میں سکونت پذیر ہر عمل کے افراد، بالخصوص نوجوانوں کو دین کی راہ پر ڈالنے اور منکرات ومعاصی کے شعلوں سے ان کا رُخ موڑنے کی کامیاب کوشش کر سکتے ہیں۔

پس ضرورت ہے کہ مسجد کی اسی ہمہ جہتی حیثیت اور اس کے کثیر المقاصد ہونے کو اجاگر کرنے اور ائمہ کرام کی بیش بہا صلاحیتوں سے استفادہ کرتے ہوئے، معاشرہ کی بہترین تشکیل کے لیے خصوصی پروگرام تجویز کرتے ہوئے ایک تحریک چلائی جائے۔اس عظیم مقصد کو بروئے کار لانے کے لیے گرامی قدر مولانا **عبدالحفیظ ایلولوی** زید مجدہ نے ایک تنظیم قائم کرنے کا مبارک ارادہ کیا، بندہ کے سامنے تنظیم کے مقاصد وطریقۂ کار پر مشتمل ایک مفید تحریر بھی ارسال فرمائی ہے، اور ساتھ ائمہ کی راہ نمائی کے لیے ایک مفصل کتاب بنام "**نہج الائمۃ فی اصلاح الامۃ**" بھی تالیف فرمائی ہے، ماشاء اللہ موصوف محترم کی یہ ساری ہی کاوشیں قابل تحسین ولائق صد مبارک باد ہیں، بندہ دل سے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف محترم کے ان نیک عزائم کو بار آور فرمائے اور اس تنظیم کے قیام کے مقاصد کو پورا فرمائے اور معاشرہ کی اصلاح کا ذریعہ بنائے اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ائمہ حضرات کو اس سے جوڑتے ہوئے، اصلاح معاشرہ میں اپنے اہم رول ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

کتبہ :احمد دیولا

۱۸ر شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

کلمات تحسین وتبریک

رئیس العلماء حضرت اقدس مولانا عبداللہ صاحب کاپودرہ دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔

بندہ ۱۶ فروری بروز جمعرات ۲۰۱۷ء بعد العصر حضرت مولانا حمزہ دیوا صاحب سلمہ" استاذ الحدیث مرکز اسلامی انکلیشور" کے ساتھ حضرت سے کتاب "نہج الائمۃ فی اصلاح الامۃ" کی تقریظ اور تنظیم برائے کل ائمہ مساجد کی سرپرستی کی درخواست کے لیے حضرت کے گھر پہنچا تو حضرت والا انتہائی علیل تھے۔

اس لیے حضرت کے صاحب زادے حضرت مولانا اسماعیل صاحب نے اس شرط کے ساتھ ملاقات دی کہ حضرت سے کتاب کے لیے صرف دعا کی درخواست کریں۔نہ اس کی تقریظ کی درخواست کریں نہ تنظیم کی سرپرستی کی درخواست،بل کہ تنظیم کے کاغذات تو انہوں نے ہی خود اپنے پاس رکھ لیے۔

حضرت سے اس طرح ملاقات کی کہ حضرت بستر پر لیٹے ہوئے تھے۔ہم سے آنے کی غرض دریافت کی تو ہم نے بتایا کہ یہ کتاب "نہج الائمۃ فی اصلاح الامۃ" تالیف کی ہے اس کے لیے دعا کی درخواست مطلوب ہے حضرت نے جب نام سنا تو حضرت نے اپنی زبان سے نام کا تلفظ فرمایا "نہج الائمۃ فی اصلاح الامۃ" پھر فرمایا لاؤ دکھاؤ تو بندہ نے کتاب کا پہلا صفحہ دکھایا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت نے ۸ منٹ تقریباً بغور دیکھا پھر بند کر کے چند باتیں ارشاد فرمائیں۔ جو ذیل میں مرقوم ہیں۔

(۱) حضرت نے سب سے پہلے یہ جملہ ارشاد فرمایا : ''مولانا بہت عمدہ کتاب ہے'' پھر دوسرا جملہ ''بہتر کتاب ہے''۔

(۲) اس کام کی ضرورت تھی جسے ماشاء اللہ آپ نے پوری کی۔

نوٹ : اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اگر حضرت والا صحت یاب ہوتے اور کتاب کو مزید بغور ملاحظہ فرماتے تو کس قدر خوش ہوتے اور اگر تنظیم کے کاغذات دیکھتے تو کس قدر حیرت کا اظہار فرماتے!

(۳) پھر بندے سے دریافت فرمایا کہ آپ نے مساجد کے بارے میں جو عربی عبارت لکھی ہے وہ کہاں سے لی ہے؟ بندے نے کہا ایک عربی کتاب ''المساجد'' سے جواز ہر قاہرہ کے مصنف کی ہے۔ اور امام غزالیؒ کی کتاب سے بھی لی ہے۔

پھر حضرت نے کتاب کی عبارت ''فان المساجد کانت۔۔۔ قُطبها وحِصنها۔۔۔ پڑھ کر قطب الرِّحی سے مطلب واضح فرمایا کہ مساجد پر امور مسلمین کا مدار اس طرح ہے جس طرح چکی کے پاٹ کا اس کے محور ''کیل'' پر جس کے گرد وہ پاٹ گھومتا ہے، پھر اہمیت مسجد کو بتاتے ہوئے فرمایا جامعہ از ہر جو بہت بڑا مدرسہ ہے وہ ابتدا میں مسجد ہی تھی پھر مدرسہ کی شکل اختیار کر گئی،

(۴) مسجد کے ہر امام کو حلیم الطبع ہونا چاہیے، اسے کسی مقتدی یا متولی وغیرہ کے کسی قول وفعل سے ناراض ہو کر جھگڑنا نہیں چاہیے، پھر وہ حدیث شریف عربی میں پڑھی جس میں تذکرہ ہے ایک دیہاتی کا کہ اس نے مسجد نبوی میں پیشاب کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سمجھایا تھا۔

(۵) آج کل ائمہ حضرات نمازیں بھی مسنون قراءت سے نہیں پڑھاتے۔ مفصل کی جو تقسیم ''طوال، اوساط، قصار'' ہے اس کی رعایت سے نمازیں پڑھانی چاہیے۔

(۶) پھر بندے سے پوچھا کونسی کتابیں زیر تدریس ہیں؟ تو میں نے جواب دیا۔۔۔ تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تعلیم پر فرمایا: طلباء کو اچھی طرح کتابیں سمجھنے اور یاد کرنے پر انعام بھی ہمیں دینا چاہیے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت گزاروں کے لیے انعامات دینے کو بیان فرما کر اس کی ہمیں ترغیب دی ہے فرمایا '' جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔۔۔'' اور ''حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ۔۔۔وغیرہ۔

ودائی ملاقات کے وقت حضرت نے فرمایا جو باتیں کہیں انہیں لکھ دینا۔

مختصر ارشادات حضرت مولانا محمود شبیر صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(مدیر جامعہ حسینیہ راندیر)

حضرت والا کو برائے تقریظ ''نہج الائمۃ فی اصلاح الامۃ'' کا مسودہ پیش کیا تھا، لیکن حضرت نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں۔ بندے نے حضرت سے اس وقت موضوع سے متعلق جو گراں قدر ارشادات سنے تھے انہی کو بغرض استفادہ وتیمّن قلم بند کیا ہے۔

فرمایا : ماضی قریب میں مساجد کے ائمہ حضرات آج کی طرح صرف نمازیں پڑھانا اپنی ذمے داری نہیں سمجھتے تھے، بل کہ دین وایمان، عقائد واخلاق میں اصلاح کی غرض سے ان کو اپنے سے خوب مانوس بھی رکھتے تھے، اتنے کہ اس معاشرے میں کوئی فرقہ یا کوئی شخص کوئی مسئلہ یا فتنہ اٹھاتا تو وہ کسی بھی قیمت پر اس نظریہ کو تسلیم نہ کرتے، ان کے پاس یہی ایک جواب ہوتا کہ ''ہمارا امام کیا کہتا ہے''

ان کا مذہبی یہ ربط اتنا پختہ ہوتا کہ بالفرض اپنے ہی مسلک کے علماء سے مگر دوسرے خطے کے علماء سے کوئی مسئلہ نقل کرتے ہوئے مثلاً کہا جاتا کہ ''دیوبند کے مفتی صاحب یہ فرماتے ہیں'' تو اس کے جواب میں بھی یہی کہتے ''ہمارا امام کیا کہتا ہے '' مطلب انھیں اپنے اماموں پر پورا اعتماد ہوتا وہ اس کو حقیقی امام تسلیم کرتے اور اپنی زندگی کی پوری لگام امام کے ہاتھ میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیدیتے اور امام بھی پوری امانت داری سے اور ذمے داری سے ان کی صحیح قیادت وراہبری کرتا، تنخواہ اس کی نظر میں کوئی حیثیت نہ رکھتی۔ لہٰذا آج بھی ائمہ کو چاہیے کہ وہ اپنے مقتدیوں سے گہرا ربط رکھیں اور ان کی پوری دینی ومذہبی صحیح راہبری کریں۔

اصلاح کے بارے میں فرمایا: کہ ائمہ صرف شرعی احکام سنادیا نہ کریں کہ یہ تو حرام ہے اور ناجائز ہے، بل کہ لوگوں کو منہیات سے بچانے میں حکمت اختیار کرتے ہوئے احکام بتانے کے ساتھ اس کا متبادل بھی بتایا کریں۔

جس طرح سڑک پر جب مرمت وغیرہ کے کام سے عام سڑک کو بند کردیا جاتا ہے تو اس کا متبادل "ڈایورزن" بھی دیا جاتا ہے۔ اور فرمایا جب لوگوں کو کوئی ایسی بات کہنی ہو جو انہیں ناگوار ہو تو اسے پسند کے راستے اور پسند کے طریقے سے کہنا چاہیے ورنہ لوگ اسے قبول نہیں کریں گے، جس طرح مریض کو انتہائی کڑوی دوا کپسول سے دی جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ذہن سازی اور حکمت بہت ضروری ہے۔ فقط والسلام

بقلم عبدالحفیظ ایلولوی

بروز بدھ یکم جمادی الثانیہ ۱۴۳۸ھ

یکم مارچ ۲۰۱۷ء ۱۱/۳۰ آفس

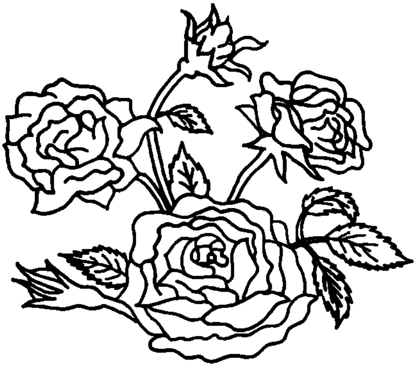
{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مختصر فہرست (حصہ اول)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1



{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قارئین کتاب کو چاہیے کہ دوران مطالعہ " نقطہ تالیف" ملحوظِ خاطر رکھیں تا کہ استفادہ کی راہ ہموار رہے، کیوں کہ خال خال مطالعہ کرنے والوں کو چھوڑ کر اکثر عاشقانِ علم وفن بھی کتابوں، تصنیفوں اور کتابچوں سے صرف حکمتوں، علمی شہ پاروں، ادبی جملوں، قصوں، اہم نصیحتوں اور گراں قدر شخصیتوں کے ملفوظات کے متلاشی ہوتے ہیں، انہیں نقطۂ تالیف اور مدعیٰ کتاب کا پتہ نہیں ہوتا۔

ازواق تصنیف اوراہمیت : بعض تالیفات عملی خرابیوں اور بعض علمی خرابیوں کی اصلاحی راہ نمائیوں کی ترجمان ہوتی ہیں، پھر مذکورہ ہر قسم کی دو قسمیں: (۱) جزئی عملی خرابی (۲) کلی عملی خرابی (۳) جزئی علمی خرابی (۴) کلی علمی خرابی۔ ان میں کلی علمی خرابیوں کی ترجمان آٹے میں نمک کی طرح ہوتی ہیں۔ اس کتاب کی یہی سعادت مندی ہے۔

بے دینی کی وجہ سے کسی کی ذاتی زندگی کا نقصان بطور خاص اسی تک محدود رہتا ہے، لیکن اجتماعی زندگی کا نقصان پوری قوم و جماعت تک متجاوز ہوتا ہے، اور اگر اس بگاڑ کی جڑ اور اصل کا پتہ ہی نہ ہو تو نہ صرف یہ کہ اس کے خطرات ونقصانات کا اندازہ مشکل ہوتا ہے بل کہ تلافی بھی ممکن نہیں رہتی۔ اس تالیف کے ذریعہ ایسی ہی ایک مخفی جڑ کی طرف اور ایسی علمی ونظری کوتاہی کی طرف راہ نمائی کی کوشش کی گئی ہے جو ساری بے دینی کی اصل اور جڑ ہے۔ لیکن ایسی راہ کا مسافر ہوں جس راہ کا مسافر نہ کوئی خاص مؤلف نظر آتا ہے نہ کوئی مصلح نہ کوئی خطیب ومقرر اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہ معاشرے میں بنی کوئی اس کی تنظیم۔جانتے ہیں وہ مخفی جڑ کیا ہے؟اور نقطۂ تالیف کیا ہے؟

وہ بتانے سے پہلے آپ سے التماساً ایک عہد لینا چاہتا ہوں،لہٰذا آپ وہ عہد مجھ سے فرمائیں کہ کتاب کو پڑھنے اور مخفی جڑ کو جاننے کے بعد اس کو زندہ کرنے آسمان و زمین کے قُلا بے ملانے کھڑے ہو جائیں گے،خون پسینہ ایک کریں گے اور اپنی ہڈیوں کو گھلائیں گے۔پھر مجھ سے بھی عہد لیجئے کہ پھر اصلاحی انقلاب آنا ہے اور دس بار نہیں سو بار آنا ہے۔تو پھر جان لیجئے!

تیر بہدف : مسلمانوں کو اپنے مورِث پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی جانب سے خصوصاً۔۔۔اور زمانہ خیر القرون کے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ سے عموماً۔۔۔پوری اسلامی پونجی کی حفاظت کا ضامن گراں قدر نظام اور منصب کا خزانہ جو بطور موروثی ملا تھا وہ ''مساجد،نظام مساجد اور منصب امامت'' تھا۔جس پر اسلام کا پورا پورا مدار تھا۔لیکن بدقسمتی سے! کتنے عرصے سے وہ تو میں نہیں بتا سکتا شاید زمانہ خیر القرون کے کچھ عرصات کے بعد یہ نظام مساجد اور منصب امامت رسومات کی نذر ہو گیا اور موروثی اس نہج پر سے ہٹ گیے جس نہج پر وہ پہلے تھے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے جملہ نظام و امور سے روح نکل گئی اور جسد بے جان'' خُشُبٌ مُّسَنَّدَہ ''بن کر رہ گیے۔

غیر ممکن تلافی : اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر فکری و نظری کوتاہی یہ ہوئی کہ اتنے بڑے مؤثر اصلاحی منصب ''امامت'' کو نماز پنج گانہ،جمعہ اور عیدین کی جماعتوں کے ساتھ صرف مخصوص ہونا سمجھ لیا کہ امام کا فرض منصبی صرف نماز باجماعت پڑھا دینا ہے اور بس،نظام مساجد کو تو اس قدر فراموش کرا دیا کہ اب یہ باور کرنا بھی مشکل ہو گیا کہ ماضی میں اس قسم کا بھی کوئی مسجد کا نظام تھا۔اس کا احساس حضرت مولانا سید احمد بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہوا تھا جیسا کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت مولانا ظفیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''اسلام کا نظام مساجد'' میں اس کا ذکر کیا ہے۔

مساجد کا نیٹ ورک: اسلام نے ائمہ مساجد کو منصب امامت اور منبر ومحراب کا مالک بنا کر اصلاح امت واصلاح معاشرہ کی ایسی نیٹ ورکنگ کا مالک بنایا ہے جو آج کی میڈیائی نیٹ ورکنگ سے بھی زیادہ وسیع اور مضبوط رابطہ کی نیٹ ورکنگ ہے۔ کیوں کہ ہماری مساجد آج ماضی سے بھی زیادہ بستی بستی، قریہ قریہ بل کہ محلہ محلہ موجود ہیں، ہمارا یہ مسجدی نیٹ ورک دیہاتوں، شہروں، صحرا، پہاڑوں اور سمندری چھوٹے بڑے جزیروں میں موجود وقائم ہے ۔دوسری طرف غور کریں کہ ایک مسلمان بلوغ سے لے کر تا موت اپنے امام کے پیچھے شب وروز میں پانچ بار ہفتے میں ایک بار اور سال میں دو بار نمازیں ادا کرتا ہے، اور سارے ہی مسلمان ان نمازوں کو جماعت کی شکل میں مل کر ادا کرتے ہیں ایسی اتباع وپیروی اور ایسی وحدت واجتماعیت کا نظام کیا مسلمانوں کے سوا کسی قوم کے پاس ہے؟

اگر ائمہ مساجد اور مسلمان اس مسجدی نیٹ ورکنگ کی مضبوطی کو اور مسجدی نظام: ایک امیر کی پیروی۔۔۔ اور قوم کی اتحادی طاقت۔۔۔ کو بگڑے معاشروں کی اصلاح میں اور قوم وجماعت کی تعمیر میں صرف کریں تو کیا دنیا میں انقلاب نہیں آسکتا؟ خصوصاً جب کہ اسلام کی جانب سے بروز جمعہ بذریعہ خطابت ذہن سازی کا ایک ایسا نظام بھی فراہم ہوا ہو کہ بغیر کسی اشتہار واعلان کے ہزاروں سامعین اپنی اپنی مساجد میں جمع ہو جائیں، یہ نظام بھی مسلمانوں کے سوا کسی کے پاس نہیں، ''وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اور بقول مفسر ابن کثیر وَلِكُلِّ قَوْمٍ دَاعٍ آپ ائمہ حضرات کی حیثیت داعی کی ہے جسے کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے۔

اگر یہ نظام مساجد اور منصب امامت ماضی کی طرح اپنی اصل پر آجائیں اور آنے بھی چاہئیں تو معاشروں اور امت کی اپنے اپنے مقامات پر بے مثال اصلاح حاصل ہو اور وہ بھی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رقومات کثیرہ،،، اوقات ثمینہ،،، اور جہود بلیغہ،،،صرف کیے بغیر۔ اس حقیر کاوش کا مقصد یہی ہے کہ اس کے کچھ شواہد اسلاف واخلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے جمع کیے جائیں پھر انہیں ماہرین قرآن وحدیث، اکابرین قوم وجماعت، جامع شریعت وطریقت اور متبعین سنت وسلف گراں قدر شخصیات کی خدمت میں پرکھنے کے لیے پیش کیا جائے پھر پرکھ کے بعد اور صداقت کے بعد سارے ہی ملک کے مسلمان بل کہ سارے ہی دنیا کے مسلمان اس گم شدہ گوہر کی تلاش میں اور اس کو جمع کرنے لگ جائیں تا کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف ہندوستان کا بل کہ پوری دنیا کا نقشہ بدل دیں۔

اللہ تعالیٰ کا بے پناہ فضل وکرم کہ ۲۰۱۳ء سے کام جاری تھا اس راہ کی علمی راہیں کشادہ فرماتے رہیں اور کچھ کچھ مواد فراہم ہوتا رہا، اسی میں سرفہرست کتاب ''اسلام کا نظام مساجد'' ہے اور مشکوٰۃ شریف، مرقات، نبراس پھر تحفۃ الائمۃ بھی ہے۔ یہ کتاب ''نہج الائمۃ فی اصلاح الامۃ'' پانچ سوصفحات پر دو جلدوں میں ۲۰۱۷ء فروری کو منظر عام پر آیا ہی چاہتی تھی کہ حضرات اکابرین کی تقاریظ کے دوران ضخامت کی شکایت سامنے آئی۔ اس لیے ترتیب بدل کر معتدل حجم پر مشتمل ۴ یا ۵ حصوں میں طبع کرانا طے کرلیا(۱) اولاً اس لیے کہ مختصر کتاب سے مقصدِ تالیف ہر ایک پر واضح ہوسکے(۲) ثانیاً اس لیے کہ معمولی مصارف سے اسے تمام مساجد ہند بل کہ بیرون ہند تک بھی پہنچایا جاسکے۔[۱]

---

[۱] کتاب کس قدر مفید ہے! قارئین حضرات پڑھنے کے بعد اس کا فیصلہ کریں گے، اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیجیے کہ تقریظ وتنظیم کے دوران جلیل القدر علماء حضرات میں سے بعض نے کتاب کا عربی اور بعض نے گجراتی ترجمہ کرانے کا مشورہ بھی دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہ بھی ضرور ہوگا۔ چناں چہ ابھی تو بندہ نے اس کی افادیت کے پیش نظر ایک باعمل تنظیم ''تنظیم کل ائمہ مساجد گجرات '' کی تشکیل کا نہ صرف عزم مصمم کیا ہے بل کہ حتی الوسع اس کی سعی بھی کی ہے ''تَقَبَّلَ اللهُ مِنِّی''۔ آپ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے مدد فرمائیں۔ آمین۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تَنَبُّه: قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ اصلاح کی جو بھی بات ہو ضرور مطلع فرمائیں، مجھے اپنی بے بضاعتی وکم مائیگی کا نہ صرف احساس ہے بل کہ فی الحقیقت اعتراف بھی ہے۔اور نہ میں کوئی صاحب قلم ہوں،فکر وقلم کی دوسواریوں میں فکر کی سواری ذرا تیز ہے قلم کی سست، لہٰذا میں ارباب قلم مصنفین اہل لسان واعظین اور ذی فکر ناصحین امت سے درخواست کرتا ہوں کہ خدارااس جانب امت کے عوام وخواص کو متوجہ فرمانے کے لیے اٹھیں اور دوبارہ ''**نظام مساجد اور منصب امامت**'' کو خیر القرون کے نہج پر لانے میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ وماتوفیقی الا باللہ۔تمام مصادر ومراجع کو تبدیلی سے پہلے احوال ہی پر رکھ کر پہلے حصہ میں شامل کر لیے ہیں۔دعا فرمائیں۔فقط والسلام

عبدالحفیظ بن عبداللہ ایلولوی عفی عنہما
ہمت نگر،سابر کانٹھا، گجرات
(خادم التدریس جامعہ حسینیہ راندیر۔سورت)
99746 04855

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باب : مساجد اور امامت

فصل اول: مساجد اور نظام مساجد

دنیا ساری فانی ہے پر مساجد!

حضرت مولانا ظفیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ کنز العمال ج ۱/ ۱۳۹ کی روایت ہے "تَذْهَبُ الْاَرْضُ كُلُّهَا اِلَّا الْمَسَاجِدَ يَنْضَمُّ بَعْضُهَا اِلٰى بَعْضٍ قیامت کے روز ساری زمینیں مسجدوں کے سوا فنا ہو جائیں گی۔ رہی مساجد تو وہ ایک دوسرے سے مل جائیں گی۔ مل کر کیا ہوگا اس کی وضاحت تو یہاں نہیں لیکن دوسری احادیث کو سامنے رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے فردوس اعلیٰ کو منتقل ہو جائیں گی۔" اسلام کا نظام مساجد (۱۸)"۔ ۱؎

اور حضرت اقدس حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: سب مل کر کعبہ مکرمہ اور مسجد حرام سے مل جائیں گی کیوں کہ وہی سب مسجدوں کی اصل ہے، اور لکھا ہے کہ بعض احادیث میں ہے کہ پھر سب مل کر جنت میں چلی جائیں گی (آداب مساجد ۱۳)۔ گویا ان فقراء امت کے لیے جو مسجد نبوی کے "ریاض الجنۃ" کے متمنی ہیں لیکن بوجہ فقر وہاں تک نہیں پہنچ سکتے اللہ تعالیٰ نے اس مقدس مقام کا ان کے مقام پر انتظام فرما دیا۔ گویا دنیا ساری فانی ہے اور مساجد غیر فانی۔ واللہ اعلم۔ کیا مقام ہے مسجد کا! لیکن کیوں؟

۱؎ حضرت مولانا ظفیر الدینؒ پورہ نوڈیہاوی نے مختلف نظام مساجد کی طرف راہ نمائی کے لیے ضخیم کتاب تصنیف کی ہے، جیسا کہ نام کتاب سے واضح ہے ائمہ اسے ضروری پڑھیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس لیے کہ وہ معبود کی جائے عبادت ہے، سوچیے تو صحیح ایک جائے عبادت بوجہ عبادت اس قدر تقدیس کا مقام حاصل کر لیتی ہے تو خود عبادت کا مقام کس قدر بلند ہوگا اور اس سے بڑھ کر عابدین (نمازی ائمہ مؤذنین) کا مقام کیا ہوگا!

سوچیے کتنے خوش قسمت ہیں مساجد کے وہ ائمہ جوان مقدس مقامات میں منبر و محراب کے اس حال میں مالک ہیں کہ ان کے ایک ہاتھ میں اگر اسلامی مقدس علوم کی شہادتیں اور سندیں ہیں تو دوسرے ہاتھ میں مقدس و پروقار منصب امامت کی باگ ڈور۔ آیئے معلوم کیے دیتے ہیں کہ ان کا کیا مقام ہے۔

یہ تو معلوم ہو ہی چکا کہ دنیا ساری فانی ہے پر مساجد جنتی، جب کہ جنت ایک مکلف مخلوق کے لیے تیار کی گئی ہے تو کیا اب یہ ممکن ہے کہ مساجد تو جنتی ہوں اور مقتدی ائمہ اور مؤذنین اس میں داخل نہ ہوں؟ ہرگز نہیں یقیناً وہ بھی جنتی ہیں! کیوں کہ احادیث مبارکہ میں وارد ہے مبشرِ امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے "ہر کلمہ گو (صحیح العقیدہ) بالیقین جنتی ہے (عن العباس طبی ۱/ ۱۲۲، عن عمر مرقات ۲/ ۱۶۲)۔ اب چاہے یہ دخول ابتدأء ہی ہو یا گناہوں پر سزا پانے کے بعد۔ اللّٰھُمَّ لَكَ الحمدُ علی فضلِك غور کیجیے کتنی بڑی بشارت ہے اور ساتھ ہی سوچیے کہ ہم کون ہیں اور کیوں ہیں؟

مساجد کے کردار

بارشاد حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ: دور ماضی کی مملکت اسلامیہ کی مسجدیں خلفاء، امراء، قائدین، علماء، مفتیان، محدثین، مفسرین، اور ماہرین (مختلف) زبان وغیرہ تیار کرتی تھیں۔

جب اسلام اپنی حقیقت کے ساتھ زندہ تھا تو مسجد صرف مسجد نہ تھی، وہ عبادت گاہ، تعلیمی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مدرسہ، اصلاحی وتبلیغی مرکز، اہل اسلام کا دارالندوۃ اور دولت اسلامیہ کا دارالقضا بھی تھی۔

ہندوستان کی مشہور تاریخی ''جامع مسجد دہلی'' وہ مسجد ہے جہاں سے کئی تحریکیں وجود میں آئیں۔مثلاً اکبر کے ''فتنہ دین الٰہی'' کے خلاف اور شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے انگریزوں کے خلاف مختلف تحریکیں۔

مساجد اسلام کے روز اول سے مسلمانوں میں دینی سرگرمیوں، ملی وقومی جدوجہد اور غر اقوام میں اسلامی اشاعت وتبلیغ کا اور بارش کی طرح عام رشد وہدایت کا مرکز رہی ہیں۔مساجد اور اس کے منبر ومحراب وہ مراکز ہدایت ومصادر ہیں جہاں سے ماضی میں ایک طرف غیر اقوام میں اسلام کی اشاعت وتبلیغ کا عظیم فریضہ انجام دیا جاتا رہا اور ان کو '' کُونُوا مِثْلَنَا'' کہہ کر اسلام کی طرف مدعو کیا جاتا رہا۔۔تو دوسری طرف ان ہی مساجد سے مسلم معاشروں کو بھی دینی وروحانی غذائیں پہنچا کر ان کی جڑوں کو مستحکم کیا جاتا۔

مساجد وہ پاور ہاؤس تھیں جہاں سے دینی پاور سب ہی جگہ سپلائی ہوتا تھا۔شاید یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں، ہر محلہ، قریہ اور شہر میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مساجد بنانے کی توفیق بخشتا رہا تا کہ یہ دونوں فریضے اپنے مرکز سے برابر انجام دئے جاتے رہیں۔

لیکن صد افسوس ! مذکورالصدر دونوں جہتوں سے مساجد آج بانجھ نظر آتی ہیں۔اور ان کا پورا اسلامی نظام رسومات کی نذر ہوا نظر آتا ہے اور منصب امامت کے جو بنیادی مقاصد تھے وہ فراموش کیے نظر آتے ہیں۔شعر

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے	من اپنا پرانا پاپی رہا برسوں میں نمازی بن نہ سکا۔

یہ تھے مساجد اسلام کے کردار جو آپ نے حیرت سے ملاحظہ فرمائے! اللہ تعالیٰ آپ کی حیرت کو قبول فرما کر انہیں زندہ کرنے کے لیے جدید بے مثال حوصلے نصیب فرمائیں۔کیا آج

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آپ دور حاضر کے مسلمانوں کو کسی ملک کسی خطے کسی شہر یا آبادی میں انہیں انجام دیتے ہوئے دیکھ رہے ہیں؟ حسرت کی نگاہیں ان کو دیکھنے بے چین ہیں اللہ تعالیٰ ایسی نگاہوں کی تڑپ و بے چینی کو قبول فرما کر انہیں زندہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ اس کی ذمہ داری کا بوجھ سب سے پہلے کس کے کندھوں پر ہے؟ تو جان لیجئے کہ اس کی ذمے داری کا سب سے پہلے بوجھ ائمہ مساجد کے کندھوں پر ہے اور ساتھ ہی مقتدیوں اور سب ہی مسلمانوں کے کندھوں پر بھی ''عَلٰی قَدْرِ مَنَازِلِھِمْ''۔

حیرت ہے کہ آج مساجد میں ادائے نماز، اقامت جماعت اور جمعہ کے وعظ و خطاب کے سوا نہ کوئی مسلمانوں کی خاص تعلیم و تربیت کا نظام ہے۔۔۔ نہ اصلاح معاشرہ کی کوئی کاروائی اور جدوجہد۔۔۔ اور نہ غیر اقوام میں اشاعت اسلام کا کوئی جذبہ اور اس کا تصور۔ اگر ہم سب مل کر عزم کریں تو مساجد میں نمازیوں کی اتنی بڑی تعداد کی تعلیم و تربیت اور اصلاحی جدوجہد سے معاشرہ کو ضرور مثالی بنا سکتے ہیں۔

خیر القرون میں مسجدوں میں امامت کا جو مفہوم ذہنوں میں تھا آج اسے چھوڑ کر امامت جماعت کے مفہوم میں محدود کر لیا گیا تو اب یہ کہنا بجا ہے کہ جن ائمہ حضرات کے ہاتھوں میں اسلامی نظام (امامت) کی باگ ڈور ہے گویا ان کے ہی حلق میں اصلاحی ذمہ داری کا احساس پورے طور سے نہیں اترا۔ شعر :

بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ	ہم ہی سو گئے داستاں کہتے کہتے۔

اس کا احساس حضرت مولانا سید احمد بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہوا تھا جیسا کہ حضرت مولانا ظفیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''اسلام کا نظام مساجد'' میں اس کا ذکر ہے۔ بارشاد قرآن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہرقوم و جماعت کا ایک ہادی وذمہ دار ہوتا ہے'' وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ '' جوان کے دینی ودنیوی امور کا نظم وانتظام کرتا ہے۔ بتفسیر مفسر ابن کثیر '' وَلِكُلِّ قَوْمٍ داعٍ '' کہ ہرقوم کا ایک داعی اور راہبر ہوتا ہے۔'' اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ فَالْاِمَامُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ ''(مشکوٰۃ ۳۲۰)۔

بقول امام قرطبی '' مَا يَزَعُ الْاِمَامُ اكْثَرُ مِمَّا يَزَعُ الْقُرْاٰنُ '' کہ قرآن لوگوں کو جتنا ظلم و گناہ سے روکتا ہے اس سے زیادہ امام روکتا ہے (قرطبی ۱۶۸/۱۳)۔ بقول حضرت مولانا ابوالحسن علی الحسنی الندوی رحمہ اللہ تعالیٰ اصلاحی نگہداشت کے بغیر اور اسلامی فکر ودعوت کے بغیر قومیں اور جماعتیں بغیر چرواہے کے جانوروں کا ریوڑ بن کررہ جائیں گی یا سواروں سے بھرا جہاز جس کا ملّاح غائب ہو۔

علماء حضرات (ائمہ حضرات) کو انبیاء علیہم السلام کا وارث اسی لیے قرار دیا گیا ہے تا کہ اپنے مورث کی طرح قوم کو دینی مزاج وماحول پر کھڑا کریں اور یہ صرف اقامت جماعت سے حاصل نہیں ہوتا۔ ائمہ حضرات اپنی جیب کی ڈائری میں لکھ لیں کہ بڑا آدمی وہ ہے جسے دوسروں کے بارے میں ایسا ہی احساس ہو جیسا کسی کو اپنے بارے میں '' لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ ''(بخاری شریف ۶/۱)۔

یہ بات ذہن نشین ہو کہ کسی قوم و جماعت کے افکار وخیالات اور ان کے بگڑے اخلاق کو اچھا بنایا جاسکتا ہے اور مزید توجہ سے انہیں پروان بھی چڑھایا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ انسانی جماعتیں اور معاشرے صاف کاغذ کی طرح ہیں جس پر کوئی معلم جو چاہے لکھے۔ مذکورہ تفصیلی مضامین سے ائمہ مساجد کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان کی ذمہ داری میں نمازوں کی امامت کے ساتھ معاشرے کو اسلامی ان بنیادوں اور ان تعلیمات پر کھڑا کرنا بھی ہے جس کے ہم قرآن کریم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

،سنت نبوی علیہ السلام اور سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت میں وارث بنے ہیں۔

بل کہ امامت کے پردے میں اصل ذمہ داری یہی ہے کہ معاشرہ کو ہمہ جہتی اسلامی مضبوط زنجیروں اور حصاروں میں جکڑا جائے اور تعلیم ودعوت کو زندہ کیا جائے اور بطور خاص ان میں ایسا احساس اخوت پیدا کیا جائے کہ ہر فرد دوسرے مسلمان کو اپنے حقیقی بھائی کی طرح سمجھنے لگے، اس طرح کہ ان میں سے کسی کو ایک محلہ میں چھینک آجائے تو دوسرے محلہ میں یرحمک اللہ کی صدائیں گونج اٹھیں۔ اور معاشرے کو اس قدر اٹھائیں کہ کتابوں کے نقوش نفوس میں ڈھل جائیں کہ ہر فرد دنیا کو چند روزہ آنی جانی سمجھ کر آخرت کی جاویداں زندگی کے لیے عمل کی دنیا میں سرگرم رہ کر مستقبل کی تعمیر میں ہر وقت تازہ دم بنا رہے۔

اور یہ اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب اہل اسلام کو مساجد کی حقیقت اور اس کے باطنی پاکیزہ مقاصد اور اس کے کردار سے دل سوزی کے ساتھ خوب آگاہ کیا جائے اور صرف آگاہ کرنا نہیں بل کہ اس کے ساتھ ان میں قوت ارادہ اور بلند حوصلے بھی پیدا کیے جائیں۔

ائمہ ہر مسلمان کو مساجد کے باطنی مقاصد ذہن نشین کرائیں

ائمہ حضرات کو چاہیے کہ وہ اپنے ماتحت مقتدیوں کو اسلامی قلعوں وحصون ''مساجد'' کی حقیقت اور ان کے باطنی مقاصد خوب ذہن نشین کرائیں،

- مسجد اسلام کے حق میں خدائی قلعہ ہے۔
- مسجدیں اسلامی دنیا کی نگہبان ہیں۔
- مسجد کے ذریعہ اسلام اپنی حیثیت کو زمین پر قائم کرتا ہے۔ اس کے ذریعہ سے وہ دلوں کو مسخر کرتا ہے، اس کے ذریعہ مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد قائم ہوتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

- مسجد ایک قسم کا دار الاسلام ہے۔
- مسجد اللہ تعالیٰ کی یاد کی جگہ ہے۔
- مسجد اسلامی اتحاد کی تربیت گاہ ہے۔
- مسجد مسلمانوں کے اعتماد علی اللہ کا نشان ہے۔
- مسجد اسلام کی دعوتی اور اصلاحی سرگرمیوں کا مرکز ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مسلم حکمرانوں اور قوموں نے ماضی سے لے کر اب تک جا بجا مساجد کی تعمیر کی طرف خصوصی اعتنا کیا۔

غیروں سے کیا شکوہ خود مسلمانوں کو اپنے حفاظتی قلعوں اور اپنی مذہبی مقدس عبادت گاہوں کی حقیقت، اس کے باطنی مقاصد اور اس کے کردار معلوم نہیں۔

مساجد کے بارے میں یہ خیال کہ وہ صرف ادائے نماز کے لیے ہیں، مساجد کا ناقص مفہوم ہے اور اس کی حقیقت کے ساتھ مذاق اور اس کی عظمت کے ساتھ ظلم وحق تلفی ہے۔ سیرت جامعہ ومحکمہ پر اور زمانہ خیر القرون کے مساجد کے کردار پر نظر رکھنے والا مساجد کے بارے میں یہ تصور کبھی بھی ذہنوں میں قائم نہیں کر سکتا کہ وہ صرف ادائے نماز کی جگہیں ہیں۔

(۱) حدیث شریف : "وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا" (مشکوٰۃ ۵۴) کا کیا مطلب ہے؟ کیوں کہ پھر تو پوری دنیا ادائے نماز کی جگہ ہے بل کہ خود آپ کا گھر بھی جائے نماز ہے، معلوم ہوا حدیث شریف میں مذکور مسجد اور اصطلاحی مسجد کے معنی وحقیقت میں فرق ہے۔

(۲) آیت شریفہ : اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ ۔۔۔(سورۃ توبہ ۱۸) میں خشیت خداوندی اور ایتاء زکوٰۃ کا ذکر کیوں؟ معلوم ہوا کہ ادائے نماز کے ساتھ اور بھی بہت سے مقاصد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہیں، اگر وہ ملحوظ خاطر نہ ہوں تو گھر کی انفرادی نماز اور مسجدوں کی جماعتوں کی نماز میں کوئی فرق نہ ہوا۔ پھر اسلام نے لوگوں کو مسجدوں میں خواہ مخواہ کیوں جمع کیا؟ یہی وجہ تھی کہ معمارِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے مکی و مدنی حالات کا جائزہ لے کر ”تعمیر مسجد“ کا دوررس ایک مضبوط فیصلہ فرمایا چناں چہ معمار اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت مدینہ کے بعد فوراً معمار مسجد بھی خود بنتا ہے۔ حالات کے جائزہ کے بعد مسجد کی تعمیر خود بتاتا ہے کہ اس میں بلند مقاصد پنہاں ہیں، لہٰذا ائمہ حضرات کو چاہیے کہ مسجد میں آنے والے ہر مقتدی کو مساجد کی حقیقت اور اس کے مقاصد خوب ذہن نشین کرائیں۔

مثلاً : طاعت وبندگی۔۔۔ تعلیم وتعلّم۔۔۔ اصلاح وتزکیہ۔۔۔ تذکیر ونصیحت۔۔۔ تبلیغ دین اور اس کی دعوت فی المسلمین۔۔۔ اشاعت اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ فی غیر المسلمین۔۔۔ اتحاد ووحدت فی المسلمین ”بذریعہ جماعتِ نماز“۔۔۔ اطاعت خدا ورسول ”بذریعہ اتباع امام نماز وغیرہ۔ ان میں ہر ہر جز پر احادیث مبارکہ اور آثارِ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم موجود ہیں۔ مثلاً: باب عبادت میں نماز، دعا، ذکر، تلاوت قرآن وغیرہ پر اور باب تعلیم میں تعلیم نماز اور نماز کے دیگر اجزاء کی تعلیم پر مشتمل شواہد بکثرت موجود ہیں اسی طرح بقیہ امور پر بھی لیکن اختصار ملحوظ ہے۔ مذکورہ امور جو مقاصد مسجد ہیں ان میں ۱۳ امور زیادہ اہم ہیں جو کچھ تفصیل طلب ہیں ملاحظہ ہو۔

تعلیم وتعلّم

دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور زمانہ خیر القرون میں تعلیم وتعلّم وغیرہ امور سے مساجد اس قدر آباد تھیں کہ شب وروز کے تمام اوقات میں مختلف حلقے ہمیشہ قائم رہتے تھے، ہماری مسجدوں کی طرح اس پر تالے لگنے کی نوبت نہ آتی تھی۔ اس وقت مساجد کا تعلیمی ”نظام“ اس قدر عام تھا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ ہر طبقہ کا ہر فرد اپنی علمی غذا ان حلقوں سے حاصل کرتا تھا اس وقت مدارس کا کوئی وجود نہ تھا۔ موجودہ طرز کے مدارس کی ابتدا بہت بعد میں ہوئی۔ علامہ مقریزی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مدارس اسلام بعد میں بنائے گیے، دور صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم میں ان کا کوئی وجود ہی نہ تھا، تعلیمی پورا نظام مساجد سے وابستہ تھا، مدارس کی تعمیر چوتھی صدی ہجری میں ہوئی، چناں چہ اہل نیشاپور نے سب سے پہلے ''مدرسہ بیہقیہ'' کی بنیاد ڈالی، لیکن پھر بھی لوگ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے پھر۔۔۔۔۔ (کتاب الخطط والاثار ۲/ ۳۶۲)

نظام طاعت و وحدت

اس نظام کی تفصیل یہ ہے کہ مساجد میں دو چیزیں اہم ہیں ایک جماعت کی نماز اور دوسری جماعت میں ایک امام کی لازمی اتباع اور پیروی۔

(۱) اپنے امام کی لازمی اتباع : اسلام نے مقتدی پر اپنے امام کی اتباع کو اس قدر لازم کیا ہے کہ ایک لمحہ کے لیے اتباع سے انحراف کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ یہ اتباع صرف سال اور ہفتہ میں ایک دو بار نہیں بل کہ روزانہ ضروری قرار دیا اور وہ بھی پانچ بار جس میں ایک وقت کی بھی معافی نہیں۔ اور حیرت یہ ہے کہ وہ متقدی یہ اتباع از بلوغ تا موت اختیار کرتا ہے۔

(۲) قوم کی شیرازہ بندی اور اس کا اتحاد: اسلام نے جماعت کی نماز کو مشروع کر کے قوم کی اعلی درجہ کی شیرازہ بندی کا نظم فرمایا اور مزید اسبوعیہ جمعہ اور پھر ترقی کر کے سنویہ عیدین کو بھی مشروع فرما کر کوئی رخنہ نہیں چھوڑا تا کہ نا قابل تسخیر قوت اجتماعیت اور قوت اتحاد حاصل ہو۔

اسلام نے نظم جماعت سے یہ تعلیم دینا چاہا کہ مسلمانوں میں بے مثال اخوت ومساوات قائم ہو نہ بڑا شخص کبراً و عجباً کسی سے قریب بیٹھنے اٹھنے میں کراہت ونفرت کرے نہ چھوٹا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شخص اپنے لیے اس کے قریب ہونے میں ذلت و عار محسوس کرے۔ شعر

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز	نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

بل کہ وہ آپس میں حقیقی بھائی کی سی خوشبو محسوس کریں۔ اور بقول شیخ ابوالحسن علی الحسنی الندوی ایسا احساس اخوت پیدا ہو کہ اگر کسی محلے میں کسی مسلمان کو چھینک آجائے تو دوسرے محلے میں ''یَرْحَمُكَ اللهُ'' کی صدائیں گونج اٹھیں۔ اور وہ سیسہ پگھلائی دیوار کی طرح ''كَالْبُنيانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضاً'' ہو جائیں۔ جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم نے جنگ و معرکہ اور فقر و نزع جیسے ناگوار احوال میں اس کو ثابت کر کے اپنی جانثاری کا ثبوت پیش کیا۔

قابل توجہ اور قابل غور امر یہ ہے کہ کیا یہ اتباع اور یہ وحدت و اتحاد حد نماز تک کے لیے ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں بل کہ اس لیے ہے کہ خارج نماز بھی یہ اتباع اور اتحاد باقی رہے۔ نماز و جماعت دی ہی اس لیے ہے کہ زندگی میں عبدیت و اطاعت پیدا ہو اور بے پناہ وحدت و اتحاد پیدا ہو۔ خیر القرون کا نظام مسجد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرتیں شاہد ہیں کہ وہ اپنے امام ''آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کی اس قدر اتباع و اطاعت کرتے تھے کہ خارج نماز بھی بال کے برابر انحراف نہیں کرتے تھے اور آپس کا اتحاد اس قدر مضبوط تھا کہ انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات ضرب المثل ہے۔ ہم اپنے مقتدیوں کو ایک لمحہ اس نظر سے دیکھیں کہ بے نمازی کو چھوڑ کر پابند نماز شخص میں اطاعت ''خدا اور سول'' و اتباع کتنی پیدا ہوئی جب کہ سالہا سال سے نمازی ہے۔

مذکورہ صورتِ حال کے ہوتے ہوئے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ مسجد کے نظام اور منصب امامت سے مقصد ہمہ جہتی معاشرہ کی اصلاح کرنا ہے۔ اگر اس وقت بھی مساجد کے ائمہ حضرات اپنے منصب امامت کو اصلاح کا پلیٹ فارم بنائیں تو اس طرح کی اصلاح سے نہ صرف اصلاح کا کام زیادہ ہوگا۔۔۔ اور سہولت سے ہوگا۔۔۔ اور جلد بھی۔۔۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بل کہ ان ہی کے ائمہ ہونے کی وجہ سے ''وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ'' ان کا حق بھی ہوگا اور ذمہ بعتق بھی۔ اوران ہی میں رہنے سہنے سے وہ اصلاحی جہتوں سے اچھی طرح واقف بھی ہوں گے۔جس سے اصلاح صحیح بھی ہوگی۔اور حقیقی اور واقعہ بھی جیسے کہ مثل مشہور ہے'' صَاحِبُ الْبَيْتِ أَدْرىٰ بِمَا فِيْهِ ''۔

حیرت ہے کہ غیر علماء ''تبلیغی احباب'' بلامنصب ۔ ماشاء اللہ وجزاہم اللہ۔ اصلاح میں نمایاں کردارادا کریں!اور ائمہ حضرات اپنے اتنے بڑے منصب ''امامت'' کے باوجود اصلاح امت اور اصلاح معاشرہ میں کوئی خاص کرتب نہ دکھائیں۔

ہائے افسوس : آج مساجد کی حقیقت پر اس قدر ظلم وستم ڈھایا جارہا ہے کہ دیکھا اور سنانہیں جاتا،اسلام میں جماعت کی حاضری ضروری نہ ہوتی تو گھروں میں ہی نماز پڑھ لینے کو دل چاہتا ہے۔ مان لیجئے کہ مساجد کے مذکورہ اہداف اور اس کے کردار کو چھوڑ کر بھی آج لوگ ادائے نماز تک کے لیے ''عملاً'' محدود سمجھتے تب بھی معافی کی گنجائش تھی کہ بھول بہر حال قابل عفو ہے،لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ یہاں تو مساجد میں آمدورفت کا خاص مقصد دنیوی اور جسمانی راحتوں کا حصول بن گیا ہے کیوں کہ آج کل گھروں سے بھی اچھا انتظام مسجدوں میں کیا گیا ہے کالین،لائٹ،پنکھا،پانی،اے سی،استنجاء خانے وغیرہ۔

اوراس سے بھی ایک قدم آگے آمد کا مقصد اغراض فاسدہ کا حصول معلوم ہوتا ہے۔ تکبیر تحریمہ سے پہلے بھی اور سلام پھیرنے کے بعد فوراً بھی اس طرح لوگ نظر آتے ہیں کہ گویا کسی کی طلب مقصود ہے کسی کی تلاشی منظور ہے۔اوراس سے بھی آگے تو حد ہی نہیں رہی بے امام اشخاص عوام بھی اور خواص بھی اور امام مسجد بھی جب جب موقع پایا لوگوں کے سامنے دینی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اطلاعات واعلانات کے روپ میں مائک لے کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنی برتری اپنی عزت کی چھاپ لوگوں پر ڈالتے ہیں اور اس چھاپ کا غلط جگہ استعمال بھی کرتے ہیں اور اشراف لوگ اپنی نجات کے خاطر خاموشی اختیار کیے ہوتے ہیں۔

وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بغیر کسی جدو جہد مفت اپنی برتری جتانے کا اس سے بہتر موقع کہاں مل سکتا ہے، جب کہ محلہ اور بستی کے سارے ہی لوگ جمع ہیں اسے غنیمت سمجھ کر خوب پیٹ بھر کر نفس پرستی اور حب جاہ کے بت کی پرستش بلا جھجک کر لیتے ہیں۔ العیاذ باللہ گویا انہوں نے مسجد کے پاکیزہ بامقصد نظام کو بھی نہ بخشا اسے بھی انہوں نے اپنی اغراض کا نشانہ بنا دیا! پتہ نہیں قیامت کو کیا منہ دکھائیں گے یہ بھول نہیں یہ بالقصد ہے بھول کی بھی بھول ہے۔ بھول پر سجدہ سہو لازم ہوا تھا لیکن خود اسی سجدے میں بھی سہو ہو گیا وہ بھی یاد نہ رہا اور سلام پھیر دیا۔ اس طرح کی مختلف نیتوں سے مساجد میں آنے کی مذکورہ بات حدیث شریف سے مؤید ہے۔ اس میں پیشین گوئی مذکور ہے کہ مسجد میں آنے والے تین قسم (کی نیت) کے ہوتے ہیں (مشکوۃ ۱۲۳)۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ایسے سارے بھائیوں کو معاف فرمائیں ہمیں امید ہے کہ وہ ان شاء اللہ سچی توبہ کر لیں گے اور کتاب کی ہدایات کے مطابق اٹھ کھڑے ہوں گے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اب اصل مقاصد پر کھڑا فرمائیں۔ آمین۔

یہ مساجد ہیں کیا؟ مساجد کی حقیقت

ایک جلیل القدر عالم لکھتے ہیں کہ مسجد اہل ایمان کے لیے صرف گارے مٹی اور اینٹ اور سمنٹ سے بنی دیواروں کا نام نہیں ہے، جس طرح علم دین بغیر عمل کے صرف اصطلاحات یاد کر لینے کا نام نہیں۔ درحقیقت اگر اسلامی مصادر کو بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مسجد اصل میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بطور خاص نماز و عبادت کی مخصوص جگہ ہے۔۔۔تو ساتھ ہی قیام جماعت سے اجتماعیت ووحدت کی۔۔۔اور اتباع امام سے طاعت رسول وطاعت خدا کی۔۔۔اور اسلامی علوم کی تعلیمی جگہ بھی ہے۔۔۔اور اسلامی پیغام ومشن کو لوگوں میں پھیلانے اور عام کرنے کا ایک مرکز و پلیٹ فارم بھی ہے۔

مساجد دراصل ایک مشن کا پلیٹ فارم ہیں

دراصل مساجد صرف پنج گانہ نمازوں کی ادائیگی کے لیے ہی قائم نہیں کی گئیں ہیں بل کہ اس میں ''اَلْاَسْبَقَ فَالْاَسْبَقَ'' چھوٹے بڑے ''عَلیٰ قَدْرِ مَنَازِلِھِمْ'' بہت سے مقاصد ملحوظ ہیں۔تھوڑی دیر کے لیے فرض کیجئے کہ قیام مساجد کا مقصد نمازوں کی ادائیگی ہے بس تو پھر مجھے بتائیں۔

(۱) اسلام نے پوری دنیا کے مسلمانوں پر خواہ مخواہ مساجد آنے کو لازم کیوں کیا؟ کیا یہ ادائیگی اپنے اپنے مقام پر نہیں ہوسکتی، روزوں اور زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی مساجد میں کہاں ضروری ہے؟

(۲) تو پھر خواہ مخواہ پانچ بار مسلمانوں پر زحمت دینا نہیں؟ ایک تو ایک پانچ بار!

(۳) اذانوں کی پکار کی ہدایت کیوں دی؟

(۴) طریقہ امامت وجماعت اختیار کرنے کا مکلف کیوں کیا گیا؟ اپنی اپنی جگہ بھی تو چھوٹی بڑی جماعتوں سے یہ طریقہ اختیار کر کے اسے انجام دیا جاسکتا تھا۔

(۵) اگر قیام مساجد کا کوئی مقصد نہیں تو پھر جمعہ وعیدین میں بڑی تعداد میں جمع کیوں کیا گیا اور اس کا بار مسلمانوں پر کیوں ڈالا؟ جس میں بیچارے بیمار نادار کمزور، کیا یہ زحمت کا باعث نہیں؟ خواہ مخواہ مختلف مشاغل سے نکال کر ان کی معاش کو برباد کیوں کیا گیا؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۶) اتنی ساری مساجد کی تعمیر کا مالی بوجھ (رقوم غیر لازمہ) اسلام نے مسلمانوں پر کیوں ڈالا؟ بہتر تھا ناداروں کو نقل کیا جاتا۔

کیا ایک عاقل ودانشمند اس کو بے معنی وفضول کہہ سکتا ہے؟ العیاذ باللہ ہرگز نہیں۔ جب نہیں تو اب مساجد کے مقاصد کو تسلیم کیجئے اور صرف نظری طور پر نہیں عملی طور پر تسلیم کیجئے ورنہ روز قیامت میں ہم اور آپ جواب دہی کے لیے تیار ہو جائیں، اللہ تعالیٰ پوری امت کو توفیق عمل نصیب فرمائیں۔ پھر ایک اور سوال لیجئے۔

(۷) آپ کا اور ہمارا وہ تمغۂ امتیاز جسے ہم فخر یہ کہتے رہتے ہیں یہ ہے کہ مذہب اسلام ایک جامع کامل ومکمل مذہب ہے، وہ کوئی آبائی، انسانی، شخصی، زمانی، مکانی مذہب نہیں بل کہ آفاقی یعنی انٹرنیشنل (عالمگیر) دائمی مذہب ہے۔ جب اسلام آفاقی مذہب اور قیام مساجد کا کوئی مقصد نہیں، واہ رے واہ جس کے جی میں جو آئے کہے مذہب ہے کہ خواہش پرستی؟ کیا ایسی بات کوئی مجنون بھی باور کر سکتا ہے، بچہ بھی مان سکتا ہے؟

معلوم ہوا مساجد کا قیام بہت سے مقاصد، بہت سے نظاموں کے تحت ہوا ہے، جن میں سے بعضوں کو اس سے پہلے بھی ذکر کیا گیا ہے لیکن بطور خاص جس کے لیے مساجد قائم کی گئیں ہیں وہ اسلامی پیغام اور اسلامی مشن کو دنیا میں عام کرنا اور اسے اہل دنیا تک پہنچانا ہے۔ گویا مساجد ایک مستحکم پیغام اور ایک مشن کی اشاعت کا پلیٹ فارم ہے۔

جس مشن کو لے کر اصلاً آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے، اور (تبعاً لہ علیہ السلام) وارثین انبیاء علیہم السلام یعنی علماء عظام بل کہ پوری امت پیدا ہوئی۔ ''أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ'' (ال عمران ۱۱۰)۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مختلف نظام مساجد

مذکورہ مضمون میں جہاں مساجد کی حقیقت، اس کے باطنی مقاصد اور اس کے ایک پلیٹ فارم ہونے کو ذکر کیا گیا ہے وہاں مختلف نظاموں کا بھی اشارہ دیا گیا ہے۔ مثلاً: عبادتی، تعلیمی، اتحادی، اتباعی واطاعتی اور اشاعتی نظام وغیرہ۔ مزید نظاموں کو سطور ذیل میں بھی ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

جب اسلام اپنی حقیقت کے ساتھ زندہ تھا تو مسجد صرف مسجد نہ تھی بل کہ وہ عبادت گاہ ۔۔۔تعلیمی مدرسہ۔۔۔اصلاحی وتبلیغی مرکز۔۔۔دولت اسلامیہ کا دار القضاء ودار الندوۃ۔۔۔جنگی فوجوں کو روانہ کرنے۔۔۔اور اسلامی قوانین کو عام کرنے کی شاہی مرکزی جگہ بھی تھی۔ کتنی عمدہ تعبیر ہے! اس میں بھی اصلاحی، سیاسی اور ملکی نظاموں کی طرف اشارہ ہے۔

گویا مسلمانوں کو مسجد میں پنج وقتہ نمازوں کے لیے جمع کر کے پورے ہی دین اور سارے ہی نظاموں کی طرف متوجہ ہونے کا موقع فراہم کر دیا۔ حتی کہ نکاح جیسی دنیوی رسم کے بارے میں ہدایت دی گئی کہ اسے مسجدوں میں کیا کرو حدیث شریف میں ہے ”اَعلِنُوا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ“ (مشکوٰۃ ۲۷۲)۔

مساجد کے کردار کا اثر اس قدر وسیع ہے کہ مسجد تو مسجد پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدگاہ میں بھی وعظ فرما کر اور وہیں سے (عبادت سے فارغ ہو کر) فوجوں اور دستوں کو باطل طاقتوں کو دبانے کے لیے روانہ فرما کر پیغمبر عالم پیغمبر امت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم اور امت کو اس بات کی تعلیم دی ہے کہ اسلام میں سیاسی اور ملکی نظاموں کا تعلق بھی اپنی جائے عبادت سے ہے چاہے وہ جائے عبادت مسجد ہو کہ عیدگاہ۔ عیدین کی حدیث شریف میں ہے ”فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَأْمُرُهُمْ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَاِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَن يَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهُ اَوْ يَأْمُرَ بِشَيْئٍ اَمَرَ بِهٖ ثُمَّ يَنْصَرِفُ'' (مشکوٰۃ ۱۲۵)۔

بعض احادیث میں وارد ہے کہ عیدگاہ میں آپ کے ساتھ برچھی بھی لے جائی جاتی تھی (مشکوٰۃ ۳۷) جس کا مقصد علمائے اسلام نے یہ بتایا ہے کہ اسے نماز کے وقت سترہ بنایا جاتا۔ اور دوسرا مقصد یہ بتایا ہے کہ آپ اسے مسلمانوں کی جمعیت میں ساتھ رکھ کر حربی وجنگی گوشے کی طرف اشارہ دینا چاہتے ہیں۔ یہی بات زیادہ قرین قیاس ہے۔ اور ایک حدیث شریف میں ہے اس پر آپ ٹیک دے کر خطبہ دیتے (مشکوٰۃ ۱۲۵)۔

صاحب تحفۃ الائمۃ ''حضرت مولانا محمد حنیف عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم'' نے شیخ صالح بن غانم کی کتاب ''المسجد ودورہ فی التربیۃ والتوجیہ وعلاقتہ بالمؤسسات الدعویۃ فی المجتمع '' سے ایک اقتباس پیش کیا ہے۔ کتاب کا نام ہے : معاشروں اور سوسائٹیوں پر مسجد کے تربیتی اوراس کے بنیادی دعوتی کردار، جس میں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ''مساجد'' کے بارے میں ارشاد مرقوم ہے۔

مساجد بارشاد حجۃ الاسلام امام غزالیؒ

● فَالْمَسْجِدُ كَانَ جَامِعَةً كُبْرَىٰ لِلتَّعْلِيْمِ وَتَخْرِيْجِ الْاَكْفَاءِ لِاِقَامَةِ الدَّوْلَةِ الْاِسْلَامِيَّةِ وَاِمْدَادِهَا بِالْعَامِلِيْنَ فِي كُلِّ مَجَالٍ مِنْ مَجَالَاتِ الْحَيَاةِ.

● وَقَدْ كَانَتِ الْمَسَاجِدُ فِي الْعَالَمِ الْاِسْلَامِيِّ تُخَرِّجُ الْخُلَفَاءَ، وَالْاُمَرَاءَ، وَالْقُوَّادَ وَالْعُلَمَاءَ ، وَرِجَالَ الْقَضَاءِ، وَالْفُتْيَا، وَالْمُحَدِّثِيْنَ، وَالْمُفَسِّرِيْنَ، وَاللُّغَوِيِّيْنَ وَغَيْرَهُمْ۔

● وَقَدْ اَفْتَقَرَتْ اَكْثَرُ مَسَاجِدِ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ اَدَاءِ هٰذَا الْاَمْرِ الْعَظِيْمِ اِلَّا مَانَدَرَ. وَاِنَّ اِعَادَةَ الْمَسْجِدِ اِلٰى مَكَانَتِهٖ مَرْهُوْنَةٌ بِاِعْطَاءِ الْمَسْجِدِ مَكَانَتَهُ الْاُوْلٰى كَمَا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

كَانَ فِيْ صَدْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، حَيْثُ كَانَ مَصْدَرًا رَئِيْسًا مِنْ مَصَادِرِ التَّوْجِيْهِ وَالتَّرْبِيَةِ وَالتَّعْلِيْمِ "(تحفۃ الائمۃ ۲۹۴)

ترجمہ: ● مسجد تعلیمی اور باصلاحیت افراد تیار کرنے کا بڑا ایسا ادارہ ہے جو اسلامی سلطنت کو قائم کر سکیں اور ساتھ ہی زندگی کے جملہ شعبوں میں کارنامے انجام دینے کے مالک (وہ) افراد سلطنتی مختلف امور کو مدد بہم بھی پہنچا سکیں۔

● دور ماضی کی مملکت اسلامیہ کی مسجدیں خلفاء، امراء، قائدین، علماء، مفتیان، محدثین، مفسرین، اور ماہرین (مختلف) زبان وغیرہ تیار کرتی تھیں۔

● سوائے چند مساجد کے آج اس عظیم کارنامے کو انجام دینے سے مسلمانوں کی ساری مسجدیں قاصر وعاجز ہیں، اور اب مسجد کو دوبارہ گذشتہ مرتبے پر پہنچانا جس پر وہ اس امت کی ابتدائی دور میں قائم تھی (وہ اُس وقت تعلیم وتربیت اور ہر قسم کی ہدایت وراہ نمائی کا صدر مقام تھی) اسی وقت ممکن ہے جب اہل اسلام کی جانب سے اسے وہ مقام "جہد ومحنت سے" عطا کیا جائے۔ یہ تھے حجۃ اسلام امام غزالی رحمہ اللہ کے مسجدی کردار کے متعلق تأثرات۔

مذکورہ اقتباس سے معلوم ہوا کہ قرون اولیٰ میں امت کی ہر قسم کی تعلیم وتربیت کا انتظام مسجد سے وابستہ تھا، وہ دوسرے اداروں کی طرح افراد تیار کرنے کا اہم ادارہ تھا۔ اور یہ بھی واضح کر دیا کہ اب قرون اولیٰ کے فوائد اسی وقت حاصل ہو سکتے ہیں جب کہ مساجد کو ان بنیادوں پر دوبارہ لوٹایا جائے، اور انہیں دوبارہ ان نظاموں پر لایا جائے جن پر وہ تھیں۔

ازہر قاہرہ کے عربی کتاب "المساجد" کے مؤلف "حسین مؤنس" اپنی کتاب میں اسی طرح کی بات ذیل کی سطور میں یوں پیش کر رہے ہیں۔

● "اَنَّ الْمَسَاجِدَ فِيْ ذَاتِهَا مَرَاكِزُ لِلدَّعْوَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ، وَمِنْ ثَمَّ فَلَا بُدَّ اَنْ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

يَّعْمَلَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اِنْشَاءِ الْمَسَاجِدِ فِي الْبِلَادِ الَّتِيْ يُرِيْدُوْنَ تَثْبِيْتَ دَعَائِمِ الْاِسْلَامِ فِيْهَا وَتَوْسِيْعَ نِطَاقِهٖ. زَاوِيَةٌ صَغِيْرَةٌ يَقُوْمُ فِيْهَا اِمَامٌ مُخْلِصٌ نَشِيْطٌ اَبْلَغُ اَثَرًا مِنْ مَّرْكَزٍ ضَخْمٍ فِيْهِ عَدَدٌ كَبِيْرٌ مِنَ الْمُوَظَّفِيْنَ اَوِ الدُّعَاةِ...'' (۴۳مساجد)۔

● '' فَاِنَّ الْمَسَاجِدَ كَانَتْ وَلَا تَزَالُ رُوْحَ الْجَمَاعَاتِ الْاِسْلَامِيَّةِ وَقُطْبَهَا وَحِصْنَهَا وَمَرْكَزَهَا الدِّيْنِيَّ وَالسِّيَاسِيَّ وَالْاِجْتِمَاعِيَّ، بِحَيْثُ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَقُوْلَ: لَاجَمَاعَةَ اِسْلَامِيَّةً بِلَامَسْجِدٍ. اَوْ بِتَعْبِيْرٍ اَدَقَّ، لَابَقَاءَ لِجَمَاعَةٍ اِسْلَامِيَّةٍ بِلَا مَسْجِدٍ۔'' (مساجد ۴۵)۔

● '' وَالْقُرٰى هِيَ اَحَقُّ بِاَنْ يُّقِيْمَ فِيْهَا كِبَارُ الْاَئِمَّةِ وَالْخُطَبَاءُ، وَلَاشَكَّ اَنَّ اَهْلَ قَرْيَةٍ صَغِيْرَةٍ اَحَقُّ بِالْاِمَامِ الْكَبِيْرِ الْوَاسِعِ الْعِلْمِ الْقَادِرِ عَلَى الْقِيَادَةِ وَالتَّوْجِيْهِ مِنَ مَسَاجِدِ الْمَدِيْنَةِ الْكَبِيْرِ حَيْثُ الْعِلْمُ وَافِرٌ وَالْعُلَمَاءُ كَثِيْرُوْنَ وَالْحَاجَةُ اِلَى التَّوْعِيَةِ وَالتوجِيْهِ اَقَلُّ '' (مساجد ۳۴۵)۔

● '' فِيْ اَوَّلِ اِنْشَائِهَا كَانَتِ الْمَسَاجِدُ اَمَاكِنَ لِلصَّلٰوةِ وَمَعَاهِدَ لِلتَّعْلِيْمِ وَالتَّعَلُّمِ وَمَرَاكِزَ اِجْتِمَاعِيَّةٍ وَاِنْسَانِيَّةٍ لِلْجَمَاعَةِ وَدُوْرًا لِلْقَضَاءِ '' (مساجد ۳۵۹)۔

خلاصہ : ● جان رکھئے کہ مساجد فی نفسہا اسلامی دعوت کے مراکز ہیں، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ان شہروں میں زیادہ سے زیادہ اسلامی دعوت کے خاطر مساجد بنائیں جہاں وہ ان مراکز کے طالب ہوں، اس میں امام کا ایک حجرہ بھی رکھیں وہ امام اپنے فرض منصبی کی ادائیگی میں مخلص و باا‌ثر ہو۔ اس امام کا قیام ائمہ کے انتظامی امور کے لیے قائم شدہ ادارے کی جانب سے ہو۔

● ''اللہ اکبر'' مساجد مختلف اسلامی جماعتوں کی روح وجان ہیں بل کہ ان کے حق میں مدار وقلعہ ہیں، اور سمجھئے کہ ان کے حق میں دینی، سیاسی اور سماجی ایسا مرکز ہے کہ اس کے بغیر نہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسلامی جماعت ہوسکتی ہے نہ اس مسجد کے بغیر اسلامی جماعت کا وجود ممکن ہے۔

● دیہات میں بھی بڑے ائمہ وخطباء طے ہونے چاہئیں۔ رہا بڑے شہروں کا مسئلہ تو چوں کہ وہاں علمی فضا پہلے سے ہے اور وہاں تو علماء پہلے سے موجود ہیں جس کی وجہ سے وہاں تربیتی ضرورت کم رہتی ہے البتہ وہاں سے چھوٹے دیہات کے لیے قوم کی قیادت کر سکنے والے ماہر وجان کار امام ضرور طے ہونا چاہیے۔

● مساجد اپنے دور آغاز میں کیا تھیں؟ وہ نمازوں اور تعلیم و تعلم کا ٹھکانہ تھیں، اور اتنا ہی نہیں بل کہ وہ سماجی جملہ مسائل کے لیے بھی اور انسانی ہر قسم کی جماعتوں کے لیے بھی مراکز تھیں، حتی کہ انسانی تنازعات کے لیے دار القضا (کورٹ) بھی وہ ہی تھیں۔ یہ تھی مساجد کی حقیقت اور اس کے کردار۔

☜ **تَنَبُّہ:** جیسا کہ سطور بالا سے معلوم ہوا کہ مساجد ماضی میں اسلام ومسلمانوں کے حق میں حفاظتی مضبوط حصون قلعہ تھیں جن سے مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت ہوتی تھی۔

بے شک وہ محافظ قلعہ تھیں لیکن سوچیے آج خود ان قلعوں کا اور قلعوں کے اندر کا حال کیا ہے!!!

یہی نا کہ خود قلعہ اور قلعے والے بے دینی کی لپیٹ سے محفوظ نہیں۔ قلعوں میں کیا ہو رہا ہے وہ قلعے والے ہی جانتے ہیں، تب ہی تو آج اغیار کی جسارتیں بڑھ گئی ہیں۔ نیز وہ مساجد مختلف افراد: مفسرین، محدثین، مفتیان، ماہرین زبان مبلغین اسلام اور حکمران تک تیار کرتی تھیں، تو آج کیوں نہیں؟ غور وتدبر کے بعد آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ "نظام مساجد اور منصب امامت" خیر القرون کے نہج سے ہٹ چکے ہیں۔ تو اب کتاب ہذا کی اہمیت واضح ہو چکی اللہ تعالیٰ اسے اپنے اہداف میں کامیابی نصیب فرمائیں۔ آمین۔ یہ تھی مساجد کی حقیقت اور اس کے کردار۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اسلامی پیغام واسلامی مشن

تھوڑے فاصلے پر مذکورہ اسلامی مشن کا خلاصہ یہ کہ اولاً کسی مسلمان کا ازخود اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت ووحدانیت، آں حضرت ﷺ کی نبوت ورسالت اور آپ کی ختم نبوت کو دل وجان سے ماننے اور تسلیم کرنے کے بعد پوری زندگی کے ہر شعبہ میں ایسی اطاعت وفرمابرداری بجالانا جس کی وجہ سے قرآن وسنت کی زبان میں واقعۃً اسے مسلمان کہا جائے پھر اسی پیغام کو دنیا کے تمام انسانوں تک اس طرح پہنچانا کہ ''بذریعہ توحید وعبادت'' مخلوق اپنے خالق سے جڑ جائے۔۔۔اور'' بذریعہ ادائے حقوق'' مخلوق مخلوق سے جڑ جائے۔۔۔اور'' بذریعہ اقامت حدود'' اسلامی معاشرہ بڑے جرائم سے پاک ہوجائے۔۔۔اور'' بذریعہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' اسلامی معاشرہ ایمانی تازگی حاصل کرکے چھوٹی بڑی ہر برائی سے محفوظ ہوجائے۔۔۔اور غیر اقوام میں اس پیغام کو بلا اکراہ پھیلا کر سب کو خدائی رحمت کے سائے میں شامل کیا جائے۔۔۔اور اس پیغام کے پہنچانے میں جو رکاوٹیں پیش آئیں ان کو'' بذریعہ جہاد'' دور کیا جائے۔

چاہے وہ رکاوٹیں خارجی ہوں جیسے کفار ومشرکین کی جانب سے یا داخلی ہوں جیسے مسلمان باغیوں کی جانب سے تاکہ ایک طرف خدائی پیغام کی اشاعت بھی ہو اور دوسری طرف دارالاسلام کے امن وامان کی حفاظت بھی۔

یہی وجہ ہے کہ مشن عطا کرنے والے پیغمبر ﷺ مکۃ المکرمہ میں جب مساجد کی بنیاد نہ ڈال سکے تو ہجرت مدینہ کے مراحل سے گزر کر آپ ﷺ نے سب سے پہلے مدینہ منورہ تشریف لاکر مسجد کی بنیاد ڈالی۔

کیا آپ نے اسلامی مشن کو بغور ملاحظہ فرمایا؟ شاید آپ کو اس میں قرآن وحدیث

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کا۔۔۔شریعت وطریقت کا۔۔۔حقوق العباد وحقوق اللہ کا۔۔۔اخلاق وکردار اور امن وامان کا۔۔۔وجود اسلام اور اس کے ترقی کا۔۔۔تبلیغ فی المسلمین اور اشاعت فی غیر المسلمین کا نچوڑ ان حقیر سطروں میں ضرور نظر آیا ہوگا۔

اگر اعتراف ہے تو پھر اب جدید حوصلے، گرم سرخ گردش کرنے والے خون کے ساتھ آپ اس مشن کو زندہ کرنے کے لیے کھڑے ہو جائیں، اور ایسے کھڑے ہو جائیں کہ اب اپنی مسجد سے لے کر کم از کم اپنے اضلاع تک کی مساجد میں اس مشن کو زندہ فرمائیں اور جب تک زندہ نہ ہو تھکتے رہیں۔صاحب مشن ﷺ نے امت کے لیے اپنے کو اتنا تھکایا تھا کہ خود رحمن ورحیم نے رحم فرما کر تسلی کا سامان فرمایا۔

کیا میرا اور آپ سب کا حق نہیں بنتا کہ اب ہم اس کے لیے تھکیں اور کھڑے ہی رہیں، کیا ہم نہیں جانتے ہمارے لیے اسوہ کون ہے؟۔۔۔اور وہ کیسا ہے؟۔۔۔اور ہے تو کیوں ہے؟۔۔۔اور اسوہ کس کو کہتے ہیں؟ پھر ہمیں قرآن وحدیث نے وارث ابنیاء کا لقب نہیں دیا؟ ۔۔۔آپ کہیں گے کیوں نہیں (بلی) تو پھر جو کام اسوہ سے مفہوم ہوا اور جو میراث مورث ﷺ نے ہم وارثوں کو دی چاہیے کہ اسے گلے کا ہار بنائیں۔آیئے یاد کرا دیتے ہیں کہ یہ اسلامی مشن تھا اسلام پیغام تھا اور مساجد اس کا پلیٹ فارم تھیں اور اب بھی ہیں۔اسلام کی جامعیت اور آفاقیت کے تذکرے کی مناسبت سے مختصراً اُس کے دو فریضے کی وضاحت مناسب ہے جو درج ذیل ہیں۔

امت اسلامی جامعیت کے دو فریضوں تلے دبی ہوئی

اسلام کی جامعیت وآفاقیت کے ناتے ہر ایک کے دو وظیفے اور دو فریضے ہیں۔

(۱) پہلا فریضہ مسلمانوں میں دینی وتبلیغی جدوجہد اور ان میں احیاء سنت وشریعت کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کوشش۔ اس لیے کہ آں حضرت ﷺ خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا" (سورۃ الاحزاب ۴۰)، محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں (کے سلسلہ) کو ختم کرنے والے ہیں۔

دراصل انبیاء سابقین علیہم السلام اور ہمارے نبی ﷺ کی بعثت میں یہ بھی ایک فرق ہے کہ جب انبیاء مبعوث ہوتے تھے تو ان کے بعد قوم میں جو خرابیاں پھیلتی تھیں ان کی اصلاح بعد کے انبیاء علیہم السلام فرما لیتے تھے لیکن اب ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں جو خرابیوں کی اصلاح کرے اور گمراہیوں کو دور کرے۔

لہٰذا اب یہ ذمہ داری پوری امت پر ہے۔ ارشاد خداوندی ہے "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ" اور "وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (ال عمران ۱۰۴، ۱۱۰)۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "بنی اسرائیل کی سیاست اور انتظام (کا کام) خود انبیاء کے ہاتھ میں تھا، جب ایک نبی کی وفات ہو جاتی تو دوسرا نبی اس کے قائم مقام ہو جاتا، اور میرے بعد کوئی نبی آنے (پیدا ہونے) والا نہیں البتہ میرے خلفاء ہوں گے جو بہت ہوں گے"۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں اس حدیث نے یہ بھی واضح کر دیا کہ آں حضرت ﷺ چوں کہ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا تو پھر امت کی ہدایت کا انتظام کیسے ہو گا؟ تو فرمایا کہ امت کی تعلیم و ہدایت کا انتظام آپ کے خلفاء کے ذریعہ ہو گا جو رسول اللہ ﷺ کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلیفہ ہونے کی حیثیت سے مقاصد نبوت کو پورا کریں گے (معارف القرآن ۷/۱٦٦)۔

تو اب اس کی ذمہ داری نہ صرف علماء کی ہے بل کہ اپنی طاقت کے بقدر امت کے ہر فرد کی بھی ہے کہ وہ بھی تبلیغ دین کی اور اصلاح دین کی کوشش کرے۔

(۲) دوسرا فریضہ : غیروں میں دینی اشاعت کی جد وجہد۔ کیوں کہ

- اللہ تعالیٰ رب العالمین ہیں۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ''
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔ ''وَمَآ اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ''
- اللہ تعالیٰ رب الناس ہیں۔ ''قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ''
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافۃ للناس۔ کے نبی ہیں ''وَمَآ اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ''
- قرآن ھدی للناس ہے۔ ''اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ''

ان میں عالمین اور ناس کا ذکر ہے نہ کہ مومنین و مسلمین کا، مطلب اللہ تعالیٰ تمام کے رب ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب ہی کے نبی ہیں، تو اب تمام انسانوں تک دین کی اشاعت و تبلیغ مسلمانوں پر لازم ہوئی۔ گویا یہ دین مسلمانوں کے پاس غیر اقوام کی امانت ہے جن تک پہنچانے کی ذمہ داری اہل اسلام کی ہے۔ لیکن اہل اسلام خود ضعف ایمان کی وجہ سے تجدید دین اور احیاء اسلام کے سخت محتاج ہیں کیوں کہ نہ ان کے عقائد مستحکم نہ ارکان اسلام محفوظ، لہٰذا وہ بھی تواصی بالحق اور تواصی بالصبر اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے ذریعہ اپنے عقائد کے استحکام کے اور ادائیگی ارکان اسلام کے اور دین و ایمان کی بقاء و حفاظت کے مکلف ٹھہرے۔

خلاصہ یہ کہ اب اگر یہ دونوں محنتیں کسی مقام پر ٹھہر جائیں اور اہل اسلام اس فریضہ میں کوتاہی برتیں تو نہ صرف غیر اقوام اس نعمت عظمی سے محروم رہیں گے بل کہ خود اہل اسلام کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قدم بھی لغزش کھا جائیں گے۔العیاذ باللہ۔معلوم ہوا یہ دونوں محنتیں اپنی جگہ ضروری ہیں اور دونوں اتنی اہم ہیں کہ کوئی بھی فرد امت اس سے مستثنیٰ نہیں،البتہ اس تبلیغ میں افراد امت میں ان کے مقام کے ناتے درجات ضرور ہیں جن میں ائمہ حضرات پر یہ ذمہ داری بنسبت اوروں کے زیادہ عائد ہے۔اس لیے ائمہ حضرات سے ہماری درخواست ہے کہ وہ نمازوں کو پڑھانے کے ساتھ دوسری ذمہ داریوں کو سمجھیں اور انہیں نبھانے کی کوشش کریں۔

مسلمان جماعت اور مخصوص پیغام

دور حاضر کے مسلمانوں کے احوال پر اگر کوئی صاحب قلم لکھنا چاہے تو کتابوں کا ڈھیر لگا دے۔مختصر یہ کہ امت ساری رسومات میں کھوگئی۔۔۔جاہلیت کی طرف پلٹ گئی۔۔۔دین وایمان کا احساس مٹا دیا۔۔۔عقیدہ واعمال کے شعور تک سے محروم ہوگئی۔۔۔مسلم جماتیں اور اسلامی معاشرے شکوک وشبہات کے شکار ہو گئے۔۔۔دینی استخفاف وبے وقعتی اور اسلامی بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔۔۔اور معاشرہ ذہنی وعملی ارتداد میں جا گرا۔۔۔اور غیر اقوام کی اسلامی تہذیب کے ساتھ تمسخر واستہزاء کی جسارتیں بڑھ گئیں۔۔۔اور اسلامی پوری بنیادیں متزلزل ہوگئیں۔

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد ہے''تم زمین کے نمک ہو،جب نمک ہی سے نمکینیت ختم ہوجائے تو پھر کھانا کیسے نمکین بنایا جاسکتا ہے!''۔غرض کہ تمام انسانی بلند جذبات صرف کتابوں۔۔۔رسالوں۔۔۔کتابچوں۔۔۔اخباروں۔۔۔اور پوسٹروں میں نقوش بنے دھرے کے دھرے رہ گئے جن سے شخصی واجتماعی زندگیاں یکسر خالی ہیں۔

اسی طرح کے احوال پر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے زبان پر دل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سوزی کے یہ جملے امنڈ آئے تھے" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں پے در پے گر رہی ہیں، اور اس کی بنیادیں بکھرتی جارہی ہیں، اے لوگو آؤ جو گر گیا ہے اسے مضبوط کردیں اور جو ڈھے گیا ہے اس کو درست کردیں یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہونے کی سب ہی کو مل کر کرنا چاہیے، اے سورج، اے چاند، اے دن تم سب آؤ (فیوض یزدانی۔ملفوظات ۴۹۸)۔

جب کہ مسلمان جماعت، وہ جماعت ہے جو پروردگار عالم کی جانب سے دنیا کی ساری قوموں اور جماعتوں کے لیے مخصوص پیغام لے کر مبعوث ہوئی ہے۔علماء۔۔۔وائمہ۔۔۔قراء۔۔۔وحفاظ۔۔۔،عوام۔۔۔وخواص اور قوم کے سربراہ۔۔۔اور چھوٹے بڑے عہدے کا ذمہ دار۔۔۔اور قوم کا ہر فرد اپنے اپنے بس کا مکلف ہے کہ جتنا وہ دین جانتا ہے اس پر عمل کرتے ہوئے اس کی دوسروں میں تبلیغ واشاعت کرے۔خصوصا ائمہ کرام کیوں کہ وہ ایک اہم دینی منصب پر فائز ہیں ان کا صرف یہی کام نہیں کہ وہ صرف نمازوں کی امامت کرلیں۔

علماء اور ائمہ حضرات جس طرح وصف علم وعمل میں عوام سے ممتاز ہیں اس طرح وہ نظر وفکر کے اوصاف میں بھی ان سے ممتاز ہیں۔بل کہ ان کی خاص ذمہ داری یہ ہے کہ وہ لوگوں میں دینی ماحول قائم کریں،لوگوں کا مزاج دینی مزاج بنائیں اور لوگوں میں دینی صلاحیت اجاگر کریں۔

چناں چہ صاحب تحفۃ الائمۃ حضرت مولانا محمد حنیف عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم رقم طراز ہیں کہ حضرت مولانا ابن الحسن عباسی مدظلہ العالی (استاذ حدیث جامعہ فاروقیہ) فرماتے ہیں: مسجد کا امام، مسجد سے تعلق رکھنے والے عام لوگوں اور اہل محلہ کا دینی پیشوا اور مربی ہوتا ہے اس کی ذمہ داریوں میں صرف نماز پڑھانا نہیں، بل کہ متعلقہ لوگوں کی دینی تربیت بھی داخل ہے ۔وہ اگر اپنی ذمہ داری محسوس کرکے اخلاص اور مکمل منصوبہ بندی اور ایک جامع نظام تربیت کے ساتھ اہل محلہ کی دینی تربیت کا کام شروع کردے تو اس کی محنت سے سارے محلہ میں دینی انقلاب آسکتا ہے اور لوگوں کی زندگیاں بدل سکتی ہیں (تحفۃ الائمہ ۱۹۹)۔خیر القرون میں مسجدوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں باقاعدہ ایسے نظام قائم تھے۔

چناں چہ گجرات کے ابھی ماضی قریب کے جید مفتی، حضرت مفتی احمد بن ابراہیم بیمات رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ حضرت نے علامات قیامت پر مشتمل احادیث مبارکہ کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ قرب قیامت میں امت مساجد کے بابرکت نظام سے محروم ہوجائے گی، وجہ محرومی علم کے اٹھ جانے کو قرار دیا ہے۔ [1]

حضرت فرماتے ہیں کہ علم کے اٹھ جانے سے مسجد کا بابرکت نظام بھی اٹھ جائے گا۔ پھر فرمایا کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اوپر پڑھ چکے، کہ مساجد رنگ روغن، بہترین صفوں، پھولوں، میناروں اور عمدہ ٹاوروں سے آباد ہوں گی، مگر ہدایت سے ویران ہوں گی، موجودہ دور سے ہم گذر رہے ہیں کہ تعلیم و تبلیغ اور اتباع سنت سے مساجد ویران ہیں۔

مسجد بنانے کا مقصد یہ ہے کہ پانچوں وقت کی نمازیں باجماعت ادا کی جائیں اور نماز کی صحت کے لیے قرآنی تعلیم اور ضروری مسائل سکھے جائیں، فرض نمازوں کے لیے مؤذن اور امام متعین کیے جائیں، ایسے جو شرعی معیار کے مطابق ہوں لیکن آج کے مؤذن و امام کا حال یہ ہے۔۔۔ (علامات قیامت ۹۱) اس میں حضرت نے یہی شکایت کی ہے کہ لوگوں کو اس کا بھی علم نہیں رہا کہ مساجد کا قیام کیوں ہے؟

ایک اور جگہ لکھا ہے کہ "امام کی قیادت صرف نماز تک محدود ہوکر رہ گئی، اور ساری ذمہ داری متولی اور ٹرسٹی کی ہوگئی جو دین سے خالی اور احکام شریعت سے ناواقف ہوتے ہیں، ان کا ادب و احترام صرف زبان تک محدود، اور دین کے خدام، متولی اور ٹرسیٹوں کے احسان کے تحت دبے رہتے ہیں (۱۰۲ علامات قیامت)۔ اس میں بھی حضرت نے یہی رونا رویا ہے کہ نہ مقتدیوں کو

---

[1] آپ نے اگر مقدمہ کتاب پڑھا ہوا اور یاد ہو تو اس کی تصدیق آپ کو یہاں نظر آرہی ہوگی۔ ہم نے لکھا ہے کہ تالیف کا مقصد کلی علمی کوتاہی کی نشاندہی کرنا ہے کہ آج لوگوں کے علم میں یہ بھی نہ رہا کہ مسجدوں میں اس قسم کا بھی کوئی نظام ماضی میں تھا اور منصب امامت پر بہت ساری ذمہ داریاں عائد تھیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اپنے حال کا علم ہے نہ امام کو اپنے مقام اور ذمے داریوں کا علم ہے۔ آپ اب تک مساجد کے مختلف نظام کو مختصراً ملاحظہ فرما چکے ہیں لیکن ان میں دو نظام بطور خاص قابل ذکر ہیں ملاحظہ ہو۔

نظام وحدت واتحاد

حضرت مولانا ظفیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ اگر مسجدوں کے نظام پر غور کریں گے تو اس میں بطور خاص دو چیزیں ضرور پائیں گے۔ ایک امام کی لازمی اتباع، دوسری قوم کی شیرازہ بندی اور اس کا اتحاد۔

کیسا اتحاد؟ ایسا کہ محلہ، قریہ اور شہر کے لوگوں کو اپنی اپنی مسجدوں میں شب و روز میں پانچ مرتبہ ایک امام کے پیچھے اس طرح جوڑ دیا جس طرح تسبیح کے دانوں کو ایک دھاگے میں جمع کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ وہ سب مل کر شیطان رجیم کا مقابلہ کریں اور اپنے معبود برحق کی اس خیال سے عبادت کریں کہ وہ اپنے معبود کو دیکھ رہے ہیں یا کم از کم اس خیال سے کہ ان کا معبود تو ان کو ضرور دیکھ رہا ہے۔[1]

اس اجتماعی نظام سے بڑھ کر اور کوئی نظام ممکن ہے؟ کسی مذہب میں اس کی کوئی نظیر ہے؟ دنیوی حکومتیں اتحاد و مساوات قائم کرنے کے لیے پانی کی طرح روپئے بہا رہی ہیں، لیکن کیا پولیٹکل کوئی نظام اسلامی اس نظام کے گرد بھی پہنچ سکتا ہے؟

---

[1] نماز کی کیفیت میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی جو بات حدیث میں بیان ہوئی ہے اس سے اعتقادی دیکھنا مراد ہے، ظاہری بینائی سے دیکھنا مراد نہیں۔ مطلب آدمی پورے طور پر دھیان سے اس طرح نماز پڑھے کہ گویا وہ اپنی اعتقادی بینائی اور باطنی بصیرت سے خدا کو دیکھ رہا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو اپنی دلی کدورتوں کو دور کر کے ایک جسم بن کر رہنے کی توفیق عطا فرمائیں، اور اس عظیم المرتبت نعمت کی قدر دانی نصیب فرمائیں۔ اس نظام میں مزید اتحاد کو ملاحظہ فرمائیں۔

نظام اتحاد میں تدریجی ترقی

ہفتے کے بعد جب مخصوص دن آپہنچے تو اب پورے شہر کے لوگ نہا دھو کر اور عمدہ خوشبو سے معطر ہو کر بغیر کسی اشتہار کے ایک مسجد میں جمع ہو جائیں، وہ مسجد سینکڑوں ایمانی شمعوں سے بھر جائے، بغض وحسد، عداوت وکینہ کا جنازہ نکل جائے، اذان ثانی دی جائے، امام خطبہ دے جس سے اللہ تعالیٰ کی خشیت اور مولیٰ سے امید کی ملی جلی کیفیت سے لوگوں کے دل لرز جائیں۔

آپ نے غور کیا یہ کون دن تھا؟ اور کون سی مسجد؟ یہ جمعہ کا مبارک دن تھا اور شہر کی جامع مسجد۔ "يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ" (جمعہ ۹) لیکن سال میں دو دن ذرا اور امتیازی شان کے آتے ہیں۔ ان دنوں میں فرزندانِ توحید کے قلوب وفورِ مسرت سے سرشار، لباس عمدہ، کھانے پینے کا خاص اہتمام، جوان بچے اور بوڑھے سب ہی تکبیر کہتے ہوئے ایک ہی سمت روانہ ہیں، تھوڑی ہی دیر میں ایک وسیع میدان میں ایک عظیم الشان اجتماع ہو جاتا ہے، لاکھوں پیشانیاں خدائے واحد کی پرستاری میں خاک آلود ہو جاتی ہیں۔

آپ نے سمجھا یہ اجتماع کیسا ہے؟ یہ بھی ایک مسجد ہی کا ابر کرم تھا جو ہر خطۂ ارض پر برستا ہے جسے ہم عیدگاہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

عالم اسلام کی یکجائی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اب ضرورت صرف اس کی رہ گئی تھی کہ کوئی ایسی بھی مسجد ہوتی جو ساری دنیا کے خدا کے پرستاروں کو یکجا کر دیتی اور یہ نظام عالمگیر ہونے کا دعویٰ کرتا۔ الحمد اللہ اللہ تعالیٰ نے اس کمی کو بھی پورا کر دیا۔ ان دو مخصوص دنوں میں ایک ایسا دن بھی ہر سال آتا ہے۔ یہ ذی الحجہ کے مہینے اور سنت ابراہیمی علیہ السلام کی یاد تازہ کرنے کا دن ہے۔ جس دن پوری دنیا سے مسلمان دور دراز کی مسافت طے کرتے ہوئے ایک ہی لباس ایک ہیئت میں ایک ہی صدا "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ الخ" بلند کرتے ہوئے ایک ہی جگہ جمع ہوتے ہیں، حرم محترم کی اس طرح قدر کرتے ہوئے کہ شکار کرنے کی جرأت نہ اس کے گھاس کاٹنے کی مجال نہ بدن کی جوں مارنے کی ہمت۔

آپ نے غور کیا یہ اجتماع کہاں ہوتا ہے؟ اور یہ کس ابر کا کرم ہوتا ہے؟ یہ بھی ایک مسجد ہی کا فیض و کرم ہے جس کا نام مسجد حرام ہے، جسے بیت اللہ اور خانہ کعبہ بھی کہتے ہیں۔ "وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا" (بقرہ ۱۳۱)۔ اس اجتماعی نظام سے بڑھ کر کوئی اور نظام ممکن بھی ہے؟ اس نظام کی خوبی یہ ہے کہ اس سے اہل اسلام کی دنیا بھی بنے گی اور دین بھی سنورے گا۔۔۔

اتحاد و اتفاق کی ناقابل تسخیر قوت بھی پیدا ہوگی۔۔۔ عروج و ترقی کا جذبہ بھی لوگوں میں ابھرے گا۔۔۔ مرکزیت و اجتماعیت کی جڑیں مضبوط ہو کر سیاسی قوت کی راہیں پیدا ہوں گی۔۔۔ دوسری طرف یہ بھی اس کی خوبی ہے کہ ایک امام کی پیروی اس نظام کی روح ہے۔ لشکر و فوج کو اپنے امیر و کمانڈر کی اتباع کی تعلیم دی جاتی ہے، دنیا اس شعبہ پر اپنی ساری پونجی اور صلاحیت صرف کرتی ہے لیکن اسے کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔

ادھر دیکھئے کہ نظام مسجد میں امام کی پیروی کا حال یہ ہے کہ دس سال کی عمر سے لے کر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

موت تک اس کی مشق کرائی جاتی ہے کہ اہل اسلام اپنے امیر وامام کی اتباع بغیر کسی جھجک کیسے کریں اور کمال یہ ہے کہ کسی دن ناغہ ہونے کا نام نہیں۔

نظام طاعت ووحدت

اس نظام کی تفصیل یہ ہے کہ مساجد میں دو چیزیں اہم ہیں ایک جماعت کی نماز اور دوسری جماعت میں ایک امام کی لازمی اتباع اور پیروی۔

(۱) اپنے امام کی لازمی اتباع : اسلام نے مقتدی پر اپنے امام کی اتباع کو اس قدر لازم کیا ہے کہ ایک لمحہ کے لیے اتباع سے انحراف کی گنجائش نہیں چھوڑی۔ یہ اتباع صرف سال میں اور ہفتہ میں ایک دوبار نہیں بل کہ روزانہ ضروری قرار دیا اور وہ بھی پانچ بار جس میں ایک وقت کی بھی معافی نہیں۔ اور حیرت یہ ہے کہ وہ مقتدی یہ اتباع از بلوغ تا موت اختیار کرتا ہے۔

(۲) قوم کی شیرازہ بندی اور اس کا اتحاد: اسلام نے جماعت کی نماز کو مشروع کر کے قوم کی اعلی درجہ کی شیرازہ بندی کا نظم فرمایا اور مزید اسبوعیہ جمعہ اور پھر ترقی کر کے سنویہ عیدین کو بھی مشروع فرما کر کوئی رخنہ نہیں چھوڑا تا کہ نا قابل تسخیر قوت اجتماعیت اور قوت اتحاد حاصل ہو۔

قابل توجہ اور قابل غور امر یہ ہے کہ کیا یہ اتباع اور یہ وحدت واتحاد حد نماز تک کے لیے ہے۔ نہیں اور ہر گز نہیں بل کہ اس لیے ہے کہ خارج نماز بھی یہ اتباع اور اتحاد باقی رہے۔ نماز وجماعت دی ہی اس لیے ہے کہ زندگی میں عبدیت واطاعت پیدا ہو اور بے پناہ وحدت واتحاد پیدا ہو۔ خیر القرون کا نظام مسجد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرتین شاہد ہیں کہ وہ اپنے امام ''آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم، کی اس قدر اتباع واطاعت کرتے تھے کہ خارج نماز بھی بال کے برابر انحراف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نہیں کرتے تھے اور آپس کا اتحاد اس قدر مضبوط تھا کہ انصار ومہاجرین کے درمیان مواخات ضرب المثل ہے۔ ہم اپنے مقتدیوں کو ایک لحہ اس نظر سے دیکھیں کہ بے نمازی کو چھوڑ کر پابند نماز شخص میں اطاعت ''خدا ورسول ''واتباع کتنی پیدا ہوئی جب کہ سالہا سال سے نمازی ہے۔

مذکورہ صورتِ حال کے ہوتے ہوئے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ مسجد کے نظام اور منصب امامت سے مقصد ہمہ جہتی معاشرہ کی اصلاح کرنا ہے۔ اگر اس وقت بھی مساجد کے ائمہ حضرات اپنے منصب امامت کو اصلاح کا پلیٹ فارم بنائیں تو اس طرح کی اصلاح سے نہ صرف اصلاح کا کام زیادہ ہوگا۔۔۔اور سہولت سے ہوگا۔۔۔اور جلد بھی۔۔۔

بل کہ ان ہی کے ائمہ ہونے کی وجہ سے '' وَلِکُلِّ قومٍ ھَادٍ''ان کا حق بھی ہوگا اور ذمہ بعتق بھی۔ اور ان ہی میں رہنے سہنے سے وہ اصلاحی جہتوں سے اچھی طرح واقف بھی ہوں گے۔ جس سے اصلاح صحیح بھی ہوگی۔ اور حقیقی اور واقعہ بھی جیسے کہ مثل مشہور ہے'' صَاحِبُ البَیْتِ اَدریٰ بِمَا فِیْہِ''۔

حیرت ہے کہ غیر علماء ''تبلیغی احباب '' بلا منصب ۔ ماشاء اللہ وجزاہم اللہ۔ اصلاح میں نمایاں کردار ادا کریں! اور ائمہ حضرات اپنے اتنے بڑے منصب ''امامت'' کے باوجود اصلاح امت اور اصلاح معاشرہ میں کوئی خاص کرتب نہ دکھائیں۔

خلیفہ کی پالیسی کا اعلان منبروں سے

عہد رسالت اور عہد صحابہؓ کی تاریخ دیکھئے کہ اس وقت اس نظام کو کس قدر قبولیت حاصل تھی، جس سے وہ کتنے کامیاب وبامراد تھے۔ خلاف راشدہ تک بہت ساری باتیں انہی مساجد کے ذریعہ طے پاتی تھیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

- خلیفہ کی پالیسی کا اعلان ان کے منبروں سے ہوتا تھا۔
- گورنروں کے فرائض میں امامت بھی داخل تھی۔
- جمعہ وعیدین کی امامت بھی یہی لوگ کرتے تھے۔
- جہادی سرگرمیوں کی تعلیم بھی مسجدوں میں دی جاتی تھی۔
- اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے قافلے یہی سے اٹھتے تھے۔
- تعلیم وتعلّم کے وفود کی آمدورفت بھی مسجد میں ہوتی تھی۔

خلفائے راشدین نے برابر امامت کی بل کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تو اسی منصب کی ادائیگی میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اپنے تو اپنے غیروں نے بھی ہمارے خلفائے راشدین کے اس منصب/نظام کو بنسبت اسلامی دیگر منصبوں/نظاموں پر ترجیح دی ہے، اور اسے سراہا ہے۔

کیا یہ واقعہ نہیں کہ مسجد کے منبر کو دستوری حکومت کے تخت کی حیثیت حاصل تھی، جہاں سے جمہوری حکومت کی پالیسی کا اعلان ہوتا تھا (اسلام کا نظام مساجد۔ ۳۲)۔

حضرت مولانا ظفیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی مذکورہ کتاب کے ۳۰ صفحات کا خلاصہ ہم نے صرف ۳ یا ۴ صفحات میں پیش کیا ہے اس کتاب کو ائمہ حضرات ضرور پڑھیں۔ گذشتہ بحثوں (مساجد۔۔۔ اسلامی مشن۔۔۔ نظامِ وحدت۔۔۔ منبروں سے اعلان) کو پیش کرنے کا مقصد اس بات کو سمجھانا ہے کہ صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح کے مسجد کے نظام کو قائم کر کے ائمہ مساجد کو نمازوں کی جماعتوں کے ساتھ اس نظام کے سارے تقاضوں کو پورا کرنے پر آمادہ فرمایا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دنیوی امور کی راہ نمائی بھی مساجد سے

احادیث مبارکہ اور سیرت طیبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ نے منصب امامت پر سے اپنی امت کی جس طرح مسجد سے دینی امور کی طرف راہ نمائی فرمائی ہے جو منصب نبوت کا اصل منشا ہے، اس طرح منصب نبوت سے ہٹ کر منصب امامت پر سے مسجد میں دنیوی امور کی طرف بھی حسب ضرورت راہ نمائی فرمائی ہے۔ کیوں کہ اسلام میں چاہے روزمرہ کے کام (عادتیں) ہوں کہ خالص دنیوی امور حسن نیت اور حسن طریقہ سے وہ بھی کسی درجہ میں شعبۂ دین بن جاتے ہیں۔

آپ ﷺ امت کو اس قدر تہذیب سے آراستہ کرنے پر متوجہ اور فکر مند تھے کہ مشرکین اور اہل کتاب کو بھی سخت حیرت تھی! حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض مشرکین نے بطور مزاق کہا کہ عجیب بات ہے کہ تم کو تمہارے نبی ﷺ طریقہ استنجاء بھی سکھاتے ہیں! تو میں نے کہا ہاں۔۔۔(مشکوۃ ۴۴)۔ حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ کے پاس ڈھال تھی جس کو (بطور حجاب زمین پر) رکھا اور پھر اس کی طرف رخ فرما کر آپ نے بیٹھ کر پیشاب فرمایا تو اہل کتاب کے ایک شخص نے کہا دیکھو یہ (نبی ﷺ) عورتوں کی طرح بیٹھ کر پیشاب کرتے ہیں (مشکوۃ ۴۴)۔ آپ نے ملاحظہ کیا کہ غیروں کو بھی سخت تعجب تھا۔

ہم ذیل میں دنیوی امور پر امت کے حق میں آپ ﷺ کی توجہ مبذول کرانے کی چند مثالیں سیرت طیبہ سے پیش کرتے ہیں، جن سے ہمیں یہ درس عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ جب آپ ﷺ نے منصب امامت پر سے ''دنیوی'' فوائد پر بھی توجہ مبذول کرائی ہے تو ہم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ائمہ کو ”دینی“ امور کی طرف توجہ دلانے کا کس قدر اہتمام کرنا چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی طویل روایت ہے ہم مختصراً پیش کرتے ہیں۔ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ سوال کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تمہارے گھر میں کچھ ہے؟ تو اس نے کہا ایک چادر ہے اور ایک پیالہ ہے آپ نے ان کو منگا کر دو درہم میں بیچ کر سائل سے کہا یہ ایک درہم کا کھانے کا سامان خرید کر گھر والوں کو دیدو اور ایک درہم سے کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ وہ شخص کلہاڑی لے کر آیا تو آپ نے اس میں لکڑی لگا کر فرمایا اس سے لکڑیاں کاٹ کاٹ کر بیچتے رہو اور پندرہ روز کے بعد مجھے ملو، وہ شخص دس درہم کما کر لایا جن سے کچھ کپڑے اور غلہ خریدا۔ تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ صورت حال بہتر ہے بنسبت پہلی صورت کے کہ جس میں تم لوگوں سے سوال کرتے جس کی وجہ سے تم قیامت کے دن اس حالت میں آتے کے تمہارے چہرے پر سوال کا اور رسوائی کا نشان ہو (مشکوۃ ۱۶۳)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو جو کاہل وسست بن کر بیٹھے رہتے، نہ دین کا کام کرتے نہ دنیا کا اور مسجد میں ڈیرہ لگا لیتے یوں کہہ کر ڈانٹتے ”اُخْرُجُوْا وَاطْلُبُوْا الرِّزْقَ فَاِنَّ السَّمَاءَ لَا تُمْطِرُ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً“ (بیٹھے مت رہو) جاؤ روزی حاصل کرو (کیوں کہ بغیر کوشش کے) تمہارے لیے آسمان سے سونا اور چاندی اتارے نہیں جائیں گے (لا تحزن ۲۵۳)۔

روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت سے پوچھتے اس کا پیشہ کیا ہے؟ جب لوگ کہتے کچھ نہیں ہے تو وہ شخص میری نگاہ سے گر جاتا ”هَلْ لَهُ حِرْفَةٌ... ؟ فَاِنْ قَالُوْا لَا قَالَ سَقَطَ مِنْ عَيْنِيْ“ (الجامع لاخلاق الراوی ۱/۹۸)۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اپنے اہل وعیال پر کچھ خرچ کرتا ہے اور اس میں ثواب کی توقع رکھتا ہے تو یہ خرچ اس کے حق میں (مقبول) صدقہ ہو جاتا ہے (مشکوۃ ۱۷۰)۔ آپ نے پہلے واقعہ میں پڑھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

غریب اور نادار شخص کو کمائی پر لگا کر دنیوی ترقی پر ڈالا۔ اور دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ بیوی بچوں کو کھلانا بھی ایک باعث اجر وثواب عمل ہے حالاں کہ تمام دنیا والوں کے نزدیک شوہر پر بیوی بچوں کا پالنا ضروری ہے جس میں ثواب کا کوئی تصور نہیں۔

(۱) روایت میں بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کو کہا گیا ہے اور اس کا فائدہ یہ بیان کیا ہے کہ جن (وشیاطین) تمہارے ستر کو دیکھنے نہیں پائیں گے (مشکوٰۃ ۴۳)۔

روایت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کسی (جانور کے) سوراخ میں پیشاب نہ کرے (مشکوٰۃ ۴۳)۔

(۲) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا کہ پھر وہیں نہائے یا وضو کرے کیوں کہ اس سے اکثر وسوسے پیدا ہوتے ہیں (مشکوٰۃ ۴۳)۔

(۳) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام راستوں پر اور درختوں وغیرہ کے سایوں میں بول و براز کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ کیوں کہ لوگوں کی راحت میں خلل ڈالنے سے لوگ ایسے شخص پر لعنت کریں گے (مشکوٰۃ ۴۳)۔

(۴) اسی طرح دھوپ سے گرم شدہ پانی سے غسل کرنے سے منع فرمایا کیوں کہ اس سے برص کی بیماری پیدا ہونے کا خطرہ ہے (مشکوٰۃ ۵۲)۔

آپ نے ان مختلف روایتوں کو ملاحظہ فرمایا جن سے معلوم ہو رہا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو دنیوی نقصانات سے بچنے کی تدبیریں بتائیں۔ مثلاً: جن وشیاطین کے اثرات سے، برص سے اور لوگوں کی لعن طعن اور گالیوں وغیرہ سے۔ اس طرح کی اور بھی روایتیں موجود ہیں لیکن ہم نے اختصار سے کام لیا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصہ یہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی نہ صرف دینی فکر فرمائی ہے بل کہ دنیوی فوائد کے حصول اوران کی مضرتوں سے حفاظت کی بھی فکر فرمائی ہے۔جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہے تو آپ کے نائبین علماء (ائمہ) کو بھی چاہیے کہ وہ نمازوں کے علاوہ نمازیوں کی دین کے تمام شعبوں میں فکر رکھیں۔اوران کو منکرات ومعاصی سے بچانے اور معروفات پر کھڑا کرنے کی فکر کریں۔

حتی کہ آپ ائمہ مریضوں اور پریشان حال لوگوں کا سہارا بنیں۔کیوں کہ مختلف امراض پر صبر اور پریشانیوں کے سہنے کے فضائل پر مستقل احادیث وارد ہیں۔لہٰذا وہ سنائیں ہم ان کو بیان کرنے سے معذور ہیں آپ دوسری کتابوں سے معلوم کر کے آپ مسلمانوں کی پریشانیوں میں ہاتھ بٹائیں،ان کو ان فضائل کے ذریعہ خدا سے قریب کریں،ان میں حسن ظن پیدا کریں۔بہت سے لوگ بچارے مایوسی اور لاچاری میں زندگی کاٹتے ہیں،بندہ کو اس کا بارہا تجربہ ہوا ہے ہم چوں کہ اس سے بھی اہم چیز کو بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں اس لیے وہ آپ کے معلوم کرنے پر چھوڑ دیتے ہیں۔

جن وشیاطین سے بچنے کی تدابیر

مذکورہ پریشان حال لوگوں میں کچھ ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جن کے بارے میں معاشرہ میں یہ مشہور ہوجاتا ہے کہ فلاں مرد یا فلاں عورت کو جن کا اثر ہے یا اس پر کسی نے جادو کر رکھا ہے یا بھوت پریت کا اثر ہے یہ شہرت کسی عامل کے بتانے پر ہی ہوتی ہے۔لہٰذا ائمہ حضرات خود بھی اور ایسے پائے جانے والے مریضوں کو بھی بہادر بنائیں۔جس کا راستہ یہ ہے کہ اندر کے ایمان ویقین کو مضبوط بنائیں۔

اوراس کے لیے حضرت جی مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ جامع ملفوظ سنائیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت فرماتے تھے کہ مخلوقات سے ڈرنا ایسا ہی ہے جیسا مشرکین مکہ کا اپنے (پتھر کے) بتوں سے۔ ایٹم سے ڈرنا ایسا ہے جیسا مشرکین کا اپنے بتوں سے، ایٹم اور ایٹم والوں کی گردنیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں ان سے وہ ہوگا جو اللہ چاہے گا۔ اور یہ بتائیں کہ جن وشیاطین اور جادو یہ سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، ان سے بھی وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کا یقین بٹھائیں اور اللہ سے ڈرنا سکھائیں کیوں کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اس سے ساری مخلوق ڈرتی ہے حدیث شریف میں ہے ''مَنْ هَابَ اللهَ هَابَه كُلُّ شَيْءٍ'' ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سماوی وارضی کسی مخلوق سے بھی نہیں ڈرے، چاہے جنگل کے درندے ہوں کہ سانپ وبچھو اور موذی جانور۔ عقبہ بن نافع رحمہ اللہ تعالیٰ فتح افریقہ کے موقع پر کہنے لگے ''اے سانپو اور درندو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں سو تم یہاں سے چلے جاؤ اس کو ہمارے رہنے کے لیے خالی کر جاؤ اگر اس کے بعد ہم کسی کو پائیں گے تو اسے قتل کر دیں گے'' اَيَّتُهَا الْحَيَّاتُ وَالسِّبَاعُ إِنَّا أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِرْحَلُوْا عَنَّا فَإِنَّا نَازِلُوْنَ وَمَنْ وَّجَدْنَاهُ بَعْدَ ذٰلِكَ قَتَلْنَاهُ '' (الكامل لابن الاثير ٣/٤٠٧ ولاية عقبة بن نافع)۔ چناں چہ سارے جانور چل دیئے اس کو دیکھ کر دشمن قوم ''قوم بربر'' کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا واقعہ ہے کہ ان کے پاس خلیفہ متوکل کی طرف سے ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ امیر المومنین کے گھر میں ایک لڑکی پر جن کا اثر ہے میں علاج ودعا کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکڑی کے بنے جوتے دیئے اور فرمایا اس لڑکی کے سرہانے بیٹھ کر جن سے کہنا ''يَقُوْلُ لَكَ أَحْمَدُ أَيُّمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ تَخْرُجُ مِنْ هٰذِهِ الْجَارِيَةِ أَوْ أَصْفَعُ الْآخر بِهٰذِهِ النَّعْلِ... '' ''تجھے احمد کہتا ہے دو چیزوں میں سے ایک

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چیز پسند کر یا تو اس لڑکی سے نکل جا اور پریشان کرنا چھوڑ ورنہ جوتے کھانے کے لیے تیار ہو جا" چناں چہ اس آدمی نے ایسا ہی کیا تو جن اس لڑکی کی زبان میں کہنے لگا "اَلسَّمْعَ وَالطَّاعَةَ" کہ میں احمد کی بات مانتا ہوں اگر وہ ہمیں حکم دیں کہ اس پورے جزیرۂ عراق سے نکل جاؤ تو ہم عراق سے بھی نکل جائیں گے کیوں کہ احمدؒ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اس کی اطاعت کرے تو پھر ہر چیز اس کی اطاعت کرتی ہے اور اس سے ڈرتی ہے (ھکذا فی تحفۃ الائمۃ ص ۱۳۶ از طبقات الحنابلۃ ۱/۲۳۳)۔

لہٰذا ائمہ حضرات ان کو چند کام بتائیں: (۱) توبہ واستغفار کرائیں۔ (۲) اللہ تبارک وتعالیٰ کا یقین دلوں میں جمائیں۔ جس کی علامت یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے تمام اوامر کو اچھی طرح بجالائیں۔ (۳) صدقہ کی ترغیب دیں۔ (۴) ذہن سے جن کا وہم نکالنے کی خوب کوشش کریں اور ذیل کے وظیفے معانی کے استحضار کے ساتھ پڑھا کریں۔

۱۔معوذتین ۲۔سورۃ بقرۃ ۳۔پانچ سو مرتبہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ۔ ۴۔پانچ سو مرتبہ "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل" ۵۔پانچ سو مرتبہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ ۶۔یہ دُعا بھی پڑھا کرے اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَيْسَ شَيْءٌ اَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَمِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ۔ (مشکوٰۃ ۲۱۸)۔ یہ بہت اہم دعاء ہے حضرت کعب احبار یہودی تھے وہ مسلمان ہو گئے تو فرماتے ہیں اگر میں ان کلمات کو نہ پڑھتا تو یہود دشمنی سے مجھے گدھا بنا دیتے۔ ۷۔پھر دعا مانگے۔

ان علاجوں سے ایک اہم فائدہ یہ حاصل ہوگا کہ خود میں اللہ تعالیٰ کی ذات کا یقین پیدا ہوگا اور اللہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تعالیٰ سے مانگنے والا بنے گا جو شریعت کا مقصود ہے جس کے نتیجہ میں پریشانی سے خلاصی بھی حاصل ہوگی ان شاء اللہ۔

صاحب تحفۃ الائمۃ دامت برکاتہم فرماتے ہیں: آج آدمی کو نہ فرائض کا اہتمام نہ حرام سے اجتناب بل کہ نہ خدا پر یقین جب کوئی پریشانی آتی ہے تو کسی عامل کی تلاش وجستجو میں لگ جاتا ہے۔ خدا نماز روزہ کرنے کو کہے، جھوٹ حرام کمائی سے روکے تو کوئی توجہ نہیں لیکن عامل جو کہے وہ سب کچھ ماننے پر تیار۔ اور اگر تعویذ دھاگے سے بھی کام نہ بنے تو پھر پیر ولی کی تلاش ان کی اپنے گھر دعوت بھی کرے گا۔ اپنی سواری بھی پیش کرے گا یہ سب رشوتیں جتا کر کہے گا۔ حضرت ایک پریشانی ہے اب حضرت نے کچھ وظیفہ دیا کہ اتنے ہزار اتنی دفعہ اس کو پڑھ لیا کرو۔

آپ اہل علم ہیں کیا اس طرح پڑھ لینے سے مسئلہ کا حل نکل آئے گا جب کہ حرام کی کمائی پیٹ میں جارہی ہے، بیوی کو تنگ کر رکھا ہے، پڑوسی لوگ اس کی شرارت سے غیر محفوظ ہیں، والدین ناراض ہیں، نمازیں ادا نہیں کرتا ان سب سے بڑھ کر دلوں کا رخ خالق سے ہٹ کر مخلوق کی طرف ہے، کبھی ایمان و یقین کی بات بھی کانوں میں نہیں پڑتی۔ اب بتائیں ان وظیفوں سے کیسے مسئلہ حل ہوگا؟۔ لہٰذا ان مقتدیوں پر رحم کھائیں ان کو دین وایمان پر کھڑا کریں ان شاء اللہ سارے مسئلے حل ہو کر رہ جائیں گے۔

مولانا قاضی اطہر مبارکپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مدینہ منورہ کے اہل علم نہ صرف دینی امور میں مرجع تھے بل کہ دنیوی امور میں بھی مرجع تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اصحاب شوریٰ کے علاوہ ہر طبقہ کے علماء وقراء کو اپنی مجلس میں بلا کر اہم امور میں مشورہ لیتے تھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صحابہ کرام کے بعد اہل علم خلافت وامارت کے امور ومعاملات میں حکم وفیصل تھے اور امراء عمال ان سے ہر بات میں مشورہ لیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمال وامراء ''معاذ، عثمان، ابوزید، خالد، علی، ابوعبیدہ'' وغیرہ اپنے اپنے مقام کے معلم وامام تھے اور مسلمانوں کے جملہ امور ان کے سپرد تھے۔ (خیر القرون کی درسگاہیں ۲۴۹، ۱۲)۔ لہٰذا آپ کو بھی اقامت جماعت وجمعہ کے ساتھ مسلمانوں کے جملہ امور کی فکر کرنی چاہیے۔

زبانی جملوں کی اصلاح بھی

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلاحی توجہ پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی امت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اصلاح اس حد تک فرمائی ہے کہ عام بول چال اور زبانی غلط جملوں کا پوسٹ مارٹم (اصلاح) بھی کیا ہے اور اصطلاح شرع کی حفاظت بھی کرائی ہے۔
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گنوار لوگ تمہارے (نماز) مغرب کے نام پر غالب نہ آجائیں جس کو وہ لوگ (قبل اسلام) عشا (اول) کہتے (نام رکھتے) تھے، اور وہ لوگ تمہارے (نماز) عشا کے نام پر غالب نہ آجائیں جس کو کتاب اللہ (قرآن شریف) میں عشا کہا گیا ہے (مشکوۃ ۶۲)۔ یعنی زمانۂ جاہلیت میں یا ابتداء اسلام میں لوگ مغرب کی نماز کو عشاء اول اور عشا کو عتمہ کہتے تھے تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہلیتی اس اثر کے باقی رہنے کو بھی ناپسند فرمایا اور ہدایت دیدی کہ تم لوگ اس طرح نام نہ لینا بل کہ مغرب اور عشا نام لینا۔

اس طرح کی اصلاح خود قرآن کریم کی راہ نمائی سے بھی معلوم ہوتی ہے جس کو ائمہ جانتے ہیں مثلاً قرآن کا ارشاد ہے ''یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

’’ (بقرہ ۱۰۴)۔اے ایمان والو راعنا (ہماری رعایت کیجئے) نہ کہو (بل کہ) انظرنا کہو اور برابر سنا کرو۔آیت کا شان نزول آپ دیکھ لیں۔ یہاں صرف اتنی بات عرض ہے کہ لفظ ’’راعنا‘‘ کہنے کی ممانعت ہے اور لفظ ’’انظرنا‘‘ کہنے کی ہدایت ہے۔کیوں کہ راعنا سے اہل کتاب راعینا بول کر دوسرا معنی (اے ہمارے چرواہے) مراد لیتے تھے۔

حدیث بالا کی تدریس میں راقم نے طلبہ کو دو مثالیں بتلائی تھیں وہ پیش کرتا ہوں تا کہ ائمہ کی توجہ اس طرح کے عوامی جملوں کی طرف ہو تو ان کی اصلاح کی جاسکے۔ ہمارے یہاں گجرات سورت راندیر ہی میں غیر مسلم طبقہ کا ایک بڑا محلہ ہے جس کا نام ’’ہنومان‘‘ ٹیکری ہے ،جس میں چند مسلمانوں کے مکانات بھی ہیں۔تبلیغی حضرات وہاں ایک گھر میں ہفتہ کا گشت اور نماز باجماعت ادا کر کے دینی بات کرتے ہیں، جب کارگزاری وغیرہ میں اس محلہ کا نام لیتے ہیں تو ’’نعمان‘‘ ٹیکری کہتے ہیں۔ بندے نے جب سنا تو بڑی حیرت ہوئی کہ عوام ہیں لیکن کس قدر اصلاح کی فکر ہے سبحان اللہ کیسی دور اندیشی ہے۔

دوسری مثال، راقم نے کئی حضرات کو بازاروں میں جب استنجاء کی ضرورت ہوتی ہے تو ایک دوسرے کو یہ کہتے ہوئے سنا اور ان کو متنبہ کیا کہ ’’میں مسجد میں پیشاب سے فارغ ہو کر آتا ہوں‘‘ اگر چہ مراد مسجد کے احاطہ کے پیشاب خانوں میں پیشاب کرنا ہوتا ہے،لیکن ظاہری جملہ قابل اصلاح ہے۔

ایک مرتبہ سورت کے تبلیغی مرکز رانی تلاو مسجد کے ہفتہ واری اجتماع میں راقم شریک تھا، مرکز حضرت نظام الدین دہلی سے حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دیولوی دامت برکاتہم تشریف لائے تھے جب بیان و تشکیل اور دعا ختم ہوئے تو ایک ساتھی نے کہا ’’بھائی مولانا کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جانے کے لیے راستہ کرو"، تو حضرت مولانا نے کھڑے کھڑے اصلاح فرمائی کہ "مسجد میں راستہ نہیں ہوتا یوں کہو دائیں بائیں ہو جاؤ"۔ یعنی بازاروں کی طرح مسجد کو راستہ نہیں بنایا جاتا۔

تَنَبُّه: اس راہ نمائی کے تحت ذکر کردہ بحثوں سے اندازہ کیجیے کہ امت کس کس جہت سے اصلاح کی محتاج ہے۔ احساس ضرورت کے بعد آپ پوری فکر کے ساتھ مقتدیوں کی اصلاح فرمائیں۔ اور اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ "ہفتے میں دو بار" کسی ایک نماز کے بعد آپ کھڑے ہو کر اس کی اچھی تمہیدی گفتگو کے بعد حکمت و نرمی اور ترغیب و مثبت انداز سے ایک ایک چیز سوچ سمجھ کر پیش کریں اور منکرات سے بچا کر معروفات پر کھڑا کریں۔ کام کا طریقہ حصہ دوم میں مذکور ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب آسان فرمائیں۔ آمین

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلَى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ



{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فصل دوم: منصب امامت، اس کے اہداف و کردار

منصب امامت تمام منصبوں سے بلند ہے

دین اسلام میں جتنی عبادتیں ہیں ان میں سب سے افضل عبادت نماز ہے۔ نماز تمام اعمالِ اسلامیہ کا معجون مرکب ہے۔ جس میں تمام عبادتوں کی کچھ نہ کچھ جھلک ضرور ہے۔ نماز وہ عبادت ہے جسے عطا کرنے کے لیے اللہ جل شانہ نے اپنے بندے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج میں اپنے پاس بلایا، اور اس کی باقاعدہ تعلیم کے لیے سید الملائکہ حضرت جبرئیل امین کو نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا، انہوں نے باقاعدہ امامت کے ذریعہ نماز کی پوری تعلیم دی۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تادم حیات اس منصب کو سنبھالا اور دنیا سے رخصت ہونے کے وقت منصب امامت کے لیے ایک ایسی جامع شخصیت کا انتخاب فرمایا جو نہ صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بل کہ انبیاء ورسل علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں افضل ہے یعنی صدیق اکبرؓ۔ تمام خلفائے راشدین نے خلافت کے فرائض کے ساتھ امامت کے منصب کو بھی سنبھالا بل کہ ان کے دور میں جو بھی گورنر بنایا گیا اس نے بھی اس کے ساتھ منصب امامت کو ضرور سنبھالا۔ اس سے اندازہ ہوا کہ منصب امامت ایک عظیم منصب ہے۔

لہٰذا ائمہ حضرات کو اپنے اس عالی منصب سے واقف ہو کر اس کے تقاضوں کو بکمالہ پورے کرنے چاہئیں اور انہیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ وہ دین کے خادم ہیں اور یہ تصور کبھی نہیں ہونا چاہیے کہ وہ ایک تنخواہ دار ملازم ہیں۔ (مسائل امامت سے بحث ان شاء اللہ جزء ثالث یا رابع میں ہوگی)۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

منصب امامت تقسیم کی زد میں

منصب امامت کی عظمت کا ستارہ مسلمانوں کی سنہری تاریخ میں ایک طویل عرصے تک چمکتا رہا، لیکن زمانہ خیر القرون کے بعد جب سیاست، حکومت، تعلیم، تذکیہ، تبلیغ، افتاء، قضاء اور امامت وغیرہ کے سارے شعبے تقسیم کی زد میں آگیے تو امامت کی عظمت کا ستارہ بے نور ہو کر رہ گیا اور وہ منصب صرف اقامت جماعت میں سمٹ کر محدود ہو کر رہ گیا۔

پھر وہ ایک زمانہ تک شعبہ حکومت کے تابع ہو کر اس کے ماتحت محسوب ہونے لگا (جیسا دور حاضر میں مملکت سعودیہ وغیرہ کے یہاں ہے) یا تو وہ غیر اسلامی سلطنتوں میں معاشروں اور اس کے نمائندگان کے حوالے ہو گیا (جیسا دور حاضر میں ملک ہندوغیرہ میں ہے) بہر حال منصب امامت کو اب بھی دوبارہ اس پر لوٹانے کی فکر وکوشش ضرور کرنی چاہیے، پچھلی صدیوں میں اس کی فکر وکوشش چھوٹ جانے سے نہ تو اس کی ضرورت ختم ہوتی ہے نہ تو اس کا انکار مناسب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی تمنا فرما رہے ہیں کہ منصب امامت کو ''زمانہ خیر القرون کے نہج منصب امامت'' پر لایا جائے جیسا کہ گذشتہ اوراق میں آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے۔

اس کتاب کی یہی سعادت مندی ہے کہ اس کے ذریعہ اس کی کوشش کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے، حقیقت میں اصلاح حال ''امت ومعاشرہ'' میں بڑی ہی خیر کا ذریعہ ہوگی۔ ان شاء اللہ۔ مزید تفصیل منصب امامت اور احساس کہتری میں ملاحظہ ہو صفحہ ۸۴ پر۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

منصب امامت منصب خلافت بھی ہے!

ہم کیا جانیں کہ منصب امامت کتنا عظیم منصب ہے! اسلام کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے اور جو زمانۂ خیر القرون میں اس منصب پر فائز رہا ان سے پوچھئے وہ اس کی عظمت اور اس کی شان وشوکت بتائیں گے، بل کہ اس کے بعد کے محدثین عظام اور مصنفین رحہم اللہ تعالیٰ بھی بتائیں گے۔ یہ رہے علامہ طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ جنہوں نے منصب امامت کی عظمت پر قلم توڑ دیا اور یہ فرما کر ائمہ مساجد اور مابعد والوں کو حیرت میں ڈال دیا کہ ''منصب امامت پر فائز ہونا درحقیقت منصب خلاف پر فائز ہونا ہے کیوں کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز میں نیابت ہے'' قَالَ الطِّيبِيُّ طَابَ اللهُ ثَرَاهُ: وَالْإِمَامُ خَلِيفَةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ '' (مرقات شرح مشکوۃ ۲/ ۱٦۵)۔

اللہ اکبر کتنا عظیم منصب ہے!! اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ ہمارے گجرات کے جید مفتی، حضرت مفتی عبدالرحیم صاحب لاجپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی تقریباً یہی بات ارشاد فرمائی ہے، فرمایا! ''اسلام میں منصب امامت کی بڑی ہی اہمیت ہے، یہ مصلیٰ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مصلیٰ ہے، اور امام نائب رسول ہوتا ہے۔ صاحب مرقات رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے ''اَلْإِمَامُ خَلِيفَةُ رَسولِ اللهِ ﷺ وَالمُوَذِّنُ خَلِيفَةُ بِلَالٍ' (مرقات ۲/ ۱٦٦)۔

بل کہ امامت من وجہ خلافت سے بھی افضل ہے!!!

غور تو کیجئے کیا منصب امامت کی عظمت کی کوئی حد ونہایت بھی ہے!!! اوپر کہا تھا کہ منصب امامت منصب خلافت بھی ہے، یہاں مدعیٰ ہے کہ وہ من وجہ خلافت سے بھی افضل ہے، اور یہ دعوئ محض نہیں یہ دعوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک زریں قول کی روشنی میں کیا جارہا ہے (جن کا قول بلا تامل حجت ہے وہ حدیث ہے وہ خبر ہے وہ اثر ہے) جوانہوں نے حضرت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تعیین پر اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز میں امامت کرنے کا حکم فرمایا تھا : ''رَضِیَهُ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِدِیْنِنَا اَفَلَا نَرْضَاهُ لِدُنْیَانَا'' (مرقات ۹۶/۳)۔ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کو ہمارے دین (کی پیشوائی یعنی نماز کی امامت) کے لیے پسند فرمایا تو کیا ہم انہیں اپنی دنیا (کی پیشوائی یعنی خلافت) کے لیے پسند نہ کریں۔ صحابہ کرامؓ کے اس جملہ (جس میں اعلیٰ منصب سے ادنی پر استدلال کیا ہے) سے معلوم ہوا کہ بعض وجوہ سے امامت صلوٰۃ کا منصب امارت وخلافت کے منصب سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ [1]

اس میں صاف اشارہ ہے آپ ائمہ حضرات کی ذمے داریوں کی طرف، کیوں کہ آپ خلیفہ اور امیر کا مطلب بخوبی جانتے ہیں، اس کا مطلب صرف یہ نہیں کہ وہ اس منصب ومسند پر جلوہ افروز ہو کر صرف نام کمالے اور لوگوں کا تفریحاً نظارہ کرتا رہے، بس اس طرح امام کا مطلب بھی صرف یہ نہیں کہ نمازیں پڑھا کر فارغ ہو جائے اور پانچ بار صرف مصلے پر حاضری دے لے۔

کیا امام صرف نمازوں میں ہی ضامن ہے؟

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو بوجہ خاتم نبوت ''جوامع الکلم'' عطا ہوئے ہیں لیکن انہیں چھوڑ کر بھی آپ کی زبان مبارک کا ہر جملہ اور جملے کا ہر کلمہ اور کلمے کا ہر ہر لفظ بھی جامعیت ومعنویت کا ترجمان ہے جس میں فصاحت وبلاغت اور علوم ومعارف کے دریا بہتے نظر آتے ہیں کیوں کہ یہ بھی وحی خفی اور وحی غیر متلو ہے'' وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ''۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء شریعت رحمہم اللہ تعالیٰ حدیث مبارکہ کے ایک ہی لفظ پر مختلف مفاہیم ومعانی کا کرتب دکھاتے ہیں۔ آپ کو حیرت ہوگی بعض علماء کے اس قول سے جسے صاحب

---

[1] اور اس جہت سے بھی امامت افضل ہے کہ وہ صرف دینی نیابت ہے، جب کہ خلافت صرف دینی نیابت نہیں بل کہ دینی و دنیوی نیابت ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مرقات رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک حدیث شریف ''اُنزِلَ القران علٰی سبعۃِ احرفٍ لِکُلِّ ایۃٍ مِنْہَا ظھرٌ وبطنٌ۔۔۔(مشکوٰۃ ۳۵) کے تحت نقل کیا ہے،

قال بعض العلماء : لِکُلِّ ایۃٍ سِتُّونَ اَلفَ فَھمٍ۔ حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''لَوْ شِئْتُ اَنْ اُوَقِّرَ سَبْعِیْنَ بَعِیْرًا مِنْ تفْسِیْرِ الْقرآنِ لَفَعَلْتُ '' (مرقات ۲۹۶/۱) نقل کا مقصد یہ بتانا ہے کہ الفاظ نصوص بہت سے معانی کے محتمل ہوتے ہیں۔ نیز شراح حدیث نے ایک مطلب یہ بھی تو بیان کیا ہے کہ امام مقتدیوں اور ان کے رب کے درمیان دعا میں سفارتی کام انجام دے رہا ہے'' وَیَتَعَھَّدُ لِلسَّفَارۃِ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ رَبِّھِمْ فِی الدُّعَا '' (مرقات ۱۶۶/۲) دعا کا عام اطلاق عرفاً خارج نماز پر ہوتا ہے۔

مذکورہ تمہیدی روشنی میں جامع مذاہب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کو حل کیجیے اور پرکھیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا ہے'' اَلاِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ '' (مشکوٰۃ ۶۵)۔ اس کا ایک مفہوم یہ لیا جائے کہ امام اپنے مقتدیوں کی نماز کا ہی ضامن ہے۔ اور دوسرا مطلب یہ لیا جائے کہ امام اپنے مقتدیوں کی نماز کا بطور خاص۔۔۔ اور نمازوں کے علاوہ ان کی دینی تعلیم وتربیت کا بھی بطور عام۔۔۔ ضامن وذمے دار ہے تو اس دوسرے مطلب میں جامعیت ومعنویت زیادہ بھی ہوگی اور واضح بھی اور مقصود کے لیے مفید بھی۔ اور یہ مطلب پہلے مطلب کے معارض بھی نہ ہوگا کیوں کہ اس کی نفی نہیں ہے، اور نہ یہ مفہوم، محدثین واسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ مفہوم سے معارض ہوگا کیوں کہ ان کے زمانے میں تو امام واقعۃً بھی مقتدیوں کی دینی تعلیم وتربیت کا ضامن ''عملاً'' ہوتا ہی تھا۔

اس پوری وکالت کا مقصد ائمہ حضرات کو یہ بتانا ہے کہ وہ نمازیوں کی خارج نماز بھی تعلیم وتربیت کے ذمہ دار ہیں لہٰذا ان کو چاہیے کہ وہ اس کی فکر کریں اور ان کی ہر لحاظ سے اصلاح

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی فکروکوشش کریں وہ اس کونماز کی طرح اپنی ذمہ داری سمجھیں اور خدارا اس کو بجالائیں۔(مزید ملاحظہ ہوا گرشکوہ ہے مصروفیات کا تو)۔

فقیہ عصر علوم اسلامیہ کے ترجمان **حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب** دامت برکاتہم نے ائمہ مساجد وعلماء کے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا [۱]: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الامام ضامن کہ امام ضامن ہے، اب لوگوں نے اس حدیث کو نماز تک محدود کردیا کہ امام کی نماز درست ہونے پر باقی مقتدی کی نماز درست ہوجاتی ہے، یہ بات درست ہے، مگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں یہ بات کیوں نہ تلاش کریں کہ امام اپنے مصلیوں اور مقتدیوں کی پوری زندگی کا ضامن ہے، وہ اس بات کے بھی ضامن ہوں کہ اس کے مقتدی کسب حلال کریں، اس کی خاندانی وعائلی زندگی صحیح ہو، وہ ان کی معیشت کا بھی خیال رکھیں۔ چنانچہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مسلمانوں کے نماز پڑھنے کے لیے مدینہ المنورہ میں مسجد کی بنیاد رکھی، علم حاصل کرنے کے لیے صفہ کی بنیاد رکھی وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی معیشت کے سدھار کے لیے سوق المدینہ، مدینہ مارکیٹ بھی بنوایا تھا، پھر آپ اس مارکیٹ کا انسپیکشن (معاینہ) بھی فرماتے تھے۔

اور **حضرت مولانا اسرالحق صاحب** دامت برکاتہم نے خطاب کرتے فرمایا: اسلام اور مسلم معاشرے میں امامت ایک معزز منصب رہا ہے اور اس پر فائز رہنے والے لوگوں کو عام

[۱] جب کوئی صدق دل سے کسی کام کو لے کر اٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مدد فرماتے ہیں۔ حضرت نے یہ خطاب گجرات کے وسا میں کیا تھا۔ جب کہ ''نہج الائمۃ فی اصلاح الامۃ'' کا مسودۃ تقاریظ کے مرحلے سے گزر رہا تھا یہ مضمون میری تائید کے لیے بہتر تھا تو اسے کتاب میں شامل کرلیا حضرت کا یہ مضمون رسالہ (اذان ھند ۹) فروری میں طبع ہوا ہے۔ اسی میں حضرت مولانا اسرارالحق صاحب قاسمی دامت برکاتہم کا بھی خطاب ہوا تھا اسے بھی شامل کیا گیا ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وخاص ہر طبقے میں احترام اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا ہے۔ جب دنیا کے بیشتر خطوں میں سیاسی وسماجی اور تہذیبی وعلمی اعتبار سے مسلمانوں کا غلبہ تھا اور مسلم تہذیب دنیا کی مقبول ترین تہذیب تھی، اس وقت امام کا مرتبہ اس اعتبار سے غیر معمولی تھا کہ وہ نہ صرف پنج وقتہ، جمعہ وعیدین اور جنازے کی نمازوں میں مسلمانوں کے پیشوا ہوتے تھے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ لوگ اپنے روزمرہ کے مسائل ومشکلات کے حل کے لیے بھی انہی سے رجوع کیا کرتے تھے۔ ماضی میں دین ودنیا کے کئی اہم کارنامے انجام دینے والے بے شمار اشخاص مساجد کے منبروں سے ہی وابستہ تھے۔ اسلامی کتب خانے کا اچھا خاصا حصہ ائمہ کی علمی وفکری قابلیتوں کی منہ بولتی تصویر ہے۔ ان کی اہمیت وبرتری اور فضلیت کو دراصل اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے قول وعمل کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں بٹھایا تھا۔ ایک موقع پر اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”امام اس لیے بنائے گئے ہیں کہ ان کی اقتدا کی جائے“۔

اس کا ایک ظاہری مطلب یہ ہے کہ نماز کے دوران اماموں کی اقتدا کرنی چاہیے اور ان کے عمل کے مطابق عمل کیا جائے تاکہ ہماری نماز درست اور مکمل ہوسکے۔ لیکن ایک مطلب اس کا یہ بھی ہے کہ معاشرے میں امام کے منصب کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے اچھے اور اعلیٰ اخلاق وکردار کو اپنایا جائے اور اس سلسلے میں بھی انہیں اپنا راہنما بنایا جائے۔ نبی اکرم ﷺ پوری زندگی مسجد نبوی کے امام وخطیب رہے اور مسلمانوں کو دی جانے والی تمام تر تعلیمات مسجدوں کے ذریعے ہی پایۂ تکمیل کو پہنچتی تھیں۔ چاہے معاشرتی مسائل ہوں یا اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے نکلنے کی تدبیریں، چاہے تعلیم وتعلم ہو یا دیگر امور سب امام یعنی نبی پاک ﷺ کے ذریعے ہی لوگوں تک پہنچتے تھے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ایک گذارش ائمہ کرام سے بھی ہے کہ وہ معاشرے میں اپنے مقام ومرتبے سے باخبر رہیں، وہ صرف نمازوں کے امام نہیں ہیں بلکہ ان کے اعمال واخلاق اور کردار کا اثر دوسرے لوگوں پر بھی پڑتا ہے۔آپ کوئی ایسا عمل نہ کریں جو آپ کی شان اور مرتبے کے خلاف ہو، صرف نماز پڑھادینا ہی آپ کی ذمے داری نہیں ہے بلکہ لوگوں کے اعمال وعقائد کی اصلاح کا ذمہ بھی شریعت نے آپ کے اوپر رکھا ہے، مسلمانوں کی اخلاقی وعملی بدکرداری کے خاتمے میں ائمہ کرام اہم کردار ادا کرسکتے ہیں اور ان سے یہ مطلوب بھی ہے۔یہ حقیقت ہر وقت ذہن میں رہنا چاہیے کہ جو منصب یا مقام جتنا اہم اور عظیم ہوتا ہے، اس کی ذمہ داریاں بھی اسی قدر اہم ہوتی ہیں۔جہاں آپ کے اچھے اور عمدہ اخلاق واعمال معاشرے پر اچھے اثرات مرتب کرتے ہیں، وہیں آپ کی معمولی لغزش بھی بے شمار لوگوں کے لیے فساد اور برائی کا سبب بن جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ "امام ضامن ہوتا ہے"۔مطلب یہ کہ امام نہ صرف اپنے مقتدیوں کی نمازوں کا ضامن ہے اور اس کی نماز کی صحت پر مقتدیوں کی نمازوں کی درستگی موقوف ہے،

بل کہ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اپنی عملی زندگی میں بھی امام اپنے مقتدیوں کا ضامن ہے، اگر کوئی اس کے اچھے اخلاق واعمال سے متاثر ہوکر اچھے راستے کو اپناتا ہے تو اس بندے کے ساتھ امام بھی ماجور ہوگا، جب کہ اگر کوئی شخص اس کی غلط نقل وحرکت کی وجہ سے دین اور مسجد سے متنفر ہوجاتا ہے تو اس کا بھی ذمے دار وہی ہوگا۔بہرکیف یہ بے حد ضروری ہے کہ ائمہ اور مقتدی دونوں اپنے اپنے مطلوبہ کرداروں کو ادا کریں۔یہ عمل ہمارے معاشرتی نظام کو بہتری کی طرف لے جانے میں کلیدی رول ادا کرسکتا ہے۔[1]

[1] آپ نے ان گراں قدر شخصیات کے ارشادات کو ملاحظہ فرمایا جس میں راقم کے مدعی کے لیے مضبوط تائیدات موجود ہیں جیسے کہاوت ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا، ذلک فضل اللہ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فوت بعثت بوجہ فوت حق!!

آپ ذرا عنوان پر گہری توجہ فرمائیں، آپ بخوبی واقف ہیں کہ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی جتنی ذمہ داریاں تھیں وہ ساری بوجہ ختم نبوت امت کے مختلف طبقات پر "عَلٰی قَدْرِ مَنَازِلِهِمْ" تقسیم فرمادیں، اس تقسیم میں جس کے حصہ میں جو ذمے داری سپرد ہوئی وہ اس کا "عِنْدَ اللهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖ" ذمے دار ہے، یہ تعلیم وتزکیہ، دعوت وتبلیغ، یہ امامت وخلافت سب ہی اس نبوت وبعثت کی فروعات وشاخیں ہیں۔

اب ذرا ذہن کو متوجہ فرمائیں پیغمبر اسلام ﷺ کی وجہ بعثت کی جانب کہ آپ کی بعثت کیوں ہوئی؟ اسے بتانے کی ضرورت اس لیے نہیں کہ یہ "أَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ" ہے۔ کیا ہم یہ باور کر سکتے ہیں کہ ناصح وامین امت ﷺ نے اپنی ذات سے مقصد بعثت میں ذرہ بھر کوئی کسر چھوڑی اور کوتاہی برتی ہو۔ نعوذ باللہ من ذلك۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو اپنے باور کرنے کی بات تھی۔ اب اس بارے میں نبی ﷺ کا حال خود اسی کی زبان سے ملاحظہ فرمائیں۔ حدیث شریف میں طویل واقعہ مذکور ہے مختصر عرض یہ کہ اسلامی سلطنت کے مالک ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو انصار کی آبادی کے درمیان بطور جاگیر مکانات عطا فرمائے جہاں عبد بن زہرہ کے بیٹوں کے بھی مکانات یا کھجور کے درخت تھے تو عبد بن زہرہ کے بیٹوں کو پسند نہ آیا انہوں نے حضور ﷺ سے جا کر کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کو کسی دوسری جگہ مکانات عطا کیے جائیں انہیں ہمارے درمیان نہ رکھیں جائیں۔

تو اس کے جواب میں آپ نے جو فرمایا وہ جملہ قابل استدلال ہے آپ نے فرمایا پھر مجھے اللہ تعالیٰ نے کیوں بھیجا ہے؟ یعنی میری بعثت اسی لیے تو ہے کہ حق والے کو حق پہنچے۔ اللہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تعالیٰ اس قوم کو پاکیزگی عطا نہیں کرتا جس میں کمزور کے حق کو تحفظ حاصل نہ ہو (مشکوٰۃ ٢٥٩)۔

آپ نے ملاحظہ فرما ہی لیا کہ بالفرض اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ایک فرد کو صرف ایک حق نہ دلا سکیں تو مقصد بعثت فوت ہو جائے، کتنی بڑی ذمہ داری کی بات ہے۔ آپ سوچئے کہ منصب نبوت کو لوگوں کے دنیوی حقوق سے اس قدر تعلق ہے کہ اگر ایک حق کے تلف پر بعثت فوت ہو سکتی ہے تو کیا اتنے عظیم منصب ''نبوت'' کی نیابت ''امامت'' کا تعلق امور شرعیہ سے نہیں ہوگا، اور اس کا مقصد صرف نمازوں کی امامت ہی ہو سکتا ہے؟ عقائد و اخلاق کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کرنا مقصد سے خارج ہوگا؟ نہیں بل کہ پورے معاشرے کی اصلاحی بہت ساری ذمہ داریاں اس میں داخل ہوں گی اور ہیں، منصب امامت کے یہ اصلاحی حقوق آج پامال ہونے ہی کی وجہ سے ہزاروں کوششوں کے باوجود اصلاحی محنتوں کا خاطر خواہ کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔ لہٰذا ٹھان لیجئے کہ اب ان شاء اللہ اس کام کے لیے ابھی سے اٹھنے تیار ہیں اور جب تک اصلاح کے اثرات نظر نہ آئیں دم ہی نہ لیں گے۔

ایک نظر مقتدیوں اور مسلمانوں کے احوال کی جانب بھی

مولانا محمد ہلال الدین ابراہیمی اشاعتی دامت برکاتہم فرماتے ہیں: احکام شریعت وعقائد اسلام کو بلا چون و چرا قبول کرنے والے مسلمان، احکام خداوندی پر آمنا و صدقنا کہنے والے مسلمان، آج عقائد اسلام میں قیل وقال کرتے ہیں، احکام شریعت میں نقص نکالتے ہیں،

بڑا المیہ ہے!! مسلم بچے؛ اور قرآن پڑھنا نہیں آتا! کلمے یاد نہیں، سیرتِ صحابہ واکابرین معلوم نہیں، بنیادی عقائد تک سے لاعلم اور غافل ہیں۔ اب تو ایسی ایک نسل جوان ہوگئی ہے اور ایسے بچے باپ بن گئے ہیں، بچیاں ماں بن گئی ہیں، انہی کو خود کچھ نہیں آتا تو بچوں کو کیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خاک سکھائیں گی۔

مسلم گھرانوں سے آج سے ۲۰، ۳۰ سال پہلے تلاوت قرآن کی آواز آتی تھی، اب گانے بجانے کی آواز آتی ہے، جو بچیاں بے پردہ نکلنے میں عار محسوس کرتی تھیں، آج انہیں اوڑھنی کی بھی ضرورت نہیں، پھول سے ننھے بچے اپنی توتلی زبان سے کلمہ پڑھتے تھے، آج وہ کچھ اور ہی سناتے ہیں اور والدین اس پر پھولے نہیں سماتے۔

پھر ائمہ کو ذمے داری کا احساس دلاتے فرمایا: خود کو اور خود پر عائد ذمہ داری کو جاننا اور اس کے نبھانے کی فکر کرنا اس وقت از حد ضروری ہے، کیوں کہ وارثین انبیاء ہونے کی حیثیت سے امت کی ناخدائی ہم پر ہے، اب ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے سے کام نہیں چلے گا، امت میں تیزی سے سرایت کردہ شہوات وشبہات کے وائرس کی تشخیص اور اس کا تیر بہدف علاج ضروری ہے۔

لہٰذا اب مزید غفلت کی گنجائش نہیں رہی۔ رب کے حضور پیشی اور اپنی رعیت کی نگہداشت ان کی پرورش و پرداخت اور سلامتی افکار وخیالات کے متعلق سوالات کے جوابات کی تیاری کا خیال کریں اور اس کے پیچھے لگ جائیں، اپنا مشن بنالیں۔ اور مسلم معاشرے کو ایک صالح نوجوان، ایک انقلابی مسلمان دینے کی فکر میں جٹ جائیں، جو آپ کی دنیا کی پونجی اور آخرت کا سرمایہ ہوگی۔[۱]

[illegible]

حدیث شریف میں ہے" فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَھُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ "(مشکوٰۃ ۳۲۰) یہ ایک طویل حدیث شریف کا ایک جز ہے یہاں کی مناسبت سے اتنا حصہ

[۱] یہ اقتباس ماہنامہ شاہراہ علم اکل کوا جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ، مارچ ۲۰۱۷ء سے اخذ کیا ہے جب کہ مسودہ تقاریظ کے مرحلے میں تھا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لینے پر اکتفا کیا گیا ہے۔امام لوگوں کا نگراں ہے اس سے اپنی رعیت کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔علمائے اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہاں امام سے ''حاکم وقت'' مراد لیا ہے کہ وہ اپنی رعیت کے حق میں دین و دنیا کی بہتری کا ذمہ دار ہے اور اس سے قیامت میں سوال ہوگا اور اس پر جزا و سزا مرتب ہوگی۔

لیکن اگر امام کو عموم پر محمول کرتے ہوئے امام صلوٰۃ بھی مراد لیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جامعیت کا حامل ہو کر اس کی دلیل بنے گا اور سمندر بکوزہ کا مصداق ہوگا۔نیز دلیل عموم یہ بھی کہ امامت کی دو قسمیں ہیں جو خود حدیث شریف سے ثابت ہے کبری و صغری جس کا ذکر ابھی آگے آرہا ہے۔نیز جس طرح ایک حکمراں امام علی الناس ہے اور اس کی رعیت ہے تو اسی طرح امام صلوٰۃ بھی امام علی الناس ہے اور اس کی بھی رعیت ہے، بل کہ صاحب خانہ بھی ذمے دار ہے اور اس کی بھی رعیت ہے جیسا اسی حدیث شریف میں مذکور ہے، تو یہ مفہوم، معارضِ منطوق کسی طرح بھی نہ ہوگا تو پھر حدیث کے عموم میں امام صلوٰۃ کو مراد لینے کی پوری گنجائش ہے۔واللہ اعلم۔

خلاصہ یہ کہ مساجد کے ائمہ بھی اپنے اپنے مقتدیوں کے دینی احوال و امور کے ذمے دار ہیں اور صرف نمازوں کے احوال کے ہی نہیں بل کہ ان کے علاوہ ان کے اخلاق و کردار ان کے عقائد و عبادت سب ہی کے۔بل کہ نظر غائر کا تقاضا بھی یہی ہے، کیوں کہ جب ایک دنیوی منصب کا شخص (حکمراں وقت) لوگوں کے دینی معاملات کا نگراں اور ذمے دار ہو سکتا ہے تو دینی منصب کا شخص ''امام صلوٰۃ'' تو بطریق اولی اس کا ذمے دار ہوگا۔اس کی بھی تائید ''حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق'' میں آرہی ہے۔حضرت مولانا ہلال الدین بن علیم الدین صاحب اشاعتی دامت برکاتہم نے حدیث پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے ہم خلاصہ نقل کر دیتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس حدیث شریف کو صرف امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے دسیوں مقام پر ذکر فرمایا ہے۔ یہ حدیث اس قدر عام اور کلی ہے کہ کوئی فرد اس سے خالی نہیں۔ یہاں تک کہ اگر کسی کی بیوی نہ ہو اور نہ ہی کوئی خادم، اسی طرح اولاد بھی نہ ہو، وہ بھی اس حدیث کا مصداق ہے، بایں معنی کہ وہ اپنے اعضاو جوارح کا نگراں ہے، یہاں تک کہ وہ فعلاً، نطقاً اور اعتقاداً مامورات کو بجالائے اور منہیات سے باز رہے۔ تو اس کے جوارح وقوی اور حواس اس کی رعیت ہیں۔ نیز کسی کا صفت راعی سے متصف ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ دوسرے اعتبار سے مرعی (ماتحت) نہ ہو۔

حدیث کی تشریح سے یہ بات صاف ہو چکی ہے کہ ''کلکم راع'' حدیث میں ذکر کردہ جزئی کے ساتھ خاص نہیں۔ بل کہ عام ہے اور وہ جزئیات بہ طور تمثیل ہیں۔ اس حدیث کا مخاطب ہر مکلف ہے خواہ بہ ظاہر اس کے ماتحت کوئی نہ بھی ہو۔

اور بیک وقت ایک آدمی راعی اور مرعی، سرپرست اور ماتحت دونوں ہوسکتا ہے۔ نگراں اعلیٰ کے اعتبار سے وہ ماتحت ہے تو اپنے ماتحت کے اعتبار سے سے نگراں، لہٰذا جہاں اس پر اپنے ماتحتوں کی مکمل نگرانی لازم ہے وہیں اپنے سرپرستوں کی اطاعت بھی ضروری ہے اور حیثیتوں کے مختلف ہونے سے ذمہ داریاں بھی مختلف ہو جاتی ہیں، اس اعتبار سے غور کریں تو آج ہم پر کتنی ساری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ عمومی ذمہ داری لیں تو ایک باپ ہونے کی حیثیت سے اولاد کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری، اس کی ضروریات کا خیال، شوہر ہونے کی حیثیت سے بیوی کے حقوق کی رعایت، دینی امور میں اس کی نگہداشت، گھر کے ماحول کی مکمل نگرانی، بیٹا ہونے کی حیثیت سے اپنے ضعیف والدین کی خدمت اور حقوق کی رعایت، خود اپنے اوپر عائد واجبات کی مکمل پاسداری۔ بہ حیثیت ملازم امور مفوضہ کی بجا آوری، اس طرح کی بہت ساری

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ذمہ داریاں ہیں اور خصوصی اعتبار سے حکام پر ماتحتوں کی ذمہ داری، علماء پر عوام کی، ائمہ پر مصلیان کی، اساتذہ پر طلبہ کی وغیرہ۔

دور حاضر میں اس حدیث کے مقتضا کو اچھی طرح زندہ کرنے اور ہر ایک کے سامنے لانے کی اشد ضرورت ہے؛ کیوں کہ آج مقتدا اپنے مقتدی کی ذمہ داری سے۔۔۔ اور مقتدی اپنے مقتدا کی اقتدا سے۔۔۔ غافل ہے، حاکم اپنے محکوم کے حقوق سے۔۔۔ اور محکوم اپنے حاکم کے حقوق سے۔۔۔ بے خبر اور بے پرواہ ہے، راعی اپنی رعیت کی نگہداشت سے۔۔۔ اور رعیت اپنے راعی کی اہمیت ومقام سے۔۔۔ نا آشنا اور غفلت کی شکار ہے، نگراں اپنے ماتحتوں کی نگرانی سے۔۔۔ بے سروکار ہے اور ماتحت اپنے نگراں کی نگرانی سے۔۔۔ بے نیاز۔ غرض ہر ایک اس فریضے کی ادائیگی میں کسی نہ کسی حد تک کوتاہ قاصر ہے جس کا خمیازہ ساری قوم بھگت رہی ہے۔

ائمہ مساجد اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں

اسلام نے جو ہمیں منبر ومحراب دیا ہے، یہ آج بھی ان کی نیٹ ورکنگ میڈیا سے زیادہ مضبوط ہے بستی بستی اور قریہ قریہ منبر ومحراب قائم ہیں، ہمارا نیٹ ورک دیہاتوں، پہاڑوں، صحرا، اور ٹاپوؤں میں بھی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس نیٹ ورک کا صحیح استعمال کریں ،صرف پانچ وقت کی نماز اور جمعہ کے دن بس کسی بھی موضوع پر لب کشائی کر کے ہم اپنی تنخواہ تو حلال کر سکتے ہیں، لیکن <u>لفظ امام اور منصب امامت کے تئیں</u> عائد اسلامی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ ہمیں فتنوں اور سازشوں سے آگاہ ہونا ہوگا اور اپنے مقتدیان ومصلیان کو بروقت آگاہ کرنا ہوگا۔ ہم معاملات ومعاشرت میں پیدا ہو رہی غیر اسلامی چیزوں سے فوری باخبر ہوں، ان کی تشخیص کریں اور لوگوں کو بتائیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نوجوانوں کی تنظیمیں بنائیں، انہیں جوڑیں، سمجھائیں اور ان کے ساتھ مل کر دیگر نوجوانوں پر محنت کریں۔نوجوانوں کے ذریعہ ہمیشہ انقلاب آیا ہے۔[۱]

ہمارے ایسے علماء وائمہ بھی گذرے ہیں جنہوں نے دین وملت کی خدمت کے لیے اپنی ہڈیوں کو گھلایا، ڈاڑھیاں سفید کرائیں اور امت کے سفینہ کی اس وقت ناخدائی کی جب حالات مخالف اسلام تھے۔لہٰذا آپ بھی ذہن وفکر کو اسلامی تقاضوں کو سمجھنے میں مجبور کیجیے۔کیوں کہ آپ جب تک اپنی فکری قوت کو اسلامی ڈھانچے میں نہیں ڈھالتے آپ چاہے علم وفن کے کتنے ہی بڑے شہسوار کیوں نہ ہوں آپ انفرادیت اور ذاتیات کی خول میں قید وبند ہیں اور انفرادیت کبھی اسلام میں انقلاب نہیں لاسکتی،آپ کے وجود کا مقصد امت کی اور اجتماعیت کی تشکیل ہونی چاہیے۔

اصلاح امت اور اصلاح معاشرہ کا خاص منصب

بگڑے معاشروں اور بگڑی قوموں اور جماعتوں کی اصلاح کا کلیدی منصب، منصب امامت ہے چاہے امامت کبریٰ ہو کہ صغریٰ۔آج جو معاشرے اور قومیں بگاڑ کی سخت لپیٹ میں نظر آتے ہیں اور ہزاروں محنتوں،جلسوں، پروگراموں کے باوجود اصلاح وسدھار تو کیا بگاڑ وفساد بڑھتا نظر آرہا ہے۔مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔اس کی وجہ پر غور کرنے کے بعد ماننا پڑے گا کہ اصلاحی کوشش چاہے کی جارہی ہے لیکن یا تو وہ جزئی ہے کلی نہیں یا صحیح منصب سے نہیں کی جارہی ہے کیوں کہ یہ بھی تو ناممکن ہے کہ کسی چیز کی جدوجہد کی جائے اور اس کا فائدہ حاصل نہ ہو۔

---

[۱] شاہراہ علم اکل کوا ۱۸؍ ۱۴۳۲ھ جمادی الثانی حضرت مولانا ہلال الدین صاحب دامت برکاتہم۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بات دراصل یہ ہے کہ اصلاح امت اور اصلاح معاشرہ کا صحیح اور خاص منصب ہی، منصب امامت ہے، ائمہ مساجد امت و معاشروں میں جس قدر اصلاحی انقلاب لا سکتے ہیں اتنی اصلاح شاید ہی کوئی لا سکے (سوائے تحریک ایمانی کی جد و جہد یعنی تبلیغی محنت کیوں کہ اس کا اصلاح میں مؤثر ہونا مشاہدہ میں آچکا ہے اور مشاہدہ و تجربہ کا انکار بداہت کا انکار ہے اور راقم خود اس سے وابستہ بھی ہے) کیوں کہ اسلامی ساری دینی سرگرمیوں کا مرکز و مصدر ماضی میں مساجد اور منصب امامت رہے ہیں، اور آج یہ فراموش کیا گیا کہ ماضی میں منصب امامت کا اصلاح میں کلیدی کردار رہا ہے۔

اس منصب کا اور مساجد کے منبر و محراب کا مالک ہونا ایک ''اصلاحی'' سلطنت کا مالک ہونا ہے۔ مان لیجئے کہ وقت جماعت میں کسی مسجد میں بڑے سے بڑے شیخ الحدیث صاحب، بڑے سے بڑے مہتمم صاحب، بڑے عالم صاحب، بڑے مفتی صاحب اور قاری صاحب بھی اپنے اپنے مقام کے منصبوں کے ساتھ تشریف لائیں تو کیا از روئے شرعی استحقاق ان مقدس ہستیوں میں سے کوئی بھی آگے بڑھ کر امامت کرنے کی کوشش کرے گی؟ ہر گز نہیں، کیوں کہ اسلام نے یہ حق صرف اس مسجد کے معین امام ہی کو دیا ہے۔ '' وَلَا يُؤَمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهٖ '' (مشکوٰۃ ۱۰۰)۔ اور یہ بھی فرض کیجئے کہ اگر اسلام امام کو اس قدر حق نہ دیتا تو کیا امام صاحب اتنے جلیل القدر مناصب کے مالک حضرات سے آگے بڑھنے کی ہمت و جسارت کر سکتے؟ ہر گز نہیں اب غور کریں کہ پھر یہ کتنا عظیم منصب ہوا۔ پھر یہ بھی کہ یہ کیوں عطا ہوا؟ تو ذمہ داریاں خود بخود سمجھ میں آجائیں گی۔

سابق منصب جلیل کی وجہ اور نقطۂ تالیف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سیرت ہادیہ میسرہ سے واضح ہوتا ہے کہ اصلاحِ مسلمین اور ملّی ومذہبی ساری ترقی کا اصل مرکز'' مساجد اور منصب امامت'' رہے ہیں۔ بقول علمائے اسلام مسجد وامامت کا مفہوم خیر القرون اور زمانۂ اسلاف میں آج کے مفہوم سے وسیع رہا ہے۔ جب منصب امامت کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ بلکہ بغیر کسی اور ٹھکانے اور تحریک کے ہمہ جہتی امت کی اصلاح وترقی صرف مسجد اور منصب امامت سے سرانجام پاتی تھی۔ لہٰذا ہمہ جہتی امت کی بتدریج اصلاح ائمہ مساجد ہی سے ہوسکتی ہے اور خوب ہوسکتی ہے!۔

(الف) اولاً :اس لیے کہ خیر القرون میں امت کی اصلاح اسی منصب سے ہوئی ہے۔

(ب) ثانیاً :اس لیے کہ عامۃ المسلمین کا بلاواسطہ پختہ ربط اور ہمہ وقت ربط جتنا ائمہ حضرات سے ہے اتنا کسی سے نہیں۔ مثلاً : یومیہ صلوات خمسہ میں ۔۔۔اسبوعیہ صلوٰۃ جمعہ میں ۔۔۔،سنویہ صلوات عیدین وتراویح میں ۔۔۔،اور مساجد ومکاتب کے جلسوں اور ولیمہ، عقیقہ اور جنازہ وغیرہ کی تقریبات میں مزید براں،اور تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ تعلق از بلوغ تا موت رہتا ہے۔

(ج) ثالثاً : کثرت مساجد وکثرت ائمہ کا وجود۔ اور اس کا مضبوط نیٹ ورک۔

مذکورہ صورتِ حال کے ہوتے ہوئے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ اگر مساجد کے ائمہ حضرات ہی اپنے منصب امامت کو اصلاح کا پلیٹ فارم بنائیں تو شاید اس سے اصلاح ضرور حاصل ہو۔ اس طرح کی اصلاح سے نہ صرف اصلاحی کام زیادہ ہوگا۔۔۔اور سہولت سے ہوگا ۔۔۔اور جلد بھی۔۔۔

بل کہ ان ہی کے ائمہ ہونے کی وجہ سے ''وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ''ان کا حق بھی ہوگا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور ذمہ بعتق بھی۔اوران میں رہنے سہنے سے وہ اصلاحی جہتوں سے اچھی طرح واقف بھی ہوں گے۔جس سے اصلاح صحیح بھی ہوگی اور حقیقی اور واقعہ بھی جیسے کہ مثل مشہور ہے ''صَاحِبُ البَیتِ اَدریٰ بِمَافِیۃِ''

حیرت ہے کہ غیر علماء ''تبلیغی احباب '' بلا منصب۔ماشاءاللہ وجزاہم اللہ۔اصلاح امت میں نمایاں کردار ادا کریں! اور ئمہ حضرات اپنے اتنے بڑے منصب ''امامت'' کے باوجود اصلاح امت اور اصلاح معاشرہ میں کوئی خاص کرتب نہ دکھائیں۔[1]

منصب امامت اوراحساس کہتری

جیسا کہ صفحہ ٦٨ پر ذکر کیا جاچکا ہے کہ زمانہ خیرالقرون میں شعبہ حکومت،شعبہ امامت کے ماتحت یا کم ازکم اس کے مساوی مفہوم ہوتا تھالیکن بعد میں اس کے برعکس امامت،شعبہ حکومت کے ماتحت مفہوم کیا جانے لگا۔جب حکومت وسیاست،تعلیم وتزکیہ، افتاوقضاء اور تبلیغ وامامت وغیرہ سارے شعبے تقسیم کی زد میں آگیے جس کی وجہ سے اس منصب کی عظمت دلوں سے ختم ہوگئی، چناں چہ غور کے بعد منصب امامت کے تئیں جو احساس کہتری پائی جاتی ہے اس کی چند وجوہ یہ سامنے آتی ہیں۔

الف: منصب امامت حکومت کے تحت آگیا جس کی وجہ سے ائمہ کا تقرر حکومت کے حوالے ہوگیا۔

---

[1] اسی وجہ سے کہ یہ کام صرف ائمہ سے ممکن ہے اور سارے ہی ائمہ نہ فکر مند ہوتے ہیں اور نہ سارے ہی اتنی صلاحیت رکھتے ہیں کہ کتاب پڑھ لینے سے کماحقہ طریقہ کار سمجھ سکیں دونوں مقاصد کے پیش نظر ضروری تھا کہ ائمہ مساجد کی تنظیم بنائی جائے جس سے ان کو کام کے لیے فعال بنایا جائے اور انہیں حرکت میں لاکر کام پر کھڑا کیا جائے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ کے دل میں خیال ڈالنے سے بندہ نے ایک باعمل تنظیم ''تنظیم کل ائمہ مساجد گجرات'' بنانے کا نہ صرف ارادہ کیا ہے بل کہ کافی حد تک اس کی کوشش بھی کی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ب: غیر اسلامی مملکت میں یہ منصب معاشروں اور قوم کے حوالے ہو گیا جس کی وجہ سے ائمہ کا تقرر قوم اور اس کے نمائندگان (مسجد کی کمیٹی) کے حوالے ہو گیا۔

بہر دو صورت ائمہ یا تو حکومت سے یا قوم کے نمائندگان سے مرعوب ہو کر رہ گیے اور اس منصب کی عظمت کی روح نکل گئی۔

ج: معاشروں اور قوم میں علماء مدارس کی کثرت، خصوصًا ایسے بڑے علماء جو کسی ادارے میں مسند حدیث، تفسیر، افتاء اور اہتمام پر فائز ہیں۔

د: عصری تعلیم سے دنیوی عہدوں پر فائز افراد کی کثرت۔

ھ: معاشرے میں خوش حال رئیس افراد کی کثرت۔

ان چند وجوہ سے ائمہ میں احساس کہتری پائی جاتی ہے جس کا ازالہ ضروری ہے۔

مجرب علاج

الف: سب سے پہلے یہی جو ہم نے بتایا کہ اس منصب کی عظمت ذہن نشین کر لی جائے کہ اس سے بڑھ کر کوئی منصب نہیں، جب تک اس کی عظمت دل میں نہیں اترے گی تب تک احساس کہتری سے نہیں نکل سکیں گے۔

ب: جہاں تک مسئلہ ہے معاشرے کے بڑے علماء کا تو اس بارے میں آپ کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ بیشک وہ قابل قدر بڑے علماء ہیں لیکن جہاں ان کا ایک مقام ہے وہاں آپ کا بھی اپنا ایک مقام ہے، دونوں مقام میں کوئی تعارض نہیں بایں معنی قوم کی اصلاح کے خاطر جو قدم بھی بتقاضی شرع آپ اٹھائیں اس میں وہ مزاحم نہ ہوں گے بل کہ وہ شرعاً آپ کے معاون ہوں گے بشرطیکہ آپ کی بات عین موافق شرع ہو اور آپ کے دل میں ان کا حقیقی مرتبہ ومقام موجود ہو تو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پھر مرعوب ہونے کی ضرورت کیوں؟

تعاون فی البر کا حال تو یہ ہے کہ ایک بات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہہ رہے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی بات کو تسلیم کر کے ان کی تائید کر رہے ہیں، مخالفت کا تو تصور بھی محال ہے، جس کی بکثرت مثالیں شریعت میں ہیں۔

لہٰذا اصلاح امت و اصلاح معاشرہ کا کام شروع کرنے سے پہلے آپ فرداً فرداً ان کی خدمت میں جا کر درخواست پیش کریں کہ اس کتاب کے نہج پر کام میں ہمارا تعاون فرمائیں، بل کہ جمعہ وغیرہ میں ان سے خطاب بھی کرائیں۔

ج: جب مذکورہ دو طریقے آپ اختیار کرلیں گے تو مابعد ''عصری تعلیم اور مال'' والوں کا علاج تو خود بخود ہو جائے گا۔

د: رہا مسئلہ منتظمین مساجد ''کمیٹی و متولیان'' کا تو اس بارے میں آپ صاحب وقار بڑے علماء کو ساتھ لے کر ان کی ملاقات کریں، وہ اولاً منصب امامت اور امام کے مقام سے ان کو باخبر کریں اور پھر اصلاح امت و اصلاح معاشرے کی اس جدید تحریک سے باخبر کریں اور نرمی وحکمت سے یہ بتائیں کہ وہ اس میں مزاحم نہ بنیں بل کہ معاون بنیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ امام کے کام میں ہاتھ بٹائیں ورنہ عنداللہ وہ ماخوذ ہوں گے۔ اور اس سے بھی باخبر کریں کہ منصب امامت کوئی منتظمین مساجد کے ماتحت منصب نہیں کہ خلاف شرع امور میں ائمہ کو مرعوب کیا جائے اور ان کو اپنے زیر اثر رکھنے کی کوشش کی جائے، اصل منتظمین مساجد کا کام مسجد کے ظاہری اسباب ''تعمیر، لائٹ پانی وغیرہ'' سے ہے، اس کے باطنی امور سے نہیں لہٰذا وہ اس میں بے دخل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوجائیں۔ یہ اس خیال پر لکھا ہے کہ کچھ منتظمین اس طرح کے سلوک کرنے والے ہوتے ہیں، ورنہ بہت سے متولیان اور منتظمین مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر کی خدمت کے خیال سے ائمہ کے مقام کا لحاظ بھی رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے جذبہ سے حق کی پیروی کرنے والے اور ناحق سے اجتناب کرنے والے بھی ہوتے ہیں جو مساجد میں صحیح دینی فضا قائم ہونے کی خواہش بھی رکھتے ہیں۔ ہم ان کے مقام ومرتبہ کو تسلیم بھی کرتے ہیں اور اس پر ان کو مبارک باد بھی دیتے ہیں۔ اس بارے میں تنظیم نے ان کو اور موذنین کو بھی جوڑنے کا پروگرام طے کیا ہے اس میں مزید ان شاء اللہ کام ہوگا۔

ھ: اس جدید تحریک کے بعد جب کہ اس کے منشا کے مطابق کام ہو تو پھر منصب امامت پر تقرری کے وقت ہی خودداری سے کام لیں۔ (جیسے بندے نے ایک زمانے میں خودداری سے کام لے کر اصلاح کا ایک مثالی کام کیا تھا)۔

[illegible]

آج نہ صرف غیر اقوام سے فتنوں کی آوازیں بلند ہورہی ہیں، بل کہ مسلم جماعتوں سے بھی اس کی صدائیں اٹھ رہی ہیں آج ہمارے ملک میں ۳ طلاق کا مسئلہ بہت زور وشور سے جو اٹھایا جارہا ہے اس کی حقیقت جو کچھ بھی ہو نام تو بہر حال مسلمان خواتین کا ہی لیا جارہا ہے۔ العیاذ باللہ۔ مذکورہ بالا مباحث اور موجودہ مسلمانوں کے دینی حالات کے تناظر میں از روئے اصلاح امت واصلاح معاشرہ انتظار کے بعد ایک اور مسئلہ یہ حل ہوجاتا ہے کہ ائمہ مساجد نہ صرف مصلے کے امام ہیں اور نہ محراب ومنبر اور مسجد ونماز تک کے امام ہیں۔

بل کہ مسجدوں کے دروازوں سے باہر نمازیوں کے گھروں، محلوں، آبادیوں اور ان

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے معاشروں میں اٹھنے والے ایسے فتنوں اور مسائل میں بھی مقتدیوں کے امام و مرجع ہیں جو فتنے اور مسائل مساجد کی بنیادوں کو متزلزل کرنے والے ہیں، کیوں کہ ملک ہند جیسے ممالک میں کوئی ذی قوت وشوکت حکمراں نہیں جس کی گرفت ونظر تمام مسلمان مرد و خواتین پر ہو اور نہ کسی شیخ الحدیث صاحب اور کسی ارباب اہتمام مہتمم صاحب اور دارالافتاء کے کسی مفتی صاحب کی ہے جو ملک ہند کے وسیع وعریض رقبہ میں ''پرندۂ ہدہد'' کی طرح معلوم کرسکیں کہ کہاں کیا فتنہ جنم لے رہا ہے ہاں جنم لینے اور جڑوں کے پختہ ہونے کے بعد ان کے کانوں تک آوازیں پہنچتی ہیں لیکن وہاں تک وقت ہاتھ سے نکل چکا ہوتا ہے۔

اس کے بالمقابل یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ تمام مسلمانوں میں ائمہ کو ایک خاص مقام ومرتبہ حاصل ہے، ان کی نظر اور ان کی ان پر گرفت ہوتی ہے کیوں کہ مساجد کا نیٹ ورک اس سے بھی زیادہ وسیع ہے جتنا رقبہ ہندوستان کا اور تمام مسلمان کا مذہبی سم کارڈ اس نیٹ ورک سے مربوط بھی ہے جہاں (مساجد) اس کارڈ کی بندش واجرا اور اس کی تفتیش کے اختیار کے مالک ''منبر ومحراب'' ائمہ موجود ہیں۔ تو اب یہ مسئلہ حل ہوجاتا ہے کہ ائمہ اپنی اپنی ماتحت قوموں کے لیے'' اولی الامر اور امیر'' بھی ہیں واللہ اعلم بالصواب۔'' يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ''(سورۃ نساء ۵۹)۔ وعن ابی ھریرۃ ... وَمَن يُّطِعِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ أَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَّعْصِ الْأَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ ''(مشکوۃ ۳۱۸)۔

جب آپ اپنی قوم کے حق میں اولی الامر وامیر بھی ہیں تو ساتھ ہی آپ اپنی قوم میں پیش آمدہ مقدمات وتنازعات میں عدل وانصاف اور حکمت وبصیرت کے ساتھ فیصلہ کرنے میں قاضی بھی ہیں۔ پس آپ کو چاہیے کہ اپنی قاضیانہ شان اور مسجد کی عدلیہ شان واضح کریں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اتنا ہی نہیں بل کہ چاہیے کہ قوم میں نت نیے بڑھتے جرائم ومنکرات کے انسداد کے لیے آپ سدّ سکندری اور مصلح بن کر قوم ومعاشرے کے قلب ودماغ میں اس کی نمایاں چھاپ کھڑی کریں اور معاشرے کو پوری طرح صالح بنائے رکھیں۔

پھر یہ بھی فراموش نہ کریں کہ آپ قوم کے حق میں ہادی ومعلم اور داعی ومبلغ بھی ہیں۔ کہ ان سارے ہی امور کو زندہ کرنے کا نام منصب امامت ہے، اور ان میں آپ ہی اپنی قوم کا مرجع ہیں۔

کیا آپ بذریعہ مملکت اصلاح کے منتظر ہیں؟

مذکورہ بالا مباحث کے بعد کہنے دیجیے کہ یا تو آپ کو یہ بات ہی پسند نہیں کی منصب امامت کو اتنا بلند مقام کیوں حاصل ہے؟ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے یا ہوسکتے ہیں طبائع مختلف ہوتی ہیں، اور اگر یہ بات نہیں تو پھر اس کے تقاضوں کو جان جان کر آستن وایزار چڑھا کر انہیں انجام دینے میں خوب مصروف ہوجائیں۔ اگر منصب کی عظمت اور حالات کے تقاضوں کو تسلیم کرنے کے بعد بھی انہیں انجام دینے کی طرف آپ توجہ نہیں فرماتے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ پھر شاید آپ اس کے منتظر ہیں کہ اسلامی مملکت قائم ہو اور وہ امت کی اور معاشروں کی اصلاح کرے، تو پھر جان لیجیے کہ یہ تو صرف تمنا ہی تمنا ہے جو ''لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ'' کی طرح صبح قیامت تک حاصل ہونے والی نہیں۔

آج کتنے ممالک ہیں جہاں مسلمان حکمراں اس فریضے کو انجام دے رہے ہیں؟ حکمران کی کوئی کمی نہیں، کمی انجام دینے کی ہے، لہٰذا اب یہ ماننا ہوگا کہ یہ کام صرف مملکت ہی کا نہیں، مملکت کا بھی ہے اور علماء وائمہ مساجد کا بھی ہے، تفصیل اختصار کے لیے مضر ہے حدیث

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شریف میں ہے، ’’ صِنْفَانِ مِنْ اُمتِیْ اِذَا صَلُحَ صَلُحَ الْاُمَّۃُ فَاِذا فَسَدَ فَسَدَ الْاُمَّۃُ اَلسُّلْطَانُ وَالْعُلَمَاءُ او کما قال رسول اللہ ﷺ ‘‘الفاظ حدیث میں فرق ہے، سلطان کی جگہ امراء اور علماء کی جگہ فقہاء بھی ہے۔ مصلحِ امت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلاح وفساد کو امت کے دو طبقوں کے ساتھ جوڑا ہے ایک طبقۂ علماء کے ساتھ اور دوسرا طبقۂ امرا کے ساتھ ہمارے یہاں اس طرح کے امراء کا کوئی تصور نہیں لہٰذا ایک ہی طبقہ باقی رہ گیا اور اصلاح کی صرف ایک ہی صورت رہ گئی۔

اب امت کو صلاح کے راستے پر چلانے اور بگاڑ کے راستے سے بچانے کی ذمہ داری تنہا علماء کی بن گئی، اور علماء اپنے اپنے محدود احاطے میں قید و بند۔ اگر وہ بھی اپنے احاطے کا کما حقہ صلاح کا نمونہ پیش کر دیں تب بھی بسا غنیمت حالاں کہ یہ ان کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

ادھر اکثر عوام ائمہ مساجد سے وابستہ پابستہ تو اب ائمہ پر یہ ذمے داری قوت کے ساتھ عائد ہوتی ہے ان ہی ذمے داریوں کو سمجھانے ہی کے لیے تو آپ نے فرمایا تھا ’’ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ ‘‘ آپ نے ’’ اَلْاُمَراءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ ‘‘نہیں فرمایا تھا اور یہ تو معلوم ہے ہی کہ دینار و درہم میں وراثت مراد نہیں جس کی نفی حدیث شریف میں خود موجود ہے بل کہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے صراحۃً فرما دیا کہ آپ کے وصال کے وقت (گھر کے فاقہ کا حال یہ تھا کہ) آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع جَو کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی (مشکوٰۃ ۲۵۰) دینار و درہم کی وراثت کا شبہ ختم ہو گیا۔

اگر شکوہ ہے مصروفیات کا تو۔۔۔

اگر آپ نے پیش کرہ جملہ مباحث کو (بوجہ دلائل) تسلیم کر کے اپنی دانشمندی کا ثبوت یوں پیش کیا کہ واقع میں اصلاح امت اور اصلاح معاشرہ کا یہ کام ہم ائمہ مساجد ہی کا ہے، لیکن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس کا کیا کیا جائے کہ مصروفیات اس قدر سوار ہیں کہ اس طرف توجہ کی اجازت ہی نہیں دیتیں۔تو ہم آپ کو یاددلادیتے ہیں کہ ایسی صورت میں آپ کی نظر کہاں اٹھنی چاہیے،آپ کی نظر کو چاہیے کہ وہ اپنے اسوے اور قرآن وسنت کی طرف اٹھے " لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِيۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ " آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی تمام انسانوں کے لیے نمونہ ہے چاہے جس کا جو حال ہو اس حال میں آپ کی ذات اسوہ ہے،آپ کی ذات میں تمام کے لیے ہدایت وراہ نمائی موجود ہے۔

آپ ذرا ٹھنڈے کلیجے سے سوچیے ایک امام مسجد کی مصروفیات زیادہ ہوں گی یا امام الانبیاء کی! ایک مدرسہ ومکتب کے معلم کی مصروفیات زیادہ ہوں گی یا اس کی جو ساری امت کا معلم ہے۔آپ نبی بھی ہیں داعی بھی،آپ قاضی بھی ہیں مفتی بھی،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نماز میں) امام صحابہ بھی ہیں امام الانبیاء بھی،آپ ہادی قوم بھی ہیں سربراہ مملکت بھی۔کسی طرح بھی آپ کا عذر معقول نظر نہیں آتا۔

اور بڑی حیرت کی بات فقیہ عصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم بیان فرماتے ہیں (جو حدیث مسئ الصلوٰۃ عن ابی ہریرۃ (مشکوٰۃ ۷۵) میں مذکور ہے) ایک نوجوان نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جلدی جلدی نماز پڑھی تو آپ نے فرمایا " ارۡجِعۡ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمۡ تُصَلِّ "اس نوجوان نے دوبارہ چار رکعات جلدی جلدی پڑھ لی تو آپ نے پھر فرمایا کہ جاؤ دوبارہ نماز پڑھو کیوں کہ تم نے نماز نہیں پڑھی اسی طرح تین بار ہوا آپ اس کی نماز کو غور سے دیکھتے رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کی نماز کی اصلاح کے لیے اس کی بارہ رکعات پڑھنے تک مشاہدہ کرتے رہے اور اتنا وقت اس کی نماز کو عنایت کیا کیا ہم بھی ایسا حوصلہ رکھتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(اذان ہند ص: ۸ ۲۰۱۷ء)۔کیا اب بھی یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ امام صرف نمازوں میں ضامن ہے یا ہماری ذمے داری تو صرف نمازیں پڑھادینا ہے یا ہماری مصروفیات زیادہ ہیں۔ ہرگز نہیں تو اب شکوہ کا منہ اصلاحی قدم اٹھا کر بند کیجئے۔

مصروفیات نہیں شکوہ ہے صلاحیت کا تو۔۔۔

اگر آپ کہیں کہ اتنے بڑے فریضے کو انجام دینے کے مقابلے میں مصروفیات کی کیا حیثیت، یہ فریضہ اتنا اہم ہے کہ بالفرض اگر مصروفیات ہوں بھی تو یک لخت بھلانے ’’ نَسْیاً مَنْسِیًّا‘‘ کے لیے تیار ہیں، مسئلہ تو صلاحیت کا ہے وہ کہاں سے لائیں؟ کیوں کہ ہم اپنے کو اہل ہی نہیں پارہے ہیں، نہ علمی صلاحیت نہ معاشرے (مقتدیوں) میں اتنا مقام کہ انہیں ہم کچھ کہیں اور وہ لبیک کہہ کر مان لیں۔ یہ تو ایسا ہے کہ ’’چاہتے ہیں پر چاہا نہیں جاتا ‘‘ اگر صلاحیت کا کوئی متبادل نکل آئے اور اس کے حاصل کرنے کا طریقہ معلوم ہوجائے اور اس آخری منزل سے گزر جائیں یا ہم کو کوئی ہاتھ پکڑ کر گزار دے تو ہم پورے عزم وعہد کے ساتھ بسم اللہ پڑھنے کے لیے تیار ہیں بس کوئی بسم اللہ پڑھادے ہمارا اگلا قدم کام کے میدان میں ہوگا جو پیش پیش بھی ہوگا۔

صلاحیت اور اس کا حل!!

حقیقی بسم اللہ تو اللہ تعالیٰ ہی پڑھانے والے ’’معلم ومربی ‘‘ہیں غار حرا میں حکم ہوا اقرأ۔۔۔تاہم میں اس کی کوشش ضرور کرتا ہوں۔آپ نے شکایت کی اہلیت وصلاحیت کی کہ آپ میں صلاحیت نہیں۔ یہ آپ کہہ رہے ہیں(کہ صلاحیت نہیں) کیا آپ کی ہر بات ہمیشہ سچ اور حقیقت ہی ہوتی ہے؟؟؟ کتنا سونا (دھات) سونے کی شکل میں پیتل ہوتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہاں بھی کچھ ایسا ہی ہے! کمی صلاحیت کی نہیں احساس کی ہے، آپ جو اس کی کمی محسوس کر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

رہے ہیں وہ خود احساس ہے، مطلب فکر و احساس کی کمی ہے، آپ نے شاید اس کی صحیح معنی میں چوں کہ فکر لی نہیں ہے تو کام کے مواقع بھی سامنے نہیں آئے اور جب کام کے مواقع سامنے نہیں آئے تو کام کیا بھی نہیں اور ہوا بھی نہیں۔ لہٰذا یہ نفی وقوع کے لحاظ سے تو درست ہے امکان کے لحاظ سے درست نہیں جب کہ سوال امکان کا تھا یعنی صلاحیت موجود ہے۔

میری ناقص رائے یہ ہے کہ آپ کچھ وقت تک صحیح معنی میں فکر کر کے کام کی کوشش کرنا شروع فرمادیں، آپ کچھ وقت کے لیے اس خیال کو قلب و ذہن میں دفن کر دیں، آنکھ بند کر کے کام کی کوشش جاری رکھیں پھر مجھ سے کہیے، تب شاید آپ خود آپ کے نہیں رہیں گے بل کہ میرے ہو جائیں گے۔ [۱]

آپ کو یقین دلانے کی ایک سادھی سی مثال پیش کر دیتا ہوں۔ ایک شخص نے کبھی تجارت نہیں کی لیکن اس نے آج سے تجارت شروع کی تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ مجھ میں تجارت کی اہلیت و صلاحیت نہیں لیکن تھوڑے ہی مہینوں میں وہ بھول جاتا ہے کہ مجھ میں تجارت کی ماضی میں صلاحیت نہ تھی۔ حالاں کہ شروع میں وہ تجارت سے گھبراتا تھا اتنا ہی جتنا آپ نے زندگی میں پہلی مرتبہ نماز پڑھانے امامت کے مصلے پر قدم رکھے تھے اور آپ گھبرائے تھے، کیا آج آپ گھبراتے ہیں؟ یا اب تو خواہ مخواہ مصلیوں کو ڈانٹتے بھی ہیں؟ خطاب میں مصلیوں کو ڈانٹنا خود اپنی ناسمجھی ہے آپ کو آداب خطاب پڑھنے چاہئے۔ ان شاء اللہ ایک حصہ میں اس کا بیان بھی شامل ہے۔

میں آپ کو کیا بتاؤں ! صلاحیت کے مسئلے کا ''حال اور حل'' یہ ہے کہ جب کوئی صاحب اہتمام یا کوئی شیخ الحدیث یا کوئی خطیب و معلم صاحبان پہلی بار اپنی اپنی مسند پر رونق افروز ہوتے ہیں تو وہ بھی بے بضاعتی و کم مائیگی کے احساس کے شکار ہوتے ہیں۔

---

[۱] بندہ نے اسی طرح ذہن سازی کر کے اپنے دو صاحب زادوں کو عالم بھی بنایا اور ڈاکٹر بھی وللہ الحمد۔ آپ بھی کر کے دیکھیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بل کہ روایت میں ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا'' وکان رجلاً رقیقًا'' تو ''بوجہ رقت قلب '' انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عمر تم ہی نماز پڑھاؤ، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ ہی اس کے زیادہ حق دار ہیں (مشکوٰۃ ۱۰۲)۔ دیکھیے حضرت ابوبکرؓ کو بھی یہ احساس تھا لیکن جب حسب حکم تعمیل فرماتے رہے تو بڑھتے ہی گیے ایسے کہ پھر ان کو کوئی نہ پا سکا۔

دراصل کسی بھی کام کی ابتدا میں صلاحیت کی کمی کا احساس ہر ایک کو ہوتا ہی ہے اور ہونا بھی چاہئے لیکن مسلسل مزاولت سے وہ احساس بھی ختم ہوجاتا ہے اور گھبراہٹ بھی دور ہوجاتی ہے۔ اتنا ہی نہیں بل کہ وہ اس کام سے واقف بھی ہوجاتا اور کہیے کہ واقف ہی نہیں ماہر بھی۔ خود حدیث شریف سے بھی معلوم ہو رہا ہے کہ ہر شخص میں کم وبیش صلاحیت ہوتی ہے ''اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ''(مشکوٰۃ ۳۲)۔ البتہ اسے اجاگر کرنا پڑتا ہے۔ صلاحیت کے ناتے عمدۃ ایک نکتہ بھی ملاحظہ ہو اماموں کے قریب جو منبر رکھا ہوتا ہے جس کی عامۃ تین سیڑھیاں ہوتی ہیں کیا جانتے ہیں کہ وہ کیا اشارہ دیتا ہے؟ وہ اضافہ صلاحیت کا اشارہ دیتا ہے کہ جو کوئی جتنی لگن دُھن اور فکر لے کر آئے گا اتنا ہی اوپر اٹھے گا بس آپ اٹھ کر بتایے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اصلاح کے لیے مملکت اسلامیہ کے وجود کے خواب دیکھنے سے ۔۔۔ اور مصروفیات کے وہم میں مصروف ہونے سے ۔۔۔ اور قصر صلاحیت کی صلاحیت دکھانے سے ۔۔۔ اور شیطانی حربے اور نفسانی شکوک وشبہات کے پالنے سے خوب دور رہیے، تب آپ زندگی میں کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ جب اس قسم کے شیطانی ونفسانی اوہام پالنے سے دور رہیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کو امت پالنا سکھائیں گے۔ اے اللہ تیرے فضل سے قائد امت ''ائمہ مساجد '' کو منبر تک لانے کی کوشش کی ہے جنہیں صاحب منبر ہونے کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

باوجود اس پر چڑھنا معلوم نہ تھا اب تو انہیں اس پر چڑھا دے۔

کھویا مقام پانا !!!

رہا آپ کا یہ مسئلہ کہ ہمیں قوم میں ایسا مقام حاصل نہیں کہ ہم کہیں اور لوگ بے چون و چرا مان لیں، تو یاد رکھیے کہ آپ کو ترتیب یاد نہیں یہ تو ایسا ہوا کہ کوئی کہے کہ میرا بیٹا ہی نہیں تو اس نے پوچھا شادی بھی کی ہے تو اس نے کہا نہیں تو ترتیب یہ ہے کہ پہلے شادی کریں پھر بیٹے کی شکایت۔

مقام آدمی کو کام سے حاصل ہوتا ہے، کام کا درجہ مقدم ہے مقام کا خود مقام مؤخر ہے ،لہٰذا پہلے فکر و کوشش سے کام کو وجود دیں اللہ تعالیٰ مقام نہیں کئی مقامات دیں گے۔ اس وقت جتنے حضرات بلند مقام پر نظر آتے ہیں وہ کام سے پہلے اس مقام پر نہیں تھے۔ ایک ہمت کی بات بتادوں جیب کی دائری میں لکھ کر روزانہ دیکھ کر حوصلے بنائیں آپ خود فیصلہ کریں کہ ایک شخص نے قوم و معاشرے میں اپنا ایک مقام بنا رکھا ہے جس کی وجہ سے ہر سو اس کا ''سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ سے'' خیر مقدم ہوتا ہے، دوسرا شخص معاشرے میں اپنا مقام کھو چکا ہے جس کی وجہ سے ہر سو '' سُحقاً سُحقاً سے'' دور کیا جاتا ہے، اب فیصلہ اس بات کا کریں کہ کمال کس کا ہے؟ اول شخص جو اس مقام کو برقرار رکھے اس کا یا دوسرا شخص جو کھوئے مقام کو حاصل کر لے اس کا!! فیصلہ یہ ہے کہ کمال دونوں کا ہے لیکن نسبتاً دوسرے کا کمال پہلے والے سے زیادہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال یہ تھا کہ قوم نے وطن چھڑایا، بلال رضی اللہ عنہ حبشی کو حبشہ، صہیب رضی اللہ عنہ رومی کو روم، سلمان رضی اللہ عنہ فارسی کو فارس چھوڑنا پڑا، لیکن کھویا مقام اس قدر پایا کہ اگر یہ نہ پایا ہوتا تو کچھ نہ پاتے۔ حوصلوں، ذمہ داریوں فکروں اور کاموں سے وہ حاصل ہوتا ہے جو دینار و درہم سے حاصل نہیں ہوتا۔ بس ایک مرتبہ اٹھ کر دیکھیں یہ تو پہلے ہی ہم نے کہہ دیا تھا کہ ترتیب صحیح ہونی چاہیے نیز یہ بھی یاد رکھیے کہ کسی کام کو اٹھ کر دیکھا جاتا ہے دیکھ کر اٹھا نہیں جاتا۔ لہٰذا دیکھ کر اٹھنا الٹی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترتیب ہے اٹھ کر دیکھنا ہے۔

امامت کی دو قسمیں

امامت کی دو قسمیں ہیں، کیوں کہ اسلام نے ہمیں دو قسموں کا تصور دیا ہے۔ایک امامت کبریٰ۔دوم امامت صغریٰ۔

امامت کبریٰ: ظاہری نظام کی درستگی اور پھر اس کی ترقی کے لیے جو شخص طے ہو کر ''حاکم وقت'' ان کو انجام دے، یہ امامت کبریٰ ہے اور وہ شخص امام کبیر ہے۔

امامت صغریٰ: باطنی نظام ''پنج وقتہ نماز، جمعہ اور عیدین'' کی درستگی پھر اس کی ترقی کے لیے جو شخص طے ہو کر ''امام مسجد'' ان کو انجام دے، یہ امامت صغریٰ ہے اور وہ شخص امام صغیر ہے۔لیکن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ (۱) اول ظاہری ''دنیوی'' سلطنت ہے اور ثانی باطنی ''دینی'' سلطنت ہے۔(۲) دونوں میں دونوں جہتیں ہیں لیکن اول میں جہت دنیویہ غالب ہے اور ثانی میں جہت دینیہ غالب ہے۔اب سوچئے کہ ائمہ مساجد کتنے بڑے منصب کے مالک ہیں اور کتنے بڑے درجے پر فائز ہیں!

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت عبید اللہ بن عدی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے جب کہ حضرت عثمان ؓ اپنے گھر میں محصور تھے تو حضرت عبید اللہ نے فرمایا کہ اس وقت امام عام (خلفیہ وحاکم) تو آپ ہی ہیں لیکن جس مصیبت سے آپ دو چار ہیں وہ آپ خود بھی جانتے ہیں (گھر میں محصور ہیں) اور (مسئلہ یہ ہے کہ) ہمیں باغیوں کا امام نماز پڑھا رہا ہے جس کے پیچھے نماز پڑھنے میں ہم حرج (نامناسب وخطا) سمجھتے ہیں (تو اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟)

تو حضرت عثمان ؓ نے فرمایا کہ لوگ (مسلمان) جو بھی اعمال کرتے ہیں ان سب میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اچھا عمل نماز ہے جب لوگ جو بھی اچھے عمل اختیار کریں تو تم بھی ان اعمال میں لوگوں کے شریک رہو، اور جب وہ برے اعمال اختیار کریں تو تم ان کے برے کاموں سے دور رہو (مشکوٰۃ ۶۴)۔

مذکورہ حدیث سے دونوں طرح کی امامت کا بیان ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس وقت امام عام تو آپ ہی ہیں لیکن ہمیں نماز باغیوں کا امام پڑھاتا ہے (اِنَّكَ اِمَامُ عَامَّةٍ، وَيُصَلِّى لَنَا اِمَامُ فِتْنَةٍ)۔ نیز یہ حدیث اخلاق حسنہ وکریمہ کا بھی بلند سبق دیتی ہے اور اس طرف راہ نمائی کرتی ہے کہ آدمی اپنے جانی دشمنوں کے ساتھ کیسا سلوک کرے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے باغیوں کے پیچھے نماز تک سے نہیں روکا ہاں شرعاً جو برے کام ہیں ان میں شرکت سے منع فرمایا۔

ہم امامت کی مذکورہ دوقسموں سے یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ جب امامت کبریٰ (خلافت) کا کام امور المسلمین کا ایسا نظم وانتظام ہے جو عند الشرع مقصود ہے، تو امامت صغریٰ (امامت) کا مقصود وہ کیوں نہ ہوگا پھر صرف نمازوں کے ساتھ تخصیص محل غور ہے۔ [1]

---

[1] مذکورہ دوقسم کی تفصیل "شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی کشف الباری میں بیان کی ہے"۔ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے حکم دیا لیکن افاقہ محسوس ہوا تو آپ مسجد تشریف لے گیے اور ابوبکرؓ کی بائیں جانب بیٹھ کر نماز پڑھائی۔

حضرت نے لکھا ہے کہ اس میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامت کبریٰ (خلافت) کی طرف امت کو اشارہ دینا چاہتے ہیں کہ میرے بعد خلافت کے مستحق ابوبکرؓ ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت، امامت بارزہ ہے اور صدیق کی امامت، امامت کامن ومستتر ہے۔ اسی لیے نہ تو ابوبکر مقتدیوں کی صف میں شامل ہوئے نہ ان کی امامت بالکلیہ معطل ہوئی، بایں معنی کہ حضور بیٹھ کر نماز پڑھا رہے تھے اور صدیق اکبر قائم ہوکر جو اشارہ ہے قیام خلافت کی طرف۔

یہی وجہ ہے کہ الفاظ حدیث میں ابوبکر کو بھی لوگوں کا امام کہا گیا ہے جس طرح ابوبکر کا امام آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا ہے (کشف الباری کتاب الصلوٰۃ ۳۲۳)۔ خلاصہ یہ کہ امامت کبریٰ کی طرح امامت صغریٰ پر بھی مختلف ذمہ داریاں عائد ہیں نہ کہ صرف نماز پڑھانا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امامتِ مسجد کی سچی نظیر

مسجد کی جماعتوں کی امامت کیا ہے اس کو اس کی سچی اور عمدہ نظیر سے سمجھیے۔اسلامی اغراض ومقاصد کے لحاظ سے گویا یہ مسجد کی امامت ایک (باطنی) سلطنت ہے۔جس کے شہنشاہ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔۔۔اور مسجد نبویؐ پارلیمنٹ۔۔۔۔۔اور منبر شریف تختِ شاہی۔۔۔اور قرآن عظیم اور احادیث نبویہ (سنت) آئین سلطنت۔۔۔۔۔اور علمائے عظام پارلیمنٹ کے ممبران۔۔۔۔اور دنیا کی ساری مساجد صوبائی پارلیمنٹ۔۔۔۔اور ان کے ائمہ اس شہنشاہ کے وزراء وخلفاء !!!

فرق دونوں سلطنتوں (ظاہری وباطنی) میں صرف اتنا ہے کہ مشبہ بہ (دنیوی سلطنت) فانی ہے اور مشبہ (باطنی وروحانی سلطنت) غیر فانی۔سبحان اللہ کس قدر عمدہ بے بدل تعبیر ہے!!! مذکورہ تفصیل سے ائمہ مساجد کا جہاں بلند مقام معلوم ہوتا ہے کہ قوم کو چاہیے کہ نماز میں امام کی اتباع کی طرح خارج نماز میں بھی اس کو اپنا امام وپیشوا بنائیں جب کہ وہ شرعاً کوئی راہ نمائی کرے۔وہاں ان کے کام اور ذمہ داریوں کا اشارہ بھی ملتا ہے کہ انہیں قرآن وسنت کو لوگوں میں خوب زندہ کرکے اپنے ماتحت معاشرہ کو کیسا پیارہ بنانا چاہیے !

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحقیق

غور فرمائیں خلافت کے بارے میں حضرت شاہ صاحبؒ کی تحقیق بھی ہماری مذکورہ نظیر پر کتنی اچھی روشنی ڈال رہی ہے۔جس کو حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تحریر کیا ہے۔حضرتؒ نے ''فیوض الحرمین'' میں خلافت کی کچھ اس طرح دو قسمیں بیان کی ہیں۔ایک دینی نصرت کے حکومتی شعبوں (مثلاً جہاد وقتال اور اقامت عدل وغیرہ) میں کسی حکمراں کا رسول

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب بن کر کام کرنا۔ دوسری دعوت وتبلیغ، تعلیم وتربیت اور اصلاح وارشاد کے شعبہ میں نائب بن کر کام کرنا۔ ان دونوں شعبوں اور طریقوں سے خدا طلبی واخلاص کے ساتھ جدوجہد کرنے والے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء ہیں۔

فرق بس یہ ہے کہ پہلی قسم کے خلفاء ظاہری اور بیرونی پہلو کے خلفاء ہیں اور دوسری قسم کے خلفاء باطنی اور اندرونی پہلو کے خلفاء ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے پہلی قسم کا نام خلافت ظاہرہ اور دوسری کا نام خلافت باطنہ رکھا ہے (دین وشریعت ۲۰۸)۔ حضرت کی تحقیق سے ہم ائمہ حضرات کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ خلیفہ کی طرح ان کے ذمہ اقامت جماعت وجمعہ اور وعظ وخطاب کے علاوہ بھی کچھ کام اور کچھ ذمہ داریاں ہیں، وہ صرف نمازوں کے ہی امام نہیں۔ حضرت کے الفاظ پر غور فرمائیں حضرت نے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتربیت اور اصلاح وارشاد فرمایا ہے، صرف نماز پڑھانا نہیں فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ امامت کبریٰ میں اگر امور مسلمین کا نظم خلاف شرع ہو تو اسے خلافت نہیں امارت کہتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وفات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انتخاب خلیفہ کے بارے میں جو تحریر فرمایا ہے وہ بھی ہماری مذکورہ بات کی طرف مشیر ہے۔ فرمایا کہ "آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد امت کے سامنے انتخاب خلیفہ کا جو سوال آیا تو اس کی نوعیت یہ تھی کہ جس طرح آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق اللہ کی ہدایت کے لیے اور دنیا میں اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور اس کا دین پھیلانے کے لیے اور دنیوی نقشہ کو مرضیٔ خداوندی کے مطابق بنانے کے لیے جو جدوجہد کر رہے تھے اور ساتھ ہی دعوت وتبلیغ، تعلیم وتذکیہ، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، جہاد وقتال اور اقامت عدل کی قسم کے کام امت کو ساتھ لے کر انجام دے رہے تھے اب کون ہم میں اس کا زیادہ اہل ہے کہ اس کو آں حضرت کا خلیفہ ونائب مقرر کیا جائے، اس کی نوعیت۔ جیسا کہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ناواقفی سے بہت سے لوگ سمجھتے ہیں۔ ایسی نہیں تھی جیسی کسی حکمراں بادشاہ یا صدر جمہوریہ کے انتخاب کی'' (دین وشریعت ۲۰۶)۔

بل کہ حضرت نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ (خلافت کو چھوڑ کر) اسلام میں ''خود'' حکومت واقتدار صرف اس مقصد کے لیے مطلوب ہے کہ دنیا میں خدا پرستی فروغ پائے، نیکیوں کا رواج ہو اور بداخلاقیوں اور بدکرداریوں کی روک تھام ہو۔ جیسے کہ آیت شریفہ ''اَلَّذِيْنَ إِنْ مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ '' (حج ۴) سے اشارہ مل رہا ہے۔ پھر اسلامی حکومت کی ذمہ داریاں بیان کی ہیں۔ مثلاً نظام تعلیم، ارشاد واحتساب، جہاد، ہر شخص کی ضرورت کی تکمیل اور ایسا انصاف جو بے لاگ ہو (دین وشریعت ۲۱۵)۔

مضامین بالا سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ خلافت وحکومت کا کام دین کو فروغ دینا ہے نہ کہ صرف دنیوی ضروریات کا انتظام۔ تو امامت جیسے خالص دینی شعبہ کا کام (بقدر وسعت) بطریق اولیٰ وہی ہوگا جو صرف آج کے مروجہ امامت کے طریق سے ممکن نہیں اس سے زائد معنی وکام سے ممکن ہے۔

[illegible]

احادیث مبارکہ میں پچاسوں جگہ منبر کا ذکر ہے بندہ نے اس کو جمع بھی کیا تھا، تاہم بخوف طوالت ان کا ذکر مناسب نہیں سمجھا۔ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جسے صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے، ''مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ '' (مشکوٰۃ ۶۸)۔ میرے حجرے اور میرے منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغات (ٹکڑوں) میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض (کوثر) پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوگا۔[۱] (یا ہے)۔

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا منبر شریف کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ روز قیامت میں بعینہ آخرت میں لوٹا دیا جائے گا۔ اس لیے کہ حدیث شریف کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ جب تک کوئی صارف و مانع موجود نہ ہو اس کے الفاظ کو اس کے ظاہری معنی پر ہی محمول کیا جاتا ہے اور یہاں بھی کوئی مانع موجود نہیں۔ ''وَقِيْلَ يُعِيْدُ اللهُ مِنْبَرَه عَلٰى حَالِه فَيُنْصِبُه عَلٰى حَوْضِه... لِاَنَّ الْاَصْلَ بَقَاءُ اللَّفْظِ عَلٰى ظَاهِرِهِ الْمُمْكِنِ وَاللهُ اَعْلَمُ'' (مرقات ۲/۱۹۱) ۔معلوم ہوا کہ دنیا ساری فانی ہے مگر منبر شریف۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حدیث مذکورہ میں منبر شریف کے ذکر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو یہ بتادینا چاہتے ہیں کہ جس طرح پیاسے لوگ اپنی پیاس بجھانے کے لیے حوض و نہر کا سہارا لیتے ہیں اسی طرح جہالت کے مارے مردہ دل لوگوں کی پیاس بجھانے کا ٹھکانہ میرا منبر ہے۔ ''نَبَّهَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى اَنَّ الْمِنْبَرَ مَوْرِدُ الْقُلُوْبِ الصَّادِئَةِ فِيْ بَيْدَاءِ الْجَهَالَةِ كَمَا اَنَّ الْحَوْضَ مَوْرِدُ الْاَكْبَادِ الظَّامِئَةِ''۔

---

[۱] ریاض الجنۃ کے بارے میں تو تقریباً جمہور کا اتفاق ہے کہ وہ اپنے ظاہر پر محمول ہے کہ وہ فی الحال ہی جنت کا ایک ٹکڑا ہے وہ جنت سے اتارا ہوا ہے پھر قیامت کے روز جنت میں منتقل کردیا جائے گا۔ مذکورہ جملہ کا یہ ایک مفہوم ہے ورنہ اس کے اور بھی معانی ہیں۔ ''وَقَالَ مَالِكٌ اَلْحَدِيْثُ بَاقٍ عَلٰى ظَاهِرِهٖ وَالرَّوْضَةُ قِطْعَةٌ نُقِلَتْ مِنَ الْجَنَّةِ وَسَتَعُوْدُ اِلَيْهَا وَلَيْسَتْ كَسَائِرِ الْاَرْضِ تُفْنٰى وَتُذْهَبُ قَالَ ابْنُ حَجَرٍ وَهٰذَا عَلَيْهِ الْاَكْثَرُ'' (مرقات ۱/۱۹۱)۔ یہاں زیر بحث مسئلہ منبر شریف کا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاصہ کلام احادیث مبارکہ میں بار بار منبر کا تذکرہ۔۔۔اور بطور خاص منبر شریف کو آخرت میں منتقل کیئے جانے کا مسئلہ۔۔۔ اور منبر کا ملاعلی قاریؒ کے حوالے سے نقل کردہ فائدہ۔۔۔ یہ ساری چیزیں ہماری اس تشبیہ کی تائید کرتی ہیں کہ منبر شریف غیر فانی ہے۔۔۔اور وہ ایسا تخت شاہی ہے جہاں سے آئین سلطنت کا اعلان ہوتا ہے۔۔۔جس تشبیہ سے ائمہ حضرات کی ذمہ داریاں مترشح ہوئی ہیں۔لہٰذا وہ ائمہ مساجد جو اس منبر کے مالک ہیں انہیں اپنے اس عالی مقام اور عائد ذمہ داریوں کے بارے میں پوری طرح واقف ہوکر ان کے انجام دینے میں متفکر ہونا چاہیے اور انہیں اس مسجدی مشن کو عام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جس کا ذکر اوپر گزرا ہے، اور لوگوں کو منکرات ومعاصی سے بچا کر طاعات وعبادات کی طرف لانا چاہیے اور انہیں یہ نہ سوچنا چاہیے کہ وہ صرف نمازوں کے ہی امام ہیں۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''جامع لاحکام القرآن'' میں آیت شریفہ'' وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَآ أَرَى الْهُدْهُدَ'' ۔حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب ہدہد پرندے کو غائب پایا تو فرمایا کیا بات ہے میں اس کو موجود نہیں پا رہا ہوں۔کے تحت لکھا ہے کہ وہ ایک چھوٹا پرندہ ہوتا ہے، جس کا کام پانی کی تحقیق کرنا تھا کہ کس جگہ زمین پر یا زمین کی تہ میں پانی ہے، اگر ہے تو کتنی گہرائی میں ہے۔اسی لیے کہا گیا ہے۔ ''كَانَ الْهُدْهُدُ مُهَندِسًا'' کہ وہ انجینیر تھا۔

علامہ قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی رعایہ کے احوال سے اس قدر باخبر ہوتے کہ اتنے چھوٹے سے پرندے کے غائب ہونے کی بھی خبر ہوگئی، اس سے اندازہ لگایئے کہ بڑوں کے احوال سے کس قدر باخبر ہوتے ہوں گے۔ پھر اس سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس باخبر ہونے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر عہدے دار شخص کو اپنے ماتحتوں کے احوال کی خبر رکھنی چاہیے، کہ ان میں کیا ہو رہا ہے؟ کیا ائمہ عہدے دار نہیں؟؟

اور'' مَالِیَ لَآ اَرَی الْهُدْهُدَ '' میں امام قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ ابن العربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ تفقد تو آداب میں تھا۔ ہمیں اس تفقد کی آج کتنی ضرورت ہے جب کہ ہمارے یہاں تو فرائض میں کوتاہیاں ہیں۔'' هٰذَا فِی الْاٰدَابِ فَکَیْفَ بِنَا الْیَوْمَ وَنَحْنُ نُقَصِّرُ فِی الْفَرَائِضِ '' (قرطبی ۱۳/۱۷۹)۔کیا ہمارے زمانہ میں کوتاہیاں نہیں؟

آیت شریفہ کے بعد علامہ قرطبیؒ نے مذکورہ مضمون پر حدیث شریف بھی نقل فرمائی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں ان کا حال بھی یہی تھا۔ چناں چہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے تھے اگر فرات کے کنارے پر کوئی بھیڑیا، بھیڑ کے بچے پر حملے کر لے، اس کا شکار کر لے تو اس بارے میں (روزِ قیامت کو) عمر سے سوال ہوگا۔'' لَوْ اَنَّ سَخْلَةً عَلٰی شَاطِئِ الفُراتِ اَخَذَهَا الذِّئْبُ لِیُسْئَلَ عَنْهَا عُمَرُ ''۔ پھر بطور خلاصہ کے لکھتے ہیں '' فَقَدْ دَلَّ الْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ وَبَیَّنَّا مَا یَجِبُ عَلَی الْاِمَامِ مِنَ تَفَقُّدِ اَحْوَالِ رَعِیَّتِهٖ وَمُبَاشَرَةِ ذٰلِكَ بِنَفْسِهٖ '' (قرطبی ۱۳/۱۷۸)۔

وَهَلْ اَفْسَدَ الدِّیْنَ اِلَّا الْمُلُوْكُ	وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُهْبَانُهَا

ائمہ حضرات بھی ایک بڑے منصب کے مالک ہیں وہ بھی قرآن وسنت سے ثابت شدہ ذمہ داری میں شامل ہیں جیسے علامہ قرطبیؒ نے استنباطی روشنی میں فرمایا ہے۔ اگر چہ نصوص میں امام سے صراحت مُراد حاکم وقت ہے۔ لہٰذا وہ ذمہ داری کو سمجھ کر عوام کو دینی ماحول عطا کریں،

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیوں کہ بادشاہ وسربراہ اور علماء وائمہ اپنے ماتحتوں کو جیسا ماحول دیتے ہیں عوام اسی ماحول کو قبول کرتے ہیں حتی کہ ان ہی کے کردار پر مشتمل لوگوں میں تذکرے ہوتے ہیں۔لکھا ہے کہ

- حجاج بن یوسف چوں کہ ظالم وقاتل بادشاہ تھا اس لیے اس کے زمانے میں جب لوگ صبح کو بیدار ہوتے اور ایک دوسرے سے ملاقات ہوتی تو باہم پوچھتے گذشتہ رات کون قتل ہوا، کس کو پھانسی دی گئی؟
- ولید بن عبدالملک کثیر المال صاحب جائداد تھا اور عمارتیں بنانے کا شوقین تھا۔ چناں چہ اس کے زمانے میں لوگ ایک دوسرے سے مکانات کی تعمیرات، نہروں کی کھدائی اور درختوں کی افزائش پوچھا کرتے۔
- جب سلیمان بن عبدالملک نے حکومت سنبھالی تو وہ کھانے پینے اور گانے بجانے کا شوقین تھا۔ چناں چہ لوگ اچھے کھانوں ، گانے والیوں اور لونڈیوں کے متعلق ایک دوسرے سے پوچھتے۔
- اور جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ منصب خلافت کی زینت بنے تو لوگوں کی آپس میں اس قسم کی گفتگو ہوتی۔قرآن کتنا یاد کیا؟۔۔۔ ہر رات کتنا ورد کرتے ہو؟۔۔۔ کتنے نوافل پڑھتے ہو؟۔۔۔فلاں شخص مہینے میں کتنے دن روزے سے رہتا ہے؟ کسی نے سچ کہا ہے۔

’’ اَلنَّاسُ عَلَی دِیْنِ مُلُوکِهِمْ‘‘ کہ لوگ اپنے حکمرانوں کے طریقے پر چلا کرتے ہیں (سنہرے اوراق ۳۰۹ ازتحفۃ الائمۃ ۲۷۳)۔

اس لیے کہا گیا۔شعر۔

مِنْ مَعْشَرٍ سَنَّتْ لَهُمْ آبَاءُهُمْ	وَلِكُلِّ قَوْمٍ سُنَّةٌ وَإِمَامُهَا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہم وہ لوگ ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے ہمارے لیے اچھے طریقے بنا کر دئے ہیں۔
اور ہر قوم کے لیے کچھ اچھے طریقے اور اس کے امام (بزرگ) ہوتے ہیں۔ کیا آپ اپنی قوم کے امام نہیں؟

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ آیت شریفہ " وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ " (سورۃ النمل ۱۷) کے تحت فرماتے ہیں کہ اس آیت سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ کہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ امام وحکام کو چاہیے کہ وہ ایسے محافظ ونگراں مقرر کریں جو لوگوں کو ظلم وگناہ سے روکیں۔

پھر لکھا ہے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے وہ فرماتے تھے" مَا يَزَعُ الْاِمَامُ اَكْثَرُ مِمَّا يَزَعُ الْقُرْاٰنُ کہ قرآن "لوگوں کو" جتنا "ظلم وگناہ" سے روکتا ہے یا روک سکتا ہے اس سے زیادہ امام روکتا یا روک سکتا ہے۔ ابن قاسمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ سے پوچھا "یَزَعُ" کیا ہے؟ تو جواب دیا روکنا۔ (تفسیر قرطبی ۱۶۸/۱۳)۔ کیا امامت صغریٰ کے آپ مالک نہیں، کیا گناہوں سے روکنے کی ذمہ داری آپ پر نہیں؟؟؟

امام کے اسی کردار کی وجہ سے کہ وہ گناہوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے احادیث مبارکہ میں امام (سلطان) کی مدح وتعریف کی گئی ہے۔ ارشاد ہے: حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ۔ " مَنْ اَهَانَ سُلْطَانَ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَهَانَهُ اللّٰهُ" (ترمذی)" وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَاءُ يُفْسِدُوْنَ وَمَا يُصْلِحُ اللّٰهُ بِهِمْ اَكْثَرُ"۔ ترجمہ: تم پر (حاکم ہوں گے ایسے) امراء (جو خود تو) برے ہوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

گے، لیکن اللہ تعالیٰ ان سے جو اصلاح کا کام لیں گے وہ بہت زیادہ ہوگا۔

امام العارف ابو محمد سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ فرمایا بادشاہ ان سے لوگوں نے کہا ہم تو ان کو شرّ الناس سمجھتے ہیں تو فرمایا اللہ تعالیٰ جب مسلمانوں کے مالوں کی اور ان کے کنواروں کی سلامتی کو (جو ان بادشاہوں کی وجہ سے حاصل ہوئی ہو) دیکھے گا تو ان کے تمام گناہوں کو معاف کردے گا ''ينظرُ اللهُ في سَلامةِ أموالِ المُسْلِمينَ وَأبكَارِهِمْ فيَغفرُ له جَمِيعَ ذُنوبِهِ'' اس میں ابکار بکر کی جمع ہے جس میں کئی معانی کا احتمال ہے۔

اور فرمایا ان (بادشاہوں) کے دروازوں پر پڑی ہوئی سیاہ لکڑی مسجد میں وعظ کرنے والے ۷۰ واعظین کے وعظ سے زیادہ کارگر ہے ''الخشباتُ السُّودُ المعلقةُ علَى أبوابِهِمْ أنفعُ لِلمسلمينَ مِن سَبعينَ قاصًّا يَقُصُّونَ فِي المسجِدِ''۔ اس میں سیاہ لکڑی سے یا تو تنبیہ کے لیے رکھی ہوئی لکڑی یا کوڑا مراد ہے یا ان کی سختی سے کنایہ ہے۔ اور حضرت نے یہ بھی فرمایا ''الخَليفةُ إذا كَانَ غيرَ صَالِحٍ فَهُوَ مِنَ الأبْدالِ وَإذَا كَانَ صَالِحًا فَهُوَ القُطْبُ الَّذِي يَدُورُ عَليهِ الدُّنيا'' !!! اللہ اکبر کیا عجیب بات ہے۔ (نبراس شرح شرح العقائد ۳۲۳)۔

امام کے بارے میں یہ خیال بالکل بجا ہے۔'' أَنَّ الإمَامَ لَهُ سُلْطَانًا عَلىٰ الْقُلُوْبِ كَمَا أَنَّ الحُكَّامَ لَهُمْ سُلْطَانًا عَلىٰ الْأجْسَامِ''۔ پھر تو ائمہ حضرات کو اپنے مقام و ذمہ داری کا خوب لحاظ رکھ کر اپنے مقتدیوں کی اچھی طرح اصلاح کرنی چاہیے۔ اصلاح آپ حضرات کا ذمہ بھی ہے اور آپ کا حق بھی۔ لہٰذا اولاً اللہ تعالیٰ سے گذشتہ کوتاہیوں پر خصوصی توبہ فرمائیں اور آئندہ ان ذمہ داریوں کو نبھانے کی پوری کوشش فرمائیں، اور بطور خاص مسلمانوں کی صفوں میں بھرپور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اتحاد واتفاق پیدا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قدم پر آپ کی مدد فرمائیں اور آپ کے ہاتھوں قوم کو اصلاحی چوٹیوں پر پہنچائیں۔ آمین۔

قرآن کریم اور گورنری

احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ مملکت اسلامیہ میں ''شرعی طور'' پر قرآن کریم کے حاملین، اس کے علوم کے ماہرین، مستحق گورنری ہوتے ہیں۔ ملاعلی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے علامہ بغوی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے معالم التنزیل میں تحریر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت نافع بن حارث رضی اللہ عنہ کو مکہ کا گورنر مقرر کیا تھا، اتفاق سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مقام عُسفان میں ملاقات ہوگئی تو ان سے پوچھا کہ تم نے اس وقت مکہ میں (یہاں آنے سے پہلے) اپنا نائب گورنر کس کو مقرر کیا ہے؟

حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ ابن ابزیٰ (عبدالرحمن بن ابزی) کو حضرت عمرؓ نے تعجب سے فرمایا کہ تم نے ایک غلام کو گورنر بنایا؟ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین یہ شخص قرآن کا سب سے زیادہ پڑھا ہوا عالم ہے اور فرائض قرآن سب سے زیادہ جاننے والا ہے اور قرآن کے مطابق فیصلہ کرنے میں سب سے زیادہ ماہر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (یہ شخص پھر تو گورنری کا مستحق ہے) سن لو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ '' (مرقات ۳۳۸/۴)۔

غور وتدبر: قرآن کریم کا علم اگر آدمی کو گورنری کے منصب پر فائز کرسکتا اور اس کا اہل بنا سکتا ہے کہ جس سے دینی ودنیوی امور کا منتظم ہو تو امامت کا منصب آدمی کو اس درجہ پر کیوں فائز نہیں کرسکتا اور اس کا اہل ومسؤل کیوں نہیں بنا سکتا کہ وہ اس سے دنیوی انتظامات نہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سبھی دینی امور کا انتظام کر سکے۔

خصوصاً جب کہ اس کی پیروی کا حال یہ ہے کہ ایک بچہ بالغ ہونے سے لے کر موت تک پنج وقتہ نمازوں اور جماعت کو اس کے پیچھے ادا کرتا ہے اور کمال یہ ہے کہ کسی دن ناغہ ہونے کا نام نہیں۔

چناں چہ اس طرح کی خبر دوسری حدیث شریف میں بھی موجود ہے " لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوْا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْهُ عِنْدَ اَهْلِهٖ لَسَادُوْا بِهٖ اَهْلَ زَمَانِهِمْ "(مشکوٰۃ ۳۷) کہ اہل علم (علماء وائمہ) اگر علم کی حفاظت وصیانت کریں (اس طرح کہ اپنے آپ کو حب جاہ ومال اور اس کی طمع سے بچائیں) اور اس علم کو اس کے اہل پر خرچ کریں اور ان کو سکھائیں جو اس کے اہل (طالب) ہوں تو وہ اپنے زمانہ کے آقا وسردار بنے رہیں (اگر چہ یہاں دنیوی حکومت کا حاصل ہونا مراد نہیں) ایسے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ماسواء کو ان کے زیر قدم اور زیر قلم اور ان کے عقل واحکام کے تابع بنادے۔ " لِاَنَّ مِنْ شَأْنِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنْ يَكُوْنَ الْمُلُوْكُ فَمَنْ دُوْنَهُمْ تَحْتَ اَقْدَامِهِمْ وَاَقْلَامِهِمْ وَطَوْعَ اٰرَائِهِمْ وَاَحْكَامِهِمْ "(مرقات ۱/۳۱۰)

اس بارے میں جب مسائل اعتقادیہ کی طرف جھانکتے ہیں تب بھی اس مسئلہ کی کچھ نہ کچھ اصل وجڑ ہاتھ لگتی ہے۔ کہ نصب امام واجب ہے، شرط یہ ہے کہ تنفیذ احکام پر قدرت حاصل ہو۔ لیکن یہ کامل امارت کی شرط ہے۔ اگر کامل امارت نہ بھی پائی جائے تو اس سے کلی وجوب ساقط نہیں ہوتا بل کہ اپنی مقدرت وبساط کے بقدر اس کی ادائیگی لازم ہوگی (علامہ سید سلیمان ندویؒ ہماری ملی ذمہ داریاں)۔ اس سے بھی قوم میں سب سے زیادہ مسؤل امام کا مسئلہ مترشح ہوتا ہے، کیوں کہ یہ امامت بھی امامت کبریٰ کی شاخ ہے۔

ائمہ حضرات کی ذمہ داریوں پر مشتمل ان بحثوں کی مراد یہ نہیں کہ وہ ایک حاکم وقت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی طرح مسلمانوں کے جملہ امور کے مالک ہیں اور وہ ان کے ذمہ دار ہیں، نہیں بل کہ اپنی بساط کے بقدر نمازوں کے ساتھ ان پر ذمہ داری یہ ہے کہ بقاء دین اور ترویج دین کے مختلف مراحل وادوار کو عمل میں لائیں کوئی موقع ہاتھ سے ایسا نہ چھوڑیں جس سے دینی افادہ ممکن ہو اور افادہ سے رہ جائے۔

سیرت طیبہ پر ایک نظر اور احساس ذمہ داری

سرکار مدینہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کی کیسی، کتنی، کن کن جگہوں، کن کن اوقات میں اور کن کن چیزوں میں خبر گیری کی ہے اس کی کچھ جھلک پیش کی جاتی ہے، تاکہ ہمیں اس مبارک اسوہ سے آپ کی اتباع کرنا آسان ہو۔

تو آیئے اور غور کیجئے کہ آپ نے کبھی تو کمال وضو کا حکم دیا۔ "اَسْبِغُوا الْوَضُوْءَ---- ایڑھیاں خشک رہ گئیں تو وعید سنائی "وَيْلٌ لِلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ"---وضوء کی فضیلت سمجھائی "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا"--- طہارت میں انقطاع وسوسہ کا طریقہ سکھایا "اِذَابَالَ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَه"---نماز کی فضیلت کو درخت کے پتے جھڑنے سے سمجھایا "اَبُوْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ اَلْوَرَقُ يَتَهَافَتُ"---نماز کی صفوں کی درستگی سکھائی "سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ"۔

خلاد بن رافع رضی اللہ عنہ کو تعدیل ارکان سکھائے اور دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا "اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ"---نماز کو اچھی طرح نہ پڑھا تو نماز کی چوری سے تعبیر کر کے نماز پر خوب دھیان دلایا "اِنَّ اَسْوَءَ النَّاسِ سَرِقَةً مَنْ يَّسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ"---امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کرتے سنا تو انہیں یہ کہہ کر روکا "مَالِيَ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ"---کبھی تو سواری پر (نفل) نماز پڑھنے کو سکھایا "يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ"---کبھی باغات میں نماز پڑھ کر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس کی پسندیدگی ظاہر فرمائی "یَسْتَحِبُّ الصَّلٰوۃَ فِیْ حِیْطَانٍ اَیِ الْبَسَاطِیْنِ"۔۔۔

ابو بکرۃ صحابیؓ کو صف میں ملنے سے پہلے رکوع کرتے ہوئے شامل ہونے سے روکا اور فرمایا اللہ تمہاری نیکی کی حرص میں اضافہ فرمائیں لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا۔۔۔ جب حضرت معاذؓ نے سورۃ بقرہ پڑھ کر نماز طویل کر کے پڑھائی تو سورۃ الشمس اور والضحیٰ پڑھنے اور نماز کو خفیف پڑھانے کی تاکید فرمائی۔۔۔اسی طرح قرآنی آیات، دعائیں، تشہد اور قنوت وغیرہ سب کچھ سکھایا۔۔۔ یہ اور ان کے علاوہ بہت سی اصلاحات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں، یہ اصلاحات تو صرف نماز سے متعلق ہیں جو ہم نے بطور نمونہ پیش کی ہیں۔۔۔

اور نماز کے علاوہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اصلاحات اور راہ نمائی فرمائی وہ تو بے شمار ہیں البتہ بطور نمونہ چند کو ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ مثلاً: کہیں تو آپ نے دین میں نئی بات پیدا کرنے سے منع فرمایا اور اس کی مذمت فرمائی "مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا۔۔۔"۔ ظلم کرنے سے سختی سے روکا "اِتَّقُوْا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ"۔۔۔ دلوں میں گذرنے والے خطرات سے باخبر کیا کہ کبھی شیطانی ہوتے ہیں اور کبھی فرشتہ کی جانب سے "لَمَّۃُ الْمَلَکِ وَلَمَّۃُ الشَّیْطَانِ"۔۔۔کسی نے قیامت کے متعلق سوال کیا کہ کب آئے گی تو آپ نے اس کی تیاری کا سوال فرما کر، سوال سے عمل کی طرف پھیر دیا "مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ وَیْلَکَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَھَا"۔ اپنے حالات میں تقدیر پر اعتماد کر کے حالات سے نہ گھبرانا سکھایا۔ "جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا اَنْتَ لَاقٍ"۔

دین کی جڑ اور اس کی بنیاد بتائی "اَلَا اَدُلُّکَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِہٖ"۔۔۔کبھی کارآمد باتیں بتائیں "اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ"۔۔۔عذاب قبر سے واقف کیا اور اس سے ڈرایا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

"مَرَّ النبیُ ﷺ بِقَبْرَیْنِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ"۔۔۔کہیں حضور ﷺ کے دائیں بائیں ہاتھ کے علیحدہ کام سے ان کے صحیح استعمال کی طرف راہ نمائی فرمائی گئی "کَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللہِ ﷺ الْیُمْنٰی لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ"۔

کبھی انسانی بھیڑئے سے باخبر کر کے اپنی امت کو ہلاکت سے بچایا "اَلشَّیْطَانُ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ"۔۔۔کبھی انفاق مال کی طرف توجہ دلائی "اَنْفِقْ یَا بِلَالُ وَلَا تَخْش"۔۔۔حتی کہ معمولی چیز کے صدقہ کو بھی یوں فرما کر سراہا کہ چاہے بکری کا کھر ہی ہو "یَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةً"۔۔۔بائیں جانب اور اپنے پیروں کے نیچے تھوکنا سکھایا "وَلْیَبْصُقْ عَنْ یَسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ"۔۔۔موزے پر مسح کرنا سکھایا۔فتح مکہ کے وقت موزے پر مسح کرنے پر پوچھا گیا تو فرمایا میں نے قصدا کیا ہے جس کی غرض سکھانا تھا "عَمَدًا صَنَعْتُهٗ"۔

بس اس طرح کہیں جہاد۔۔۔اخوت و بھائی چارگی۔۔۔ذکر اللہ کی کثرت۔۔۔تعلیم وتعلّم۔۔۔تقویٰ وتوکل۔۔۔ریاضت ومجاہدہ۔۔۔صلہ رحمی۔۔۔شفقت ورحمت وغیرہ پر آمادہ فرمایا۔۔۔کہیں عورتوں۔۔۔والدین۔۔۔راستوں۔۔۔حاکم۔۔۔جانوروں وغیرہ کے حقوق سمجھائیں۔۔۔اور مالداروں کو انفاق مال۔۔۔غرباء کو قضاء قدر پر اعتماد۔۔۔پردہ نشین عورتوں کو عصمتوں کی حفاظت۔۔۔عورتوں کو کثرت صدقہ۔۔۔کسانوں،تاجروں وغیرہ کو حلال رزق حاصل کرنا۔۔۔مزدوروں کو امانت داری سے کام کرنا اور ان کی اجرت پسینہ خشک ہونے سے پہلے دینا وغیرہ سب ہی کچھ سکھایا۔

ان طبقات کے افراد کو نہ صرف احکام ومسائل سکھائے۔بل کہ ان کے آسان طریقے۔ان کے فضائل۔ان کی تدابیر۔ان کے مصالح وحکم۔ان کے علوم ومعارف۔ان کی فکر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وسوچ اوران اعمال کی صحت وخرابی اوران کی کمی وکوتاہی وغیرہ سب ہی کوکھول کھول کر بتایا۔

حتی کہ آپ ان چیزوں کے سکھانے کا مطلب یہ نہیں سمجھتے تھے کہ صرف ایک مرتبہ انہیں بتادیا تو کافی ہوگیا، بل کہ آپ اس کی اس وقت تک نگرانی بھی فرماتے تھے جب تک ٹھیک سے عمل پر نہ آتا۔ اوران چیزوں کو واقع فی النفس کے لیے آپ مختلف اسالیب بھی اختیار فرماتے کبھی انگلیاں ۔۔۔ ہاتھ ۔۔۔ کندھا پکڑ کر ۔۔۔ کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ۔۔۔ یا تو اظہار محبت میں ۔۔۔ یا سوال کے ذریعہ مثلا میری امت کا مفلس کون ہے؟ ''اَتَدْرُوْنَ مَنِ الْمُفْلِسِ؟'' ۔ یا حسی مثال کے ذریعہ مثلا درخت کی ٹہنی کو حرکت دے کر۔

ان چیزوں کو سکھانے کے لیے کبھی تو نماز پنج گانہ کے اوقات پسند فرمائے ۔۔۔ اور کبھی تو جمعہ اور عیدین کے ۔۔۔ اور کبھی حسب موقع ان اوقات مذکورہ کا انتظار بھی گوارا نہیں فرمایا بل کہ بے وقت ''اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ'' سے منادی کرا کر سب کی حاضری میں ہدایت فرمائی۔

جیسے ایک شخص کھلے میدان میں برہنہ غسل کر رہا تھا تو منادی کے بعد منبر پر تشریف فرما کر ہدایت کی " اَللّٰہُ حَیِیٌّ سِتِّیْرٌ یُحِبُّ الْحَیَاءَ وَالتَّسَتُّرَ"۔ اور قوم مضر کا واقعہ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت آئے تو ان کے فقر وفاقہ کو دیکھ کر منبر پر تشریف لے جا کر صدقہ کی ترغیب دی۔ اوران کی تعلیم میں مصروفیت سے آپ کی سنت الظہر بھی پڑھنے سے رہ گئی۔ کبھی تو پیش آمدہ باتوں پر راہ نمائی کے لیے مسجد جانے کی مہلت بھی گوارا نہیں فرمائی بل کہ موقعہ واردات پر ہی بالمشافہ ۔۔۔ یا تو راستوں ۔۔۔ پہاڑوں ۔۔۔ سواریوں پر یا بازاروں ۔۔۔ جنگلوں ۔۔۔ باغات ۔۔۔ کھیتیوں اور گھروں میں راہ نمائی فرمائی پھر یا تو رات میں یا دن میں علی الصبح بھی۔ وقت آخر بھی۔ سوتے اٹھتے بھی صراحتًا واشارۃً بھی باوضوء اور بے وضو بھی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بحث مذکور کا خلاصہ

ان تفصیلی گوشوں سے معلوم ہوگیا کہ آں حضرت ﷺ نے منصب امامت پر رہ کر مقتدیوں کی نہ صرف نمازوں کی صحت وفساد کی نگرانی کو اپنی ذمہ داری سمجھا ہے بل کہ نماز کے علاوہ ہر حال میں ہر جگہ ہر چیز میں اصلاح وراہ نمائی کو اپنی ذمہ داری سمجھا ہے۔ان کو پڑھ کر کون یہ سمجھے گا کہ آپ ﷺ کے نائبین کا کام صرف نماز پڑھنا اور پڑھا لینا اور جمعہ قائم کر دینا ہے۔

جب ائمہ حضرات نے اپنے فرائض منصبی کو فراموش کر دیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ غیر عالم بل کہ بے نمازی بے ریش اراکین مساجد بھی ان پر سوار ہو گئے۔ اگر وہ اپنے فرائض کو انجام دیتے تو نمازوں کی طرح خارج نماز میں بھی لوگ ائمہ حضرات کے تابع ہوتے اور ان کی راہ نمائی کو باعث شرف خیال کرتے اور ان کو حقیقی پیشوا سمجھتے۔

لہٰذا ائمہ حضرات آپ ﷺ کے نائب بن کر نئے جذبات لے کر اٹھیں اور انتھک محنت کے ذریعہ مثالی اصلاح وفکر فرما کر معاشرہ کو مثالی بنانے کی بھر پور کوشش کریں۔ اصلاح کرنا آپ کی ذمہ داری بھی ہے اور آپ کا حق بھی۔اللہ تعالیٰ مٹتے دین کو زندہ کرنے میں حضور ﷺ کی اتباع کی ہمیں توفیق نصیب فرمائیں۔آمین۔

مختصر طریقہ کار برائے ائمہ!!!

ہم نے ائمہ حضرات کو صرف ذمہ داری کا احساس ہی نہیں دلایا بل کہ خالص بفضل تعالیٰ ان کی کام کے لحاظ سے پوری راہ نمائی بھی کی ہے، اور اصلاح امت اور اصلاح معاشرہ کے مختلف طریقہ کار بتانے میں سیر حاصل مباحث بھی پیش کیے ہیں جو ان شاء اللہ حصۂ دوم میں آئے چاہتے ہیں۔اسی حصہ دوم سے ائمہ کی صرف ہمت افزائی کے لیے طریقۂ اصلاح کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اصل طریقۂ کار سے متعلق ایک ضروری انتباہ یہ ہے کہ ابھی آپ اس اصلاحی کام اور اس کے امور کا تذکرہ جمعہ کے خطاب میں نہ کریں، کیوں کہ اب ایمانی ضعف اس درجہ پایا جارہا ہے کہ بیانات کو سننا بھی من جملہ رسومات میں سے ایک رسم بن چکا ہے، بل کہ اگر کہا جائے کہ گاہِ گاہِ بیان کرنا بھی ایک رسم بن چکا ہے تو شاید غلط نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائیں غیبت مقصود نہیں لیکن اصلاحی توجہ کے ناتے کہنے پر مجبور ہوں کہ ایسے خطیبوں کو بھی سنا ہے کہ خطابت اپنی صریح دلالت میں صرف رسم کی ترجمان نہیں، ترجمان خواہشات نظر آتی تھی، حب جاہ وحب مال کی بو آتی تھی۔ العیاذ باللہ۔

مشروع ومسنون طریقہ اصلاح برائے ائمہ

(۱) نماز کے سلام پھیرنے کے بعد قبل الدعا آپ مصلیٰ پر کھڑے ہوکر منکر سے نہی کریں۔ روزانہ نہ کریں ایک دو ایک دو روز میں ایسا کریں۔ جب آپ کسی کو کوئی خلاف شرع کام کرتے دیکھیں یا سنیں تو نام لیے بغیر عام اور حسین اسلوب میں ممانعت کریں۔

(الف) ایک مرتبہ آں حضرت ﷺ نے فجر کی نماز کافی تاخیر سے پڑھائی اور ہلکی بھی پڑھائی، جب سلام پھیرا تو بلند آواز سے فرمایا ”جس طرح تم لوگ بیٹھے ہو اسی طرح اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہنا“ پھر آپ ﷺ نے وہ بات ارشاد فرمائی جو مقصود تھی (مشکوٰۃ ۱۷)۔

(۲) ضرورت کے وقت اقامت کے بعد بھی قبل التحریمہ کہہ سکتے ہیں۔ روایت میں ہے صف میں ایک شخص تھوڑا آگے بڑھا ہوا تھا تو آں حضرت ﷺ نے اس کو درست کھڑے رہنے کو فرمایا (عن نعمان مشکوٰۃ ۹۷) بل کہ بعض روایت میں تو صف میں جاکر درست کرنے کا بھی ذکر ہے۔

(۳) جب نہایت ہی اہم بات ہو تو منبر پر چڑھ کر بھی آپ کہہ سکتے ہیں منبر ہی کی وجہ سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ممانعت کی اہمیت واضح ہوگی منبر کا استعمال صرف جمعہ کے خطبہ ہی کے لیے نہیں۔ایک شخص کھلے میدان میں برہنہ غسل کر رہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو جمع کیا اور عام اسلوب میں اس کی سختی سے ممانعت فرمائی (عن یعلی مشکوٰۃ ۴۹)۔

منبر سے اصلاح کی دوسری روایات ملاحظہ ہو: عن ابی ھریرۃ۔ علی أعوادِ منبرہ (مشکوٰۃ ۱۲۱)۔عن عمارۃ علی المنبر قال اجلسُوا (مشکوٰۃ ۱۲۴)۔آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت فرماتے جب کہ منبر پر ہوتے ''مَابَالُ اَقوامٍ'' قرآن میں عام اسلوب یوں ہے''فما بال القرُونِ الاولیٰ...

(۴) حیرت کی بات یہ ہے کہ معلم امت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کی غرض سے نماز (صرف قیام ورکوع) بھی منبر پر پڑھائی ہے (عن سہل مشکوٰۃ ۹۹)۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ ابھی ہم اس آخری درجہ پر پہنچ جائیں جب کہ شروع کے درجات ہی کوئی نہیں جانتا۔ابھی ہم پہلے دو درجوں کو اختیار کریں حالات کا تفقد بھی مصلح کے لیے از حد ضروری ہے۔[1]

خطابت سے متعلق ضروری انتباہ

(۱) اگر بیان سے عوام کی ذہن سازی نہ کر سکیں تو اس میں کونسی فکر کی بات ہے، اسلامی مصادر میں کسی جگہ اس کی فرضیت ثابت نہیں۔دو چیزوں میں فرق سمجھیں خطابت مروجہ علیحدہ ہے اور

---

[1] اس وقت کتاب ہذا کی تالیف کا سبب بھی بندے کی اس طرح کی امامت سے دل کا داعیہ ہے۔ ۱۹۸۶ء میں فراغت کے بعد چند سال امامت کے دوران روزانہ ۱۵ منٹ دینی دلچسپی پر علمی، حکمتی، نکاتی گفتگو کرتا۔پھر دھیرے دھیرے شریعت ''معرفات ومنکرات'' پر لاتا، ہر چیز پر اہتمام سے قرآن وحدیث، سیرت اور اسلاف کے حالات پیش کرتا، لوگوں میں اس قدر رغبت پیدا ہوئی کہ بازاروں سے آنے والا طبقہ مزید ۱۵ منٹ رک جاتا، بل کہ دوسری مساجد کے نمازی بھی وہاں آتے جس کا مثبت اثر خواتین پر بھی ہوتا۔وللہ الحمد۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ذہن سازی علیحدہ۔ خطابت ضروری نہیں ذہن سازی کافی ہے، تبلیغی عوام حضرات۔ ماشاء اللہ۔ وجزاہم اللہ۔ ایسی ذہن سازی کر لیتے ہیں کہ پھر چلہ و چار ماہ کی لوگ تیاری بھی بتاتے ہیں یہ ہے ذہن سازی کیوں کہ وہ واقع میں فکر دین فکر امت میں غرق ہوتے ہیں۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر خود لکھ کر یا کسی رسالہ سے فکری مضمون مطالعہ کے بعد سنا دیں

(۳) اپنے یہاں کے مؤقر عالم سے کام لیں۔

(۴) دوسری مسجد کے امام صاحب کو نوبت بنوبت بلا کر کام نکال لیں۔ اس قدر طریقے ہوتے ہوئے گھبرانے کی کیا ضرورت۔

(۵) فرض کرلو کہ واقع میں کسی بھی طریقہ کی گنجائش (باوجود خلوص وقلوب کی گنجائش کے) نہیں تو دعا تو کر سکتے ہیں، دل کو بے قرار تو بنا سکتے ہیں بس دعا کرو اور اتنی کرو کہ اللہ تعالیٰ نظام مساجد اور منصب امامت کے اہداف کو زندہ فرما دیں۔

خاتمۂ کتاب میں آخری دو باتیں

کام شروع کرنے سے پہلے ذاتی انقلاب ائمہ اگر واقعۃً کام کا ارادہ رکھتے ہیں تو مؤثر اور مجرب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنی ذات میں ماضی کے مقابلے میں کچھ نہ کچھ ضرور انقلاب لائیں۔ مثلاً اپنا یقین اللہ تعالیٰ کی ذات پر باندھ لیں، اس پر توکل ضرور پیدا کرلیں۔۔۔ مخلوقات سے امید وخوف ختم کردیں اور ان کے تأثرات کو مٹا دیں۔۔۔ اپنی نمازوں اور دعاؤں میں بالقصد وبا تکلف جان پیدا کریں۔۔۔ سنتوں کو بالعظمت والعبادت اختیار کریں۔۔۔ اور اخیر میں فکر دین فکر امت تھوڑی بہت ضرور پیدا کریں۔۔۔ دل میں اس کی کچھ نہ کچھ سیٹنگ ضرور کریں پھر کام شروع کریں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دوسری بات مقصد کے مقصد سے آگاہی: ہر چیز کا ایک مقصد ہوتا ہے لیکن گہرائی میں جا کر دیکھیں تو اس مقصد کا بھی مقصد ہوتا ہے مثلاً کائنات کی تخلیق کا مقصد خدمت انسان ہے لیکن خود تخلیق انسان کا مقصد عبادت خداوندی اور اس کی صحیح معرفت ہے، بس اسی طرح اس تالیف کا مقصد نظام مساجد اور منصب امامت کو خیر القرون کے نہج پر لانا ہے اور یہ آخری مقصد نہیں اس کا بھی مقصد اصلاح امت اور اصلاح معاشرہ کرتے ہوئے ان کی بے مثال تعمیر ہے۔

اگر آپ نے خاتمۂ کتاب کی ان باتوں کو ''عملاً'' اختیار کر لیا تو آپ مقتدیوں اور منتظمین مساجد کے زیر اثر اور ان کے غلط دباؤ سے آزاد بھی ہو جائیں گے اور ''مافوق التصور'' بلند مقام کے مالک بھی ہوں گے بایں معنی کہ لوگ آپ کو خارج مسجد بھی اپنا امام وقائد تسلیم کرتے ہوئے اپنی پلکوں پر بٹھائیں گے۔ وماذلك على الله بعزيز۔

اب دعا فرمائیں۔ میری دعا پر آپ آمین فرمائیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا (جَمِيْعًا) فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ آمین۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

تمت بحمد اللہ تعالیٰ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مراجع ومصادر

اسماء الکتب	اسماء المصنفین	مطبع ومکتبہ
قرآن شریف		
ابن ماجہ شریف	ابو عبداللہ محمد بن یزید قزوینی	اشرفی بک ڈپو دیوبند
ابن حبان	حافظ محمد بن حبان ابو حاتم	دار الکتاب العلمیۃ بیروت
ابو داؤد شریف	ابو داؤد حافظ سلیمان الاشعث سجستانی	بلال بک ڈپو، رشیدیہ دھلی
احیاء علوم الدین	حجۃ الاسلام امام غزالی	رشیدیہ کوئٹہ
احسن الفتاوی	مفتی رشید احمد لدھیانوی	ایچ، ایم سعید کمپنی کراچی
اسلام اور جدید معاشی مسائل	شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی..	
اسلام کا نظام مساجد	مولانا ظفیر الدین پورہ نوڈیہاوی	ناشر دار الاشاعت کراچی
اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ	ابو الحسن عز الدین علی بن محمد جزری	طہران
اصلاحی خطبات	شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی	میمن اسلامک پبلیشرز کراچی
اعلام الموقعین	ابو عبداللہ محمد بن ابو بکر ابن قیم جوزیہ...	مصر
امام اعظم کے حیرت انگیز واقعات	مولانا عبد القیوم حقانی	مکتبہ یادگار شیخ سہارنپور
آسیب کا علاج	مفتی رشید احمد لدھیانوی	دار الافتاء والارشاد کراچی
بخاری شریف	ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل بخاری	یاسر ندیم دیوبند۔ نور محمد دھلی
البدایۃ والنھایۃ..	حافظ ابن کثیر دمشقی	مکتب التحقیق/لاھور
تاریخ کبیر	ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل بخاری	حیدر آباد
تبلیغ بالیقین کار نبوت ہے	مولانا حافظ محمد احمد	فیصل دھلی
تحفۃ الائمۃ	مولانا محمد حنیف عبد المجید	یوسفیہ دیوبند
ترمذی شریف	ابو عیسیٰ محمد عیسیٰ	کتب خانہ رشدیہ دھلی
تراشے	شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی	جاوید دیوبند
ترجمہ مفتاح العارفین	حضرت سلطان باہو	لاھور پاکستان
ترجمہ مفتاح اللطائف	خواجہ محمد اسلم بن خواجہ جلال الدین	لاھور پاکستان
ترجمہ انتباہ المریدین	حضرت شیخ محمد چشتی	لاھور پاکستان
ترجمہ اسرار الطریقت	شاہ محمد غوث بن سید قادری	لاھور پاکستان
ترجمہ اورنگ شاھی	حضرت سلطان باہو	لاھور پاکستان
تزکیہ واحسان	شیخ ابو الحسن علی الندوی...	مجلس تحقیقات لکھنؤ
التعلیق الصبیح	مولانا ادریس کاندھلہ	فخریہ دیوبند
تفسیر الجامع لاحکام القرآن	ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی	بیروت لبنان
تفسیر مفاتیح الغیب	امام فخر الدین رازی....	محمد عبد الرحمن جامع ازھر قاھرہ
تفسیر لابن الکثیر	حافظ ابن کثیر	دار المعرفۃ بیروت لبنان
تفسیر روح المعانی	شھاب الدین سید محمد آلوسی بغدادی	بیروت لبنان
تفسیر معارف القرآن	مفتی شفیع پاکستانی	رشیدیہ سہارنپور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

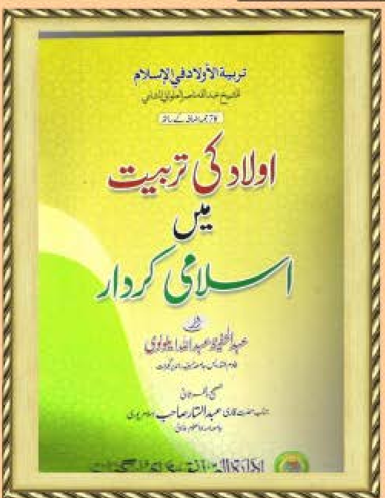
تفسیر معارف القرآن	مولانا ادریس کاندھلہ	فرید بک ڈپو دیوبند
جامع بیان العلم	ابن عبد البر اندلسی	دار الکتب العلمیۃ/مصر
جمع الفوائد	محمد بن محمد بن سلیمان	مصر
جواھر الفرائد(شرح عقائد)	مفتی محمد یوسف تاؤلوی	تھانوی دیوبند
جواھر مجددیہ	سوانح شیخ احمد سرھندی	لاھور پاکستان
حلیۃ الاولیاء	ابو نعیم	دار الفکر
حیاۃ الصحابۃ عربی	مولانا محمد یوسف کاندھلہ	دار القلم دمشق حلبون
خطبات حکیم الامت	مولانا اشرف علی تھانوی	اشرفی بک ڈپو دیوبند
خیر القرون کی درسگاھیں	قاضی اطھر مبارک پوری	فرید بک ڈپو دیوبند
دلچسپ اور حیرت انگیز واقعات	قاری ابو الحسن اعظمی	مکتبہ صوت القرآن دیوبند
دین وشریعت	مولانا محمد منظور نعمانی	الفرقان بک ڈپو لکھنؤ
روضۃ الصالحین	مولانا محفوظ الحسن سنبھلی	مکتبہ عالیہ دھلی
	خلاصہ وترجمہ	
تنبیہ الغافلین	فقیہ ابو اللیث سمرقندی	
رسالہ ختم نبوت	صاحب مقالہ مولانا محمد یوسف بنوری	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
سراج السالکین ترجمہ	ریاض الصالحین۔ امام غزالی	لاھور پاکستان
سنن بیہقی	ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	دار المعرفۃ/المعارف
سنھرے اوراق	عبد الملک مجاھد	دار الاسلام پاکستان
سیرت ابن ھشام	عبد الملک بن ھشام بصری	مصر
شامی	علامہ ابن عابدین شامی	ایچ ایم۔سعید کمپنی کراچی
شرح العقائد	علامہ سعد الدین تفتازانی	رشیدیہ دھلی
شرف اصحاب الحدیث	خطیب بغدادی	ترکی
الطبرانی(المعجم الکبیر)	علامہ طبرانی	کراچی
طبقات ابن سعد	محمد بن سعد واقدی بغدادی	بیروت/ کراچی
علماء دیوبند(عربی)	قاری طیب، تعریب مولانا نور عالم	دار العلوم دیوبند
العلم والعلماء	مرتب مولانا محمد زید افادات از تھانوی رحمہ اللہ	ادارہ افادات اشرفیہ باندہ
عقود الجمان فی مناقب النعمان	شمس الدین محمد بن یوسف دمشقی	حیدر آباد
غم نہ کریں ترجمہ لاتحزن	مترجم غطریف شھباز	دار العالمیۃ الریاض
فتاویٰ عالمگیری	اورنگ زیب عالمگیر	رشیدیہ کوئٹہ بلوچستان
فتاویٰ دار العلوم	مفتی عزیز الرحمن لدھیانوی	دار الاشاعت کراچی
فتاویٰ رحیمیہ	مفتی عبد الرحیم لاجپوری	دار الاشاعت کراچی
فتح القدیر	کمال الدین محمد بن عبد الواحد	ذکریا دیوبند
فضائل اعمال ۱-۲	شیخ زکریا کاندھلہ	دینیات ممبئی
الفقیہ والمتفقہ	خطیب بغدادی	بیروت
فیوض الحرمین	شاہ ولی اللہ محدث دھلوی	
فیض ابرار	بیانات شیخ ابرار احمد دھلیوی	باھتمام مولانا محمد اقبال زامبیا
فیض القدیر	علامہ مناوی	دار الباز
قدوری	احمد بن محمد بن جعفر	یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند
قومہ وجلسہ میں اطمینان کا وجوب	مولانا فضل الرحمن اعظمی	مکتبہ النور کراچی

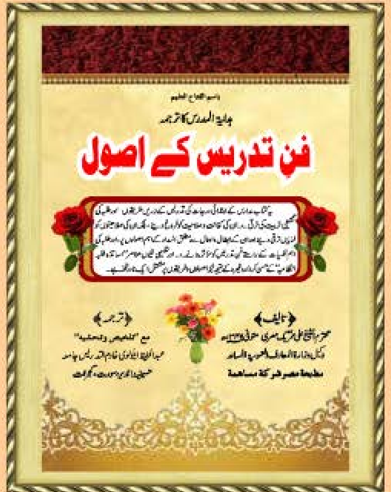
{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کاروان زندگی	شیخ ابو الحسن علی الحسنی الندوی	مکتبہ اسلام لکھنؤ
الکاشف عن حقائق السنن	حسین بن محمد بن عبد اللہ طیبی	ادارۃ القرآن کراچی
کتاب الصلوٰۃ	امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی	
کتاب الزھد	امام احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی	
کتاب الخطط والاثار	علامۃ المقریزی	مصر
کرامات امدادیہ	شاہ امداد اللہ مہاجر مکی	کتب خانہ ھادی دیوبند
کشکول معرفت	مولانا محمد حکیم اختر	کتب خانہ مظہری کراچی
الکفایۃ فی علم الروایۃ	خطیب البغدادی	حیدر آباد
کنز العمال	علاء الدین علی متقی	دار الکتاب العلمیۃ بیروت
ماھنامہ البلاغ	صاحب مقالہ قاضی اطہر مبارکپوری	صابو صدیق مسافر خانہ بمبئی
مجمع الزوائد	حافظ ابو بکر نور الدین	دار الفکر
المحدث الفاصل بین...	قاضی حسن بن عبد الرحمن رامھرمزی	بیروت
مرقات المفاتیح (شرح مشکوٰۃ)	ملا علی قاری (طبع ۱۳۹۲ھ)	امدادیہ ملتان/نور محمد کارخانہ کراچی
مسجد کی آبادی کی محنت	مولانا محمد سعد کاندھلہ	نصیر بک ڈپو دھلی
مسلم شریف	ابو الحسن مسلم بن الحجاج القشیری	بلال دیوبند/رشیدہ دھلی
مسند امام احمد	احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی	دار الفکر
مستدرک حاکم	محمد بن عبد اللہ حاکم نیساپوری	دار المعرفۃ/حیدر آباد
المساجد (عربی)	حسین مؤنس	المجلس الوطنی کویت
مسائل امامت	مولانا رفعت قاسمی	رضی دیوبند
مسائل امامت	مولانا غلام رسول منظور پھراوی	ثاقب بک ڈپو دیوبند
مشکوٰۃ شریف	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی	بلال دیوبند
مصنف ابن ابی شیبۃ	ابو بکر عبد اللہ بن محمد	دار الفکر بیروت/حیدر آباد
مظاھر حق جدید3	محمد قطب الدین خان دھلوی	ادارہ اسلامیات دیوبند
معارف السنن	مولانا محمد یوسف بنوری	کراچی
معیار السلوک	مولانا ھدایت علی نقشبندی جے پوری	الھدایت اسلامیک ریسرچ
مکتوبات امام ربانی	حضرت مجدد الف ثانی	سید احمد شہید لاھور
ملفوظات مولانا محمد الیاس	مولانا محمد منظور نعمانی	عزیزیہ دیوبند
مناقب الامام الاعظم	علامہ کردی	دائرۃ المعارف دکن ۱۳۲۲ھ
مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت	شیخ ابو الحسن علی الندوی	اریب پبلیکیشنز نئی دھلی
مواعظ عبیدیہ	مولانا محمد الیاس قاری بندۂ الٰھی	کل ھند تنظیم المسلمین دھلی
النبراس شرح شرح العقائد	محمد عبد العزیز فرھاری	امدادیہ ملتان
نزھۃ النظر شرح نخبۃ	احمد بن علی عسقلانی	نور محمد آرام باغ کراچی
وحدت امت	مفتی محمد شفیع عثمانی	دار الاشاعت کراچی
ھماری پریشانیاں اور ان کا حل	شیخ محمد منشاوی	بیت العلوم انار کلی لاھور
ھماری ملی ذمہ داریاں	حضرت مولانا سید سلیمان ندوی	
ھدایہ	برھان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی	فیصل دیوبند/اشرفی بک ڈپو دیوبند
یاد ایام	مولانا حکیم سید عبد الحی	لکھنؤ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مؤلف کی دیگر کتابیں





طلب کے ٹھکانے :

مکتبہ احمدیّہ راندیر، سورت	99746 04855
مکتبہ احمدیّہ ایلول، سابر کانٹھا	99742 72192
کتب خانہ رشیدیہ چھاپی ہایوے بناس کانٹھا	99041 11938
مفتی رمضانی صاحب، گودھرا، پنچ محل، گجرات	85112 86164
جمعیت علماء دریاپور، احمد آباد	079-22169200
مولانا حمزہ صاحب، دیوا، دار العلوم، انکلیشور	94284 42151
مولانا شعیب صاحب ایلولوی بھاؤنگر	73833 13951
مدرسہ الیاسیہ منگرول پیرواشم (مہاراشٹر)	89755 14144
مولانا محبوب صاحب، ایلولوی، میگنگر (ایم، پی)	88190 56252
مولانا خالد سیف اللہ پالیہ مسجد (بنگلور ۲۱)	96119 38995

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1